UNIVERSAL
LIBRARY
OU_226086
UNIVERSAL
LIBRARY

ابطال غلامی

المسمی بہ

تبرئۃ الاسلام عن شین الامۃ والغلام

معہ ایک آرٹکل کے کہ

غلامی فطرت انسانی کے برخلاف ہے

صنفہ

المفتقر الی اللہ الصمد سید احمد

در مطبع مفید عام آگرہ باہتمام محمد قادر علیخان صوفی طبع شد

سنہ ۱۸۹۳ء

بسم اللہ الرحمن الرحیم

غلامی فطرت انسانی کے برخلاف ہے

آزادی اور غلامی آپس مین ایسی نقیض ہین کہ نہ دونون کا اجتماع ہوسکتا ہے نہ دونون کا ارتفاع اور اس لیئے یہ دونون داخل مرضی پروردگار نہین ہوسکتین ورنہ خود پروردگار کی مرضی مین تناقض لازم آویگا جو اوسکی حکمت بالغہ کے شایان نہین ہے پس کچھ شبہہ نہین ہے کہ ان دونون مین سے صرف ایک ہی پروردگار کی مرضی کے مطابق ہوگی یا یون کہو کہ قانون قدرت دو نقیضون کا متقاضی نہین ہوسکتا اور اس لیئے اُن مین سے ایک ہی مقتضاے قانون قدرت ہوگی۔

ہم دیکھتے ہین کہ انسان ایک ایسی ہستی بنایا گیا ہے جسکی فطرت مین آزادی اور خودمختاری

رکھی گئی ہے وہ ذی عقل اور ذی شعور ہے اُسکو تمام قواے ظاہری و باطنی دیے گئے ہین اُنکے استعمال پر جسطرح کہ وہ چاہے قادر ہے تمام کامون کے شروع کرنے کی سمجھ اور اُنکے انجام کی سوچ اُسکو دی گئی ہے تاکہ ہر کام کا آغاز اور انجام سوچ لے اُسکی فطرت ایسی ہے کہ اپنے لیئے آپ تمام چیزین مہیا کرنے کے لیئے حاجتمند ہے پس یہ تمام چیزین اسبات پر دلالت کرتی ہین کہ اس پتلے کے صانع کی مرضی یہی تھی کہ یہ پتلا خود اپنا آپ مالک رہے۔

صانع نے یہ تمام قوی جو انسان کو عطا فرمائے ہین اُن سے اُسکی مرضی یہ معلوم ہوتی ہے کہ تمام قوی انسان مین اسطرح پر شگفتہ و شاداب رہین کہ اعتدال سے خارج نہونے پاوین اور ایک دوسرے کی نقیض نہو جاوین انسان کی ذاتی محنت اُسی کے لیئے سودمند ہو غلامی کی حالت مین انسان کے بہت سے قوی عوض شگفتہ و تر و تازہ رہنے کے پژمردہ بلکہ محض معطل و بیکار ہو جاتے ہین اُسکی محنت اُسکی سودمندی کے لیئے نہین رہتی پس کسیطرح ایسی حالت صانع کی مرضی نہین ہوسکتی۔

انسان کی وہ چیز جس سے انسان انسان کہلاتا ہے اور جسکا نام لوگ روح لیتے ہین مگر اُسکی حقیقت کچھ نہین تبلاسکتے ایسی شریف چیز کہ کسی کی مملوک ہونے کی لیاقت نہین رکھتی کیا نتایج قانون قدرت یا خدا کی روح یا امر رب کسی کی ملکیت ہوسکتی ہے؟ کیا ہمسی ہی ایک مخلوق ہماری ملکیت مین آسکتی ہے؟ حاشا و کلا پس صاف عیان ہے کہ غلامی اُس قادر مطلق کی مرضی اور قانون قدرت دونون کے برخلاف ہے۔ تمام انسان آزاد اور یکسان پیدا ہوئے ہین اور کچھ شبہہ نہین کہ زندگی اور آزادی اور خوشی حاصل کرنے مین یکسان اور غیر قابل

انتقال استحقاق رکہتے ہین۔

مگر انسان کی بدبختی سے کوئی نسل اور کوئی زمانہ ایسا نہین گذرا کہ غلامی کی مصیبت انسانون مین نرہی ہو بہت عقلمند اور دانا اور حکیم گذرے بہت سے صاحب شریعت گذرے مگر بجز ایک کے اور کسی نے اس قانون قدرت کے مخالف کا کچہہ تدارک نہ کیا موسیٰ صلوٰۃ اللہ علیہ نے اسکو جایز ہی رکہا عیسیٰ علیہ السلام نے اُسکی نسبت ایک حرف بہی نہین کہا یونانی حکیمون نے ازروے اصول اخلاق کے حالت غلامی کی نسبت کوئی اعتراض ہی نہین سمجہا ارسطو باوصف اس دانائی کے یہ سمجہا کہ خود خدا نے انسان کو آزادی اور غلامی مین تقسیم کیا ہے وہ یہ سمجہتا تہا کہ جن لوگون کو غلام بنایا جاتا ہے وہ ایک قسم ہی جدا ہے اول تو یہ سمجہہ ہی اوس بڑے حکیم کی جو ہر طرح ہمارے ادب کے لایق ہے غلط تہی اور سواے اسکے اُسنے یہ خیال نہ کیا کہ غلامی کسی خاص قوم پر مخصوص نہین رہ سکتی افلاطون اُس سے بہی زیادہ غلطی مین گرا جب اُسنے یہ کہا کہ صرف یونانی غلام نہونے چاہئین زیادہ افسوس کی بات یہ ہے کہ اُس ایک فیاض شخص کا اصول مقررہ جسنے آیندہ کی غلامی کی جڑ کو کاٹا اور غلامون کی حالت کو سنوارا اور جہانتک ممکن ہوا اُنکو آزادی کا خلعت پہنایا ایسا غفلت مین پڑا رہا کہ بہت ہی کم اُسپر خیال ہوا پس ہمارا ارادہ ہے کہ ہم اس مضمون کی اصلیت پر بموجب مذہب اسلام کے کچہہ تحقیق و تدقیق کرین مگر قبل اسکے ہم چاہتے ہین کہ اس آرٹکل مین غلامی کا کچہہ مختصر حال بیان کرین کہ کس کس طرح پر اور کن کن قومون مین رائج تہی اور کیسی کیسی بے رحمیان اُنکی نسبت ہوتی تہین۔

غلامی کا رواج ایسا پُرانا معلوم ہوتا ہی کہ جسکا زمانہ انسان کی یاد سے باہر ہے غالباً تواریخ

دنیا کے شروع ہی سے غلامی پیدا ہوئی تہی اصلیت شروع غلامی کی صرف یہی پائی جاتی ہے کہ وحشی قومون نے اپنے قیدیون کو بجاے مارڈالنے کے غلامی کی حالت مین رکہنا زیادہ مفید سمجہا اور اِس سبب سے دو طریق غلامی کے رائج ہوے ایک وہ جو لڑائی مین لوگ قیدی ہوتے تھے اور یہ طریقہ طریق جایز اور بے عیب اور گویا قانوناً جایز سمجہا جاتا تھا اور تمام قومون نے اپنی تہذیب وشایستگی کے زمانہ مین بہی اوسکو صحیح سمجہا تہا دوسرے وہ قیدی جو دغا و فریب سے یا دزدی سے قید کیے جاتے تہے اور اونکے ساتہہ بہی ویسا ہی طریقہ برتا جاتا تہا جیسا کہ جایز غلامون کے ساتہہ اُسکے بعد رفتہ رفتہ اَور متعدد طریقے غلامی کے مختلف قومون مین پیدا ہوتے گئے۔

تمام مشرقی قومین جنکا حال ہمکو معلوم ہے غلام رکہتی تہین یہودیون کے ہان غلامی قانوناً جایز تہی ایرانی بہی بموجب اپنے قانون کے غلام رکہتے تہے اُنکے ہان صرف دوسری ہی قوم کے لوگون کو غلام بنانے کی اجازت نہ تہی بلکہ اپنی قوم کے لوگون کو بہی غلام بناتے تھے اُنکے ہان دستور تہا کہ مفلس مقروض اپنے تئین بطور غلام کے بیچڈالتا تہا جو بطور غلام کے رہتے تہے البتہ بہ نسبت غیر قوم کے غلامونکے انکی نسبت قانون فی الجملہ نرم تہا سات برس بعد ہمقوم غلام آزاد ہوجاتے تھے اور ہر پچاسوین برس عام طور پر ہمقوم غلام آزاد کیے جاتے تھے۔

یونانیون مین بہی غلامی کی رسم جاری تہی وہان ایک قوم وہان کے قدیم باشندون کی نسل سے تہی جو اپنے آقا کی زمین کاشت کرکر اوسکو لگان دیتی تہی اور لڑائی کے وقت اپنے آقا

کے ساتھ ہوتی تھی - ایک قسم غلاموں کی یونان مین ایسی تھی کہ وہ یونان سے باہر دوسرے
ملک مین فروخت نہین ہوسکتی تھی اور نہ اپنے عیال واطفال سے جدا کی جاتی تھی بلکہ کسیقدر
جائداد پیدا کرنے کے بھی قابل سمجھی جاتی تھی اور وحشی غلام جو بذریعہ خرید حاصل ہوتے تھے
وہ تو مثل اوُر جائداد کے تھے کہ جب اور جہان چاہو بیچڈالو اُن سے محنت مزدوری کروائی جاتی
تھی کانین کھدوائی جاتی تہین اور اونکی اجرت اور منفعت اُنکے آقا لیتے تھے اون غلامونکی
جو اولاد ہوتی تھی وہ بھی غلام ہوتی تھی تھریشیا کے لوگون کی ایسی بدبختی تھی کہ وہ خود اپنی
اولاد کو بیچتے تھے ایتھنز مین غلامون کی حالت اوُر ملکون سے اچھی تھی ڈمیاستھنیز کا قول ہے
کہ بمقابلہ اوُر ملکونکی آزادیون کے ایتھنز کی غلامی کی حالت اچھی ہے -

رومیون مین بھی غلامی تھی مگر اونکی سمجھہ سب سے عمدہ تھی رومی مقنن سمجھتے تھے کہ خداتعالی
نے سب کو آزاد بنایا ہے اور غلامی قانون خالق کے برخلاف ہے مگر صرف ملکی قانون کے
مطابق وہ غلامی کو جایز رکھتے تھے اور اسلیئے اون لوگون کو جو لڑائی مین قید ہوتے تھے اور ان آزاد
شخصون کو جو خود اپنے آپکو بیچ ڈالتے تھے غلام سمجھتے تھے آقا کا اختیار غلام کو سزا دینے یا قتل کرنے کا
نامحدود تہا ضعیف و ناکارہ غلام ٹایبر کے جزیرہ مین فاقہ کشی کرتے کرتے مرجانے کے لیے چھوڑدیے
جاتے تھے سلطنت کے قوانین نے ان بیرحمیون کی کسیقدر روک تھام کی تھی یہ قانون تہا کہ
اگر کوئی آقا اپنے غلام کو بلا سبب قتل کرڈالے تو اُسکے ساتھہ اس طرح پر پیش آیا جاوے کہ گویا
اُسنے دوسرے شخص کے غلام کو مارڈالا ہے اگر کوئی آقا اپنے غلام پر بہت سخت بے رحمیان
کیا کرتا تہا تو آقا اسبات پر مجبور کیا جاتا تہا کہ وہ اُسکو بیچ ڈالے کلاڈیس کے قانون سے

مطابق غلام کا مار ڈالنا بمنزلہ قتل کے متصور ہوتا تہا غلام جب بیچے جاتے تھے تو ماں باپ لڑکے بہائی بہن جدا نہ کیئے جاتے تھے غلاموں کو شادی کرنے کا اختیار نہ تہا اور اونکے اور اونکی اولاد مین کوئی قانونی رشتہ نہ سمجہا جاتا تہا بہاگے ہوئے غلام کو پناہ دینا جرم تھا اُنکے آزاد کرنے کے بہی بہت سے طریقے تھے جو از روے قانون کے معین اور محدود کیئے گئے تھے۔

رومیون کے ہان ابتدا مین غلام بہت کم تھے لیکن رفتہ رفتہ اونکی بہت کثرت ہوگئی یہانتک کہ کل کاشتکاری غلامون کے ذریعہ سے ہوتی تہی سلطنت جمہوری کے زمانہ مین جو روم مین تہی ذی مقدور لوگ نہایت کثرت سے غلام رکہتے تھے اور جسقدر زیادہ غلام ہون اُسیقدر شان و شوکت زیادہ متصور ہوتی تہی ایک شخص کے پاس دو سو غلامون کا ہونا ایسی بات نہ تہی کہ لوگ اُسکو معمولی بات سے کچہہ زیادہ سمجہین۔

ابتدا مین غلام کوئی جائداد پیدا نہین کرسکتا تہا جو کچہہ وہ پیدا کرتا تہا سب کچہہ اُسکے آقا کی ملک ہوتا تہا لیکن جب غلام تجارت کے کامون مین مصروف ہونے لگے تو کچہہ حصّہ منافع مین سے اُنکا خاص سرمایہ سمجہا جاتا تہا اور بعضی دفعہ یہ شرط ہوتی تہی کہ جب وہ سرمایہ اسقدر روپیہ تک پہنچ جاویگا تو غلام آزاد ہو جاویگا۔

ہندوون مین بہی دہرم شاستر کے بموجب غلامی جایز تہی اور مفصلہ ذیل صورتون مین ایک انسان دوسرے انسان کا غلام ہو جاتا تہا۔ لڑائی مین قید ہونے سے۔ خود اپنے تئین کسی کا غلام بعوض روپیہ کے یا قحط سالی مین بعوض نان و نفقہ دینے کے یا اور کسی سبب سے

بنا دینے سے ۔بعوض زر قرضہ یا کسی جرم کی سزا مین غلام ہو جانے سے ۔مان باپ کا اپنی اولاد کو بیچ دینے سے ۔اولاد غلامون کی بہی غلام ہوتی تہی ۔غلامون کا بیع اور ہبہ کے ذریعہ سے انتقال ہوتا تہا اور روز انتقال سے منتقل الیہ کی غلامی مین آجاتا تہا۔

دہرم شاستر کی رو سے غلام مثل مویشی کے اپنے آقا کی ملکیت ہوتا ہے اور اوسکو حقیر نام یعنی دوپائی مویشی دیا گیا ہے دہرم شاستر مین کوئی حکم غلام کی نسبت ایسا نہین ہے جسکے ذریعہ سے وہ بیرحم آقا کے تشدد و بدسلوکی سے محفوظ رہے اور نہ اُسمین آقا کے اختیار کی جو اُسکو غلام پر ہو کچہہ تصریح ہے ۔

کوئی حق ملکیت دہرم شاستر کی رو سے غلام کو حاصل نہین ہے اُسکا مال مکسوبہ بہی اُسکا حق نہین ہے دہرم شاستر مین بجز آقا کی خوشی کے اور کوئی ایسا طریقہ نہین ہے جسکے ذریعہ سے غلام کو آزادی حاصل ہو سکے اِلّا اگر اُسنے آقا کی جان بچائی ہو تو وہ اپنی اور اپنے بیٹے کی آزادی کی درخواست کرنے کا استحقاق رکہتا ہے اگر آقا سے لونڈی کے اولاد پیدا ہو اور کوئی صحیح النسب اولاد نہو تو دونون آزاد ہو جاتے ہین یا جو سبب غلامی کا ہے وہ نہ رہے تو غلام آزاد ہوتا ہے ۔

ایک دوسری قسم غلامون کی دہرم شاستر کے بموجب عبید الارض ہین یعنی غلام جو کاشت اراضی سے تعلق حق موروثی کا رکہتے ہین اس قسم کے غلامون سے احکام جائداد غیر منقولہ کے متعلق ہین یعنی اُن غلامون پر جو کاشتکاری کے کام کے لئے ہون باپ اور بیٹے کو یکسان اختیار حاصل ہے ۔

مذہب اسلام کے پیروؤن کا بلا شبہہ حق تہا کہ وہ غلامی کا نام نشان دنیا مین باقی نہ رکہتے اور غلامون کی آزادی کا فرمان جیسا کہ اصول مذہب اسلام سے پایا جاتا ہے دنیا مین جاری کرتے مگر افسوس ہے کہ وہ سب سے زیادہ اندہیرے مین پڑے اور باوجودیکہ اس زمانہ مین تمام ملک روشن ہو گئے ہین مگر اسلامی عملداریان اب تک اُسی تاریکی اور اندہیرے مین ہین۔

اگرچہ عیسائی مذہب نے کچہہ بہلائی غلامون کے حق مین نہین کی تہی مگر بلا شبہہ عیسائیون نے اُنکے حال پر رحم کیا اور یہ نیکی اور بلند نامی اُنہون ہی نے حاصل کی جسٹنین نے غلامون کے رفتہ رفتہ آزاد ہوجانے مین بڑی کوشش کی عیسائیون ہی نے اُن آقاؤن کو جو اپنے غلامون کو بے اطلاع حاکم مار ڈالتے تھے ملعون قرار دیا مگر اُس زمانہ مین یہ آفت رُک نہ سکی اور وحشی حملہ کرنے والے بہت سے غلام اپنے ساتہ لائے جو اکثر سلیوونین قیدی تھے اور جس سے انگریزی لفظ سلیو یعنی غلام نکلا ہے تہوڑے زمانہ بعد تمام یورپ مین ایک قسم کی غلامی مروج تہی جو سرف کے نام سے کہلاتی تہی سلیو اور سرف مین یہ فرق تہا کہ سلیو کو آقا فروخت بہی کرسکتا تہا مگر سرف سے صرف معین کام لینے کا حق رکہتا تہا۔

جب کہ نئی دنیا یعنی امریکا دریافت ہوئی تو عیسائی قومون مین غلامی کے معاملہ کی بڑی گرم بازاری ہوئی امریکا کے قدیم باشندے کمزور تھے اور جن مشکل اور محنت کے کامون کی وہان حاجت تہی اُسکے قابل نہ تھے اسلیے پورچگیز والون نے جنکے قبضہ مین بہت بڑا حصّہ افریقہ کا تہا وہان سے حبشیون کو لیجانا شروع کیا لاس کیس صاحب چیاپا کے بشپ

سنے امریکا کے باشندون کو لائق محنت کانون کے کہودنے کے نہ دیکھکر کنگ چارلس بادشاہ
انگلنڈ سے درخواست کی کہ اُنکے بدلے حبشی غلام کام کرنے کو دیے جاوین کیونکہ وہ مضبوط
اور توانا ہین چنانچہ اُس بادشاہ نے سنہ ١٥٦٢ء مین حبشی غلامون کے لائے جانے کا حکم
دیا انگریزون مین سب سے پہلے جسنے غلامون کی تجارت شروع کی وہ سر جان ہاکنس تھے
جنکا نام غلامی کے ساتھ ہمیشہ یاد کیا جاویگا مگر تھوڑے ہی عرصہ مین اور بہت سے لوگ اُنکے
ساتھ غلامون کی تجارت مین شریک ہو گئے انگلستان نے سنہ ١٦٨٠ء سے لغایت سنہ ١٧٠٠ء
کے تین لاکھ غلام افریقہ سے حاصل کئے اور اوسکے بعد لغایت سنہ ١٧٨٦ء صرف جمائکہ مین
چھ لاکھ دس ہزار غلام بھیجے تجارت غلامون کی ایسی بیرحمی سے ہوتی تھی جسکا حال سنکر
تعجب آتا ہے جہاز مین نہایت بے احتیاطی سے مثل بکریون اور بھیڑون کے بھرے جاتی
تھے اور امریکا پہنچنے کے بعد بھی کچھہ اونکی حفاظت نہوتی تھی مگر جہان انگریزون کی عملداری تھی
وہان اون غلامون کی حالت کسیقدر بہتر تھی اونکی فریادرسی کے لیے عدالتین مقرر تھین عورتون
کو کوڑے مارنے کی بالکل ممانعت تھی مگر یہ بات پوچھنے کے قابل ہے کہ جس زمانہ
مین امریکا مین جہان انگریزی عملداری تھی قوانین مذکورہ بالا غلامون کی نسبت جاری تھے
اوس زمانہ مین انگلنڈ مین نسبت غلامی کے کیا قانون تھا۔ اُسی زمانہ یعنی سنہ ١٧٨٢ء مین مقدمہ
غلامی مسمی سومرسٹ حبشی جو لندن مین چلا آیا تھا پیش ہوا اُسمین یہ تجویز ہوئی کہ انگریزی زمین
پر قدم رکھنے کے ساتھہی غلام آزاد ہوجاتا ہے گو کہ بعد واپس جانے اوس غلام کے غلامی کے
ملک مین اُسکا آقا پھر اُسپر دعوی کر سکتا ہے۔

ولایت مین ایک میرے انگریز دوست نے مجھسے کہا کہ صرف ہماری قوم ہی کو آزادی کا فخر نہین ہے بلکہ ہماری زمین کو بھی یہ افتخار ہے اسلیے کہ جو شخص ہماری زمین پر قدم رکھتا ہے گو وہ کسی کا غلام ہی کیون نہو اُسیوقت سے آزاد ہے اُسکے اس کہنے نے میرے دل پر نہایت اثر کیا اور مین نے کہا کہ بلاشبہہ تمکو اور تمہاری زمین کو یہ بڑی عزت ہے جو خدا نے دی -

اُسی زمانہ مین رحیم اور نیک دل اور انسان کی بہلائی چاہنے والے لوگون کے دل مین خیال آیا کہ غلامون کی تجارت کی موقوفی پر کوشش کرنی چاہیے چنانچہ ۱۷۸۷ع مین ایک سوسئیٹی واسطے موقوفی غلامون کی تجارت کے لندن مین قایم ہوئی اُسکے ابتدائی ممبر ڈبلیو ڈلون صاحب اور طامس کلرکسن صاحب اور گرینول شارپ صاحب تھے جنکی نیک نامی ہمیشہ یادگار رہیگی اس معاملہ مین سب سے زیادہ پُرجوش اور نہایت مستعدی سے راے دینے والے اور گفتگو کرنے والے ولیم ولبر فورس صاحب تھے جنکی تائید ولیم پٹ وزیر سلطنت کی جانب سے ہمیشہ ہوتی تھی غرضکہ شدہ شدہ ان انسان کی بہلائی چاہنے والون کی بدولت فروری ۱۷۸۸ع مین سلطنت انگلشیہ نے حکم دیا کہ بذریعہ کمیٹی پریوی کونسل نسبت تجارت غلامون کے تحقیقات کی جاوے اور ایک قانون بنایا گیا جس سے جہاز مین بے انتہا غلامونکے بہر لینے کی کچھہ اصلاح ہوئی بڑی بدقسمتی یہ ہوئی کہ ولبر فورس صاحب نے جو مسودہ قانون کا اس مطلب سے بنایا تھا کہ آئندہ سے تجارت غلامون کی موقوف ہو وہ مسودہ ۱۷۹۱ع مین گم ہو گیا - اسی اثنا مین انگریزون نے ڈچ پر فتح پائی اور غلامون کی تجارت نے پہر افزایش پکڑی مگر ۱۸۰۵ع مین کونسل سے ایک حکم مشعر امتناع تجارت اون مفتوحہ نوآبادیون مین جاری ہوا اور پہر ۱۸۰۶ع

مین ایک قانون بنایا گیا کہ انگریزی رعایا کسی طرح غلامون کی تجارت مین شریک نہو اور اُسی سال مسٹر فاکس صاحب نے ایک رزولیوشن ہوس آف کامنز مین پیش کیا اور وہ جاری بھی ہو گیا کہ آئندہ سے کلیۃً غلامون کی تجارت موقوف ہو لارڈ گرینول صاحب کی تحریک سے ہوس آف لارڈز نے اُس رزولیوشن کو منظور کیا اور انگلنڈ نے اس فیاضانہ اور رحیمانہ بلکہ انسانیت کے کام مین بلند نامی حاصل کی۔

اُسکے بعد دوسرے ہی سال مین یعنی سنہ ۱۸۰۷ع مین لارڈ ہک صاحب نے جو بعد کو ارل گرے ہوئے ایک مسودہ قانون ہوس آف کامنز مین پیش کیا کہ یکم جنوری سنہ ۱۸۰۸ع کے بعد غلامون کی تجارت عموماً اور قطعاً موقوف ہو دونون ہوس یعنی ہوس آف کامنز اور ہوس آف لارڈز نے اس قانون کو پسند کیا اور پچیسوین مارچ سنہ ۱۸۰۷ع کو اوس قانون کی نسبت شاہی منظوری حاصل ہوئی۔

لیکن تعجب کی بات ہے کہ جس ٹکڑے زمین پر ایسے فیاض اور عالی ہمت لوگ رہتے تھے جنھون نے اِس رسم بد کی موقوفی پر بے انتہا کوششین کین وہان کمینہ طبیعت کے لوگ بھی موجود تھے اور اونھون نے غلامون کی تجارت کو نچھوڑا اور اسپین اور پورچگیز کے جھنڈون کی آڑ مین اُنکی تجارت کرتے تھے اور پھر کثرت سے غلام جہازون مین بھرنے لگے اور جب کوئی جہاز اونکی تلاشی کو جاتا تو حبشی غلامون کو جہاز پر سے دریا مین پھینک دیتے تھے اور جو جرمانہ کہ اوس قانون مین غلامونکی خرید فروخت کرنے پر تھا وہ اس رسم بد کے بند کرنے کو کافی نہ تھا اسلیے فیاض دل اور انسان دوست بلکہ انسانیت مجسم مسٹر بروہم صاحب نے سنہ ۱۸۱۱ع مین ایک مسودہ

قانون پیش کیا جو بالاتفاق سب کے منظور ہوگیا اور جسمین یہ بات قرار پائی کہ تجارت غلامون کی جرم کبیرہ ہے جسکی سزا چودہ برس کی قید معہ جلا وطنی یا تین برس سے پانچ برس تک کی قید معہ مشقت شاقہ دی جاویگی -

سنہ ۱۸۲۴ء مین ایک اور ایکٹ جاری ہوا جسمین غلامون کی تجارت جرم بحری ڈکیتی قرار پایا جو نہایت سنگین جرم ہے اور پہر سنہ ۱۸۳۷ء مین اُسکی ترمیم ایک ضابطہ فوجداری کے نفاذ سے ہوئی اور تجارت غلامی کی سزا حبس دوام معہ جلا وطنی قرار دی گئی -

ان بڑی کوششون کے بعد انگریزون کی عملداری مین سے غلامون کی تجارت اُٹھہ گئی اور اوسی کے ساتھہ امریکا کے یونیٹڈ اسٹیٹ سے بھی موقوف ہوئی اور رفتہ رفتہ جنوبی امریکا کی جمہوری سلطنت مقام وینزایلہ چلی وبونس ایرز اور سویڈن اور ڈنمارک اور ہالنڈ سے بھی موقوف ہوئی انگریزون کی اس فیاضی کو دیکھہ کر یوروپ کی اور سلطنتون کو بھی اس بد تجارت کے اُٹھا دینے کی ترغیب ہوئی اور اُسکے لیے قانون بنائے گئے اور عہدنامے کیے گیے چنانچہ سنہ ۱۸۱۵ء وسنہ ۱۸۱۷ء مین پورچگیز اور اسپین کی سلطنت نے بھی اسپر اپنی رضامندی ظاہر کی اور سنہ ۱۸۲۶ء مین بریزل نے قبول کیا کہ بعد سنہ ۱۸۳۰ء کے اگر غلامون کی تجارت اُس ملک مین ہو تو ڈکیتی بحری کا جرم سمجھا جاوے اور سنہ ۱۸۳۱ء وسنہ ۱۸۳۳ء مین جو عہدنامہ فرانس سے ہوا اور جسکو قریباً کل یوروپ کی بحری سلطنتون نے منظور کرلیا اُس سے استحقاق سمندر مین جہازون کی تلاشی کا واسطے بند کرنے غلامی کی تجارت کے حاصل ہوا اور پہر کنٹیوپل عہدنامہ کے مطابق جو سنہ ۱۸۴۱ء مین ہوا اُس عہدنامہ کو یوروپ کی پانچ اعلی سلطنتون مین وسعت دی گئی پہر آشبرٹن کے

عہدنامہ سے جو ۱۸۴۲ء مین یونیٹڈ اسٹیٹ سے ہوا کچھہ فوج مشترکہ افریقہ کے کنارے پر واسطے موقوفی تجارت غلامون کے قایم ہوئی پہر ۱۸۴۵ء مین فوج مشترکہ انگلستان او فرانس کو استحقاق تلاشی غلامان حاصل ہوا۔

فیاض اور عالی حوصلہ اور نیک دل انگریزون کو یہ خیال بہی تہا کہ موجودہ غلام بہی آزاد کیے جاوین اس بات کے لیے سوسٹیان بہی بنین اور ہوس آف کامنز مین بحث بہی ہوا کی آخر ۱۸۳۳ء مین مسٹر اسٹینلی صاحب نے جو اُس زمانہ مین نوآبادیون کے وزیر تھے غلامون کی آزادی کے لیے قانون کا مسودہ پیش کیا اور ہوس آف کامنز اور ہوس آف لارڈ مین منظور ہوا اور ۲۸ اگست ۱۸۳۳ء کو بادشاہی منظوری حاصل ہوئی اور بیس کرور پونڈ یعنی دو پدم روپیہ غلامون کے مالکون کو بطور معاوضہ نقصان دیا گیا مگر خیال کرنا چاہیے کہ یہ روپیہ کہان سے آیا تہا یہ روپیہ اوسی ملک کی رعایا نے دیا تہا جس ملک کو ہم کہتے ہین کہ تہذیب و شایستگی مین اپنا نظیر نہین رکہتا ۱۸۴۸ء مین فرنچ نے بہی اپنے حبشی غلامون کو آزاد کر دیا اور ۱۸۶۳ء مین ڈچ کے غلام آزاد ہوئے اور شمالی اور جنوبی امریکا مین جو لڑائی غلامون کی آزادی کے لیے ہوئی وہ ابہی تک دنیا کی آنکھون سے محو نہین ہوئی ہے۔

انگریزون کی کوششین جو غلامی کے بند کرنے مین ہوئین اُنکے ہم دل سے ثناخوان ہین اور اس بات کو بہی قبول کرتے ہین کہ ہندوستان مین بہی انگلش گورنمنٹ نے غلامون کی تجارت بالکل موقوف کر دی اور بردہ فروشی بہی بند ہوئی مگر ہم دل سے گورنمنٹ کی کارروائی کے جو ہندوستان مین غلامی کی نسبت ہوئی ہے ثناخوان نہین ہین ہمکو ظن غالب ہے کہ

ہندوستان مین درمیان ہندوستانی عملداریون کے بردہ فروشی جاری ہی اور گورنمنٹ کچھہ کافی تدبیر اُسکے لیے نہین کرتی بعضی دفعہ ہمکو خود انگریزی عملداری مین بردہ فروشی ہونے یا لونڈی اور غلام لانے کا شبہہ پیدا ہوتا ہے جبکہ ہم کسبیون کے ہان نئی نئی نوچیون کا اور ہیجڑون کے ہان نئے نئے چیلون کا اور نوابون کے ہان نئے نئے خواجہ سراؤن کا آنا سنتے ہین ہم دل سے کہتے ہین کہ ان سب باتون کا گناہ اب تک انگریزی گورنمنٹ کے سر پر ہے موجودہ قانون ان امورات کے تدارک کے لیے کافی نہین ہین مگر امید ہے کہ کسی دن یہہ رسم بد ہندوستان سے بالکل موقوف ہوگی۔

یہ سب تو ہمنے کہا مگر ہمکو دیکھنا چاہیئے کہ مسلمان گورنمنٹون نے اس باب مین کیا عزت کمائی ہے ہماری راے یہ ہے کہ اس معاملہ مین دین و دنیا دونون کا خسران مسلمان گورنمنٹون کو نصیب ہے اب بجز مسلمان گورنمنٹون کے اور کہین غلامون کی تجارت جاری نہین ہے ہمنے جو دین و دنیا دونون کا خسران مسلمان گورنمنٹون کی نسبت منسوب کیا اسکی وجہ یہ ہے کہ مذہب اسلام کے مطابق غلامون کی تجارت اور بردہ فروشی جایز نہین ہے ایک تو یہ گناہ ہے اور دوسرا گناہ عظیم یہ ہے کہ غیر قومین اسلام پر طعنہ مارتی ہین اور حقارت کی نظر سے دیکھتی ہین کیونکہ وہ ان مسلمان گورنمنٹون کے افعال سے یہ غلط نتیجہ نکالتی ہین کہ مسلمانی مذہب مین یہ باتین جایز ہین سلطان روم نے درباب بند کرنے تجارت غلامون کے کوشش کی ہے اور جہان تک کہ انکی عملداری یورپ کے ٹکڑے مین ہے وہان کسی قدر وہ کوشش موثر بھی ہوئی ہے مگر اُسکے سوا کچھہ کارگر نہین ہوئی کیا افسوس اور شرمندگی کی بات ہے جب یہ کہا جاتا ہے کہ

عرب مین گاے بیل کی مانند نہایت بے رحمی سے لونڈی غلام بازار مین بکتے ہین دیکہو غلط
اوہام مذہبی مین پڑنا اور بیجا رسم کی تقلید کرنا انسان کو ایسا اندہا کر دیتا ہے کہ سلطان سے ایسی
رسم قبیح کا جسکے ناجایز اور خلاف شرع ہونے پر علما اور قضات پایہ تخت نے فتوی بہی دیا ہے
کچہہ انتظام نہین ہوسکتا اور اس فعل ناشائستہ سے دنیا مین جو ذلت اور حقارت اور روحشی
اور نصف وحشی کا لقب ہے وہ تو خود ہی ظاہر ہے پس مسلمان گورنمنٹون کو اس فعل کے سبب
ہماری ملامت کرنا اور خسر الدنیا والاخرۃ کہنا کچہہ خلاف نہین ہے ۔۔

مگر مصر کا حال سنکر ہمارا دل تہوڑا سا خوش ہوتا ہے ولیم ہورڈ رسل صاحب جو نہایت نامی
گرامی ہین اپنے روزنامچہ مین اسمعیل پاشا خدیو مصر کی بڑی تعریف کرتے ہین اور لکہتے ہین
کہ اُسنے اس نیکی کے حاصل کرنے اور رسم بد کے موقوف کرنے مین بڑی کوشش کی ہے
اور کسیقدر کامیاب بہی ہوا ہے اگر یہ بات سچ ہے تو ہم بہی دل سے اسمعیل پاشا کی خیر مناتے
ہین اور دعا دیتے ہین اور شکر کرتے ہین مگر ہمنے جو ٹہنڈے دل سے یہ دعا دی اُسکا سبب
یہ ہے کہ ہمنے خود مصر مین دیکہا ہے کہ حبشی غلام خواجہ سرا نہایت کثرت سے ہین اور خود اسمعیل
پاشا کے محل مین موجود ہین پس یہ کیا خدا کی دوہری لعنت یعنی ایک غلامی اور دوسرے خوجہ کرنا
مصر والون کی سیاہ روئی اور پورے وحشی ہونے کے لیے کم ہے افسوس کہ ان ناخدا ترس
مسلمانون نے اپنے افعال قبیحہ سے کیسے روشن مذہب اسلام کو بدنام کیا ہے اور دھبہ
لگایا ہے سبحان اللہ جو فعل مبغوض رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم تہا اُسی قسم کے لوگ یعنی خواجہ سرا
روضہ متبرکہ رسالت مآب علی صاحبہا الصلوۃ والسلام پر اور خانہ کعبہ پر متعین کیے گئے ہین

اور یہ ہیئے کے بہوتے مسلمان اسکو باعث افتخار جانتے ہین اور اوسکے مخالف کو لا مذہب یا کرسٹان بتاتے ہین فاعتبروا یا اولی الابصار۔

اگرچہ مسٹر رسل صاحب کی کتاب متعلق غلامی مصر پڑہ کر ہمارا دل خوش ہوا مگر جس لفظ نے ہمارے دل کو نہایت رنجیدہ کیا اُسکا بیان کرنا بہی ہمکو ضرور ہے اور وہ یہ ہے کہ جہان اُنہون نے اسمعیل پاشا کے اس نیک کام کی تعریف لکہی ہے وہان یہ بہی لکہا ہے کہ اُسنے برخلاف اپنے مذہب وایمان کے یہ نیک کام کیا ہے اس تحریر پر ہم کچہ مسٹر رسل صاحب سے ناراض نہین ہوئے اُنہون نے ٹہیک لکہا ہے مگر اُن کافر مسلمانون سے ناراض ہوئے جنہون نے اپنے افعال ناشائستہ کو ایسے طور پر رواج دیا ہے جسکے سبب غیر قومین اُن افعال کو مذہبی اور ایمانی افعال سمجہتی ہین اور مذہب اسلام کو حقارت سے دیکہتی ہین اور سمجہتی ہین کہ تہذیب اور شائستگی اور انسانیت مذہب اسلام کے ساتہہ جمع نہین ہوسکتی پس ہمنے یہ مضمون اسلیے اختیار کیا ہے تاکہ ہم دکہائین کہ مذہب اسلام نے غلامون اور غلامی کی نسبت کیا کیا ہے اور کسطرح رحم اور انسانیت اور تہذیب کو اعلی درجہ تک پہنچایا ہے چنانچہ انشاء اللہ تعالی ہم دوسرے آرٹکل مین جو غلامی پر لکہینگے اُسمین مذہب اسلام کے مطابق مضمون غلامی پر بحث کرینگے اور اسلام کی روشنی (مگر نہ زید وعمرو کی) دنیا کی آنکہہ مین دکہا دینگے۔ من اورا دوست میدارم ودیگران زید وعمرو را۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ابطال غلامی

تبریۃ الاسلام عن شین الامۃ والغلام

دیباچہ

خدا نے انسان کو ایک ایسی ہستی بنایا ہے جسکی فطرت میں آزادی اور خود مختاری رکھی ہے اُسکو ذی عقل اور ذی شعور پیدا کیا ہے، اوسکو تمام قوی ظاہری و باطنی عطا کیے ہین اُنکے استعمال کی اُسکو قدرت بخشی ہے ہر کام کے شروع کرنے کی سمجھ اور اُسکے انجام کی سوجھ اُسکو دی ہے تاکہ ہر کام کا آغاز و انجام خود سوچ لے، اوسکو ایسی فطرت پر بنایا ہے کہ وہ خود اپنے لیے تمام چیزون کے مہیا کرنے کا حاجتمند ہے خود خدا نے فرمایا ہے کہ انسان کے لیے بجز اُسکے جسکی وہ خود کوشش کرتا ہے کچھ نہین ہے | لیس للانسان الا ما سعی | پس یہ تمام حالتین اسبات پر دلالت کرتی ہین کہ اس پتلے کے صانع کی مرضی یہی تھی کہ یہ پتلا خود اپنا آپ مالک رہے

غلامی اون تمام چیزون کی یا یون کہو کہ صانع کی مرضی کے برخلاف ہے اور اسلیے خدا کی مرضی کے مطابق نہین ہو سکتی حقیقت مین غلامی سے زیادہ کوئی چیز فطرتی نیکی کے (جو اصلی منبع تمام نیکیون کا ہے) برعکس اور مخالف نہین ہے، غلامی بے انتہا بدیون کی جڑ اور تمام بداخلاقیون کی ماں اور کلیتہً اخلاق حمیدہ کی دشمن ہے کیا پاک پروردگار ایسی ناپاک چیز کو انسان کے حق مین جائز کرتا ؟ کیا خدا تعالے اِن تمام صفات کو جو اُسنے انسان مین پیدا کی ہین غلامی کی حالت سے برباد کرنا پسند کرتا ؟ یہ تمام لطیف قوی جو خدا نے انسان مین اسی لیے پیدا کیے ہین کہ خدا کے لیے کام مین آوین دوسرون کے تصرف مین جانے پر راضی ہوتا ؟ جب کہ خدا خود الہام کر چکا ہے کہ تمام مرد میرے غلام ہین اور تمام عورتین میری لونڈیان ہین | کلکم عبید اللہ وکل نساءکم اماء اللہ | تو کیا وہ اپنا شریک پیدا کر کر خوش ہوتا -

لا واللہ یا اللہ انت وحدک لا شریک لک

آزادی جو ہر ایک انسان کا قدرتی حق ہے غلامی ٹھیک اُسکو برباد کرنے والی ہے، قدرتی حقوق کا برباد کرنا اصلی ظلم اور ٹھیٹ ناانصافی ہے، پس انسان ایسی خطاؤن کا خطاوار ہو سکتا ہے کیونکہ وہ ناقابل سہو وخطا نہین ہے مگر خدا ایسے قصور کا تقصیر وار نہین ہو سکتا وہ تمام خطاؤن سے پاک اور تمام تقصیرون سے مُبرا ہے -

یہ سمجھنا کہ اگر غلام آرام و آسایش سے رکھے جاوین اور رحم و محبت سے پرورش کیے جاوین تو کوئی بُرائی نہین ہے محض غلطی اور سرتاسر دہوکا ہے، غلامی فی نفسہ ایک قدرتی گناہ ہے

اور اونکو بدسلوکی سے رکھنا دوسرا گناہ ہے پس کوئی چیز قدرتی گناہ سے زیادہ خوفناک نہین ہے۔

غلامی تمام اخلاق انسانی کو خراب کرنے والی ہے غلامون کے حالات اور اونکی عقل اور عادات انسانی حالت سے تنزل کر کر حیوانی حالت مین آجاتے ہین اور جو لوگ غلام بناتے ہین وہ جبراً اور ناانصافی سے انسان کو جو اشرف المخلوقات ہے تنزل کی حالت مین ڈالتے ہین، غلامی کی حالت مین انسان کے تمام قدرتی قوی جنکو خدا نے وسیلہ ترقی بنایا ہے معطل و بیکار ہوجاتے ہین اور اونکی حالت ہر طرح پر اونکی ترقی کی جنکی ترقی کرنا قدرت کے قانون بنانے والے قادر مطلق کی مرضی ہے مانع ہوتی ہے۔

محنت و مشقت اٹھانے کی قوت جو خدا نے انسان مین اس مراد سے پیدا کی ہے کہ انسان اپنی ترقی اور بھلائی کے لیے صرف کرے غلامون مین بالکل معدوم ہوتی ہے کیونکہ اونکی کوئی محنت اونکے لیے نہین ہے۔

محبت و الفت جو انسان کی زندگی کی جان ہے اور جسپر دین و دنیا دونون کی بھلائی منحصر ہے غلامی کی حالت مین بالکل مردہ ہوجاتی ہے جو لطف اور اُنس و محبت ازدواج سے پیدا ہوتا ہے وہ غلامون کو حاصل نہین ہوتا اُنکا ازدواج وحشی جانورون کے ازدواج سے کچھ زیادہ رتبہ نہین رکھتا اولاد کی محبت اور اونکی پرورش کا جوش جتنا کہ جانورون مین ہے غلامون مین اتنا بھی نہین ہوتا غلامون مین ولولہ ہمدردی کا کسی سے یہان تک کہ اپنی اولاد سے بھی مطلق نہین ہوتا بیوفا ہونا اونکی ایک مشہور صفت ہوجاتی ہے۔

مالکیت کی جو ایک قدرتی خوشی ہے وہ غلاموں مین بالکل معدوم ہوتی ہے کیونکہ وہ کسی چیز کے یہانتک کہ خود اپنے آپ کے بہی مالک نہین ہوتے اور یہ حالت ادنی سے ادنی جاندار سے بہی جسکو خدا نے پیدا کیا ہے نہایت کمینہ اور بدتر حالت ہے -

چونکہ غلام بجز روٹی کہانے اور کپڑا پہننے کے اور کوئی حق دنیا مین اپنے لیے نہین رکہتے اس لیے وہ اون تمام حقوق سے جو خدا نے ایک انسان کے دوسرے پر پیدا کیے ہین ناواقف رہتے ہین اور اس لیے کچھہ اونکی قدر نہین جانتے اور گناہ اور دوسرون کی حق تلفی اور طرح طرح کے جرایم دینی و دنیوی کے مجمع بن جاتے ہین اور اپنے نفس کو کسی طرح ضبط مین نہین رکہہ سکتے -

نہایت سچ کہا ہے جس نے کہا ہے کہ غلام زمانہ موجود کی مخلوق ہے کیونکہ اوسکی حالت قابل ترقی کے نہین ہے زمانہ آیندہ مین بہ نسبت زمانہ موجود کے کوئی بہتری اوسکے لیے نہین ہے زمانہ آیندہ اونکے لیے درحقیقت تکرار زمانہ گذشتہ کی ہے اونکو قواے انسانی مین سے بجز بہوک اور غصہ کے اور کچھہ نصیب نہین ہیشہ بنی اور ہیشہ بندی مین حیوان مطلق سے کچھہ بہی زیادہ نہین -

جو قوت کہ خداتعالی نے انسان کو اپنی خواہشون کو اعتدال مین رکہنے کے لیے بخشی ہے وہ غلامی کی حالت سے زایل ہو جاتی ہے اور اسلیے غلام نہایت کمینہ خواہشون اور خوشیون کے بالکلیہ مغلوب ہوجاتے ہین اور نفس امارہ کے روکنے کی باگ اون کے قابو مین نہین رہتی -

نہایت سچا قول ہے کہ غلامی کی حالت غلاموں کے خیالات اور اخلاق کو خراب اور ابتر کردیتی ہے وہ اپنی پیدایش سے ظلم و بے انصافی کے مظلوم رہتے ہین اور اس سیلے انصاف اور انسانیت کے حقوق کو بہت کم جانتے ہین، اونکا مدرسہ بے ایمانی اور فساد ہے، اونکے تمام حقوق ضایع ہوجاتی ہین اور اس سیلے دوسرون کے استحقاق کو توڑنا اور ضایع کرنا گویا اُنکی جبلت ہوجاتی ہے اور اسی سبب سے چوری جہوٹ بولنا اُنکا روزمرہ کا کام ہوتا ہے اور اوسکی بُرائی اور گنہگاری اونکو سمجہانا امکان سے خارج ہوتا ہے پس اونکی حالت ایسی ہوجاتی ہے کہ گویا اونکے تمام قوی عقلی اور اخلاقی سب ضایع ہوگئے ہین۔

غلامون کی حالت کی خرابی اُنکی جسمانی حالت کی خرابی سے کچہہ زیادہ تعلق نہین رکہتی بلکہ وہ خرابی زیادہ تر روح سے علاقہ رکہتی ہے انسان کی روح جہانتک کہ خراب برباد ہوسکتی ہے غلامی اوسکے خراب اور برباد کرنے کو کافی ہے، غلام کو اس بات کا مطلق خیال نہین آتا کہ مین کیا ہون اور مجہے کیا ہونا چاہیئے مجہہ مین کیا کیا قوتین ہین اور اونکو کسطرح اور کس درجہ تک ترقی دینا چاہیئے۔

غلامی صرف غلامون ہی کے اخلاق کو خراب نہین کرتی بلکہ اونکے آقاؤن کے اور جو لوگ غلام کرنے سے تعلق رکہتے ہین اونکے اخلاق کو بہی وحشی درندون کی مانند کردیتی ہے آہ اُس بے رحم سنگدل پر جو بچون کو اونکی ماؤن کی آغوش محبت سے جدا کرتا ہے اور ایک بے رحم خریدار کے ہاتہہ بیچتا ہے اون بچون کے ماں باپ کی لاعلاج اور نہ صبر آسنے والی بیقراری اور اون معصوم بچون کی بیکسی پر غور کرنا چاہیئے، ماں باپ بہائی بہن

مالکیت کی جو ایک قدرتی خوشی ہے وہ غلامون مین بالکل معدوم ہوتی ہے کیونکہ وہ کسی چیز کے یہانتک کہ خود اپنے آپ کے بہی مالک نہین ہوتے اور یہ حالت ادنی سے ادنی جاندار سے بہی جسکو خدا نے پیدا کیا ہے نہایت کمینہ اور بدتر حالت ہے -

چونکہ غلام بجز روٹی کہانے اور کپڑا پہننے کے اور کوئی حق دنیا مین اپنے لیے نہین رکہتے اس لیے وہ اون تمام حقوق سے جو خدا نے ایک انسان کے دوسرے پر پیدا کیے ہین ناواقف رہتے ہین اور اس لیے کچہہ اونکی قدر نہین جانتے اور گناہ اور دوسرون کی حق تلفی اور طرح طرح کے جرایم دینی و دنیوی کے مجمع بن جاتے ہین اور اپنے نفس کو کسی طرح ضبط مین نہین رکہہ سکتے -

نہایت سچ کہا ہے جسنے کہا ہے کہ غلام زمانہ موجود کی مخلوق ہے کیونکہ اوسکی حالت قابل ترقی کے نہین ہے زمانہ آیندہ مین بہ نسبت زمانہ موجود کے کوئی بہتری اوسکے لیے نہین ہے زمانہ آیندہ اونکے لیے درحقیقت تکرار زمانہ گذشتہ کی ہے اونکو قواے انسانی مین سے بجز بہوک اور غصہ کے اور کچہہ نصیب نہین ہیشہ ہینے اور ہیشہ بندی مین حیوان مطلق سے کچہہ بہی زیادہ نہین -

جو قوت کہ خدا تعالی نے انسان کو اپنی خواہشون کو اعتدال مین رکہنے کے لیے بخشی ہے وہ غلامی کی حالت سے زایل ہو جاتی ہے اور اسلیے غلام نہایت کمینہ خواہشون اور خوشیون کے بالکلیہ مغلوب ہو جاتے ہین اور نفس امارہ کے روکنے کی باگ اون کے قابو مین نہین رہتی -

نہایت سچا قول ہے کہ غلامی کی حالت غلامون کے خیالات اور اخلاق کو خراب اور ابتر کردیتی ہے وہ اپنی پیدایش سے ظلم و بے انصافی کے مظلوم رہتے ہین اور اس لیے انصاف اور انسانیت کے حقوق کو بہت کم جانتے ہین، اونکا مدرسہ بے ایمانی اور فساد ہے اونکے تمام حقوق ضایع ہوجاتے ہین اور اس لیے دوسرون کے استحقاق کو توڑنا اور ضایع کرنا گویا اُنکی جبلت ہوجاتی ہے اور اسی سبب سے چوری جھوٹ بولنا اُنکا روزمرہ کا کام ہوتا ہے اور اوسکی بُرائی اور گنہگاری اونکو سمجھانا امکان سے خارج ہوتا ہے پس اونکی حالت ایسی ہوجاتی ہے کہ گویا اونکے تمام قوی عقلی اور اخلاقی سب ضایع ہوگئے ہین۔

غلامون کی حالت کی خرابی اُنکی جسمانی حالت کی خرابی سے کچھہ زیادہ تعلق نہین رکھتی بلکہ وہ خرابی زیادہ تر روح سے علاقہ رکھتی ہے انسان کی روح جہانتک کہ خراب برباد ہوسکتی ہے غلامی اوسکے خراب اور برباد کرنے کو کافی ہے، غلام کو اس بات کا مطلق خیال نہین آتا کہ مین کیا ہون اور مجھے کیا ہونا چاہیے مجھہ مین کیا کیا قوتین ہین اور اونکو کسطرح اور کس درجہ تک ترقی دینا چاہیے۔

غلامی صرف غلامون ہی کے اخلاق کو خراب نہین کرتی بلکہ اونکے آقاؤن کے اور جو لوگ غلام کرنے سے تعلق رکھتے ہین اونکے اخلاق کو بھی وحشی درندون کی مانند کردیتی ہے آہ اُس بے رحم سنگدل پر جو بچون کو اونکی ماؤن کی آغوش محبت سے جدا کرتا ہے اور ایک بے رحم خریدار کے ہاتھہ بیچتا ہے اون بچون کے مان باپ کی لاعلاج اور نہ صبر آنے والی بیقراری اور اون معصوم بچون کی بیکسی پر غور کرنا چاہیے، مان باپ بھائی بہن

کی صورتین اونکی آنکھون مین پھرتی ہین پر دکھائی نہین دیتین مان کی چھاتی سے چمٹنے
کا شعلہ اوس معصوم سینہ مین بھڑکتا ہے پر ٹھنڈا نہین ہوتا آنکھون پر بس چلتا ہے سو
روتا ہے مگر وہ بیرحم سنگدل آقا رونے بھی نہین دیتا رحم کی امید پر ہر ایک کا مُنھہ تکتا
ہے اور سیلی جفا کھا کر آنکھین نیچی کر لیتا ہے پس یہ تمام حالتین وحشی درندے جانورون
سے کچھہ کم نہین ہین۔

دشمنون کے یا کافرون کے ساتھہ لڑائی کی قیدی عورتون اور بچون اور مردون کا
غلام بنانا ان بدیون مین سے کسی بدی کو کم نہین کرتا لڑنا یا کافر ہونا اوس قدرتی حق یعنی آزادی
کو زایل نہین کرسکتا اور نہ اون بُرائیون کو کھو سکتا ہے جو غلامی سے پیدا ہو سکتی ہین فرض
کرو کہ لڑنے والے قصوردار ہون مگر عورتون کا کیا قصور ہے شاید اونکا یہ قصور ہو کہ وہ کافر
ہین مگر معصوم بچون کا کیا قصور ہے؟

جو امور کہ لونڈیون اور قیدی عورتون اور بے گناہ اہل عصمت کے ساتھہ جایز سمجھے
جاتے ہین کیا وہ حقیقت مین نیک ہو سکتے ہین؟ کیا وہ باتین حرکات بہائم سے کچھہ
زیادہ رتبہ رکھتی ہین؟ کیا وہ کسی مذہب کے سچے ہونے اور خدا کے دیئے ہونے پر
دلیل ہو سکتی ہین؟ وہ دنیا کی آنکھہ مین اوس مذہب اور اہل مذہب کی نیکی بٹھا سکتی ہین؟
حاشا وکلا بلکہ ایک لمحہ کے لیے بھی یہ بات نہین مانی جا سکتی کہ سچا مذہب جو خدا کی
طرف سے اوترا ہو اوسمین ایسے امور جایز ہون پس نہایت افسوس ہے کہ ان باتون کو
سونچا سمجھا نہ جاوے۔

یہودی مذہب نے غلامی کے قانون کو جائز سمجھا اور عیسی مسیح نے اوسکی نسبت
کچھہ نہین کہا مگر محمد الرسول اللہ صلعم نے جو کچھہ اوسکی نسبت کہا اوسکو کسی نے نہین سمجھا -
خدا تعالی نے قرآن مجید مین انسان پر بعض قدرتی احسان بیان کرنے مین یون فرمایا

الم نجعل له عينين و لسانا و شفتين و هديناه النجدين فلا اقتحم العقبة وما ادراك ما العقبة فك رقبة	کہ کیا ہمنے اوسکو دو آنکھین نہین دین اور ایک زبان اور دو ہونٹ اور کیا نہین بتا دیے ہمنے اوسکو دو گہاٹیون کے رستے

پہر وہ نہین پہلانگ جاتا گہاٹی کو تو جانتا ہے کہ وہ کیا گہاٹی ہے وہ غلام کا آزاد کرنا ہی -
پیغمبر صاحب نے کہلم کہلا فرمادیا کہ "اللہ صاحب نے زمین کے پردہ پر کوئی چیز غلام آزاد

ما خلق الله شيئا على وجه الارض احب اليه من العتاق -	کرنے سے زیادہ پیاری پیدا نہین کی"

لڑائی کے قیدیون کی نسبت خدا نے صاف فرمادیا کہ لڑائی کے بعد احسان کرکر

فاما منا بعد واما فداء	یا فدیہ لیکر اونکو چہوڑ دو طایف کی لڑائی مین

پیغمبر خدا صلعم نے منادی کرادی کہ جتنے غلام ہمارے پاس چلے آوین وہ سب آزاد ہین
مگر با این ہمہ مسلمانون کی یہہ بدبختی تہی کہ اونکے عالمون نے اپنی قدیم رسم کی غفلت مین
اسپر خیال نہین کیا اور صرف لڑائی کے قیدیون کا لونڈی و غلام بنانا جائز سمجہا مگر ہم صرف
خدا اور خدا کے رسول کے حکم کی اطاعت کرینگے اور کسی مولوی ملا مجتہد فقیہ کی تقلید سے
غلطی مین نہ پڑینگے بلکہ جہان تک ممکن ہی اس مسئلہ کی خوب تحقیق کرینگے واللہ ولی التوفیق

باب اوّل

اِس بات کے بیان مین کہ قبل اسلام کے بھی کفار و مشرکین عرب مین غلامی کا عام رواج تھا اور متعدد طرح سے لونڈی اور غلام بنائے جاتے تھے

عرب مین قبل اسلام غلامی کا عام رواج تھا اور جسقدر احکام متعلق غلامون کے اسوقت ہمارے ہان کی کتب فقہ مین مندرج ہین وہ سب زمانہ جاہلیت مین بھی جاری تھے وہ بیع بھی ہوتے تھے ورثہ مین بھی آتے تھے آزاد بھی کیے جاتے تھے مکاتب و مدبر بھی ہوتے تھے لونڈیان مثل جوروؤن کے کام مین آتی تھین غرضکہ جو کچھہ اب جائز سمجھا جاتا ہے وہ سب زمانہ جاہلیت مین بھی ہوتا تھا۔

غلامون کے تمام رسم و رواج کا جو زمانہ جاہلیت مین تھین اس جگہہ بیان کرنا ہمارا مقصد نہین ہے مگر ہم صرف اسقدر بیان کرینگے کہ زمانۂ جاہلیت مین کس کس صورت سے انسان لونڈی و غلام بنائے جاتے تھے چنانچہ اوسکی یہ تفصیل ہے۔

اوّل۔ وہ لوگ جو اپنے تئین آپ بیچڈالتے تھے۔ یہ رسم غالباً یہودیون سے جو عرب مین رہتے تھے جاری ہوئی تھی۔ یہودی اس طرح غلامی کو جائز سمجھتے تھے صرف اتنا فرق

تہا کہ اپنے ہم قوم کی حقارت اور قوم کے غلامون کیسی نکرتے تھے اور ایک خاص تیوہار مین جو جوبلی کا سال کہلاتا تہا اس قسم کے غلام آزاد ہو جاتے تھے۔

توریت مقدس سفر لویان باب بست وپنجم آیت ۳۹ لغایت ۴۳ مین یہ لکہا ہے۔ اگر برادرت نزد تو فقیر شدہ بتو فروختہ شود بندگی بندگان را با و مگذار۔ با تو مثل مزدور یا چون مہمان باشد و ترا تا سال یوبلی خدمت نماید انگاہ از نزد تو بیرون رود و اولادش ہمراہش تا بقبیلہ خود برگردد و ہم بملک آبای خود رجعت نماید۔ زیرا کہ بندگان منند وایشان را از زمین مصر بیرون آوردم مثل فروختن بندگان فروختہ نشوند۔ باوے بجفا حکمرانی منما واز خدا سے خود بترس۔

دوم۔ وہ صغیر السن لڑکے ولڑکیان جو اونکے مان باپ سے خرید لی جاتی تہین۔ یہ طریقہ بہی غالباً یہودیون سے جاری ہوا تہا۔

توریت مقدس سفر لویان باب بست وپنجم آیت ۴۴ لغایت ۴۶ مین لکہا ہے۔ بندگان وکنیزگانے کہ از آن تو اند از طوایفی کہ در اطراف شمایند از ایشان بندگان وکنیزگان را بخرید و ہم از پسران مسافران غریبی کہ با شمایند از ایشان و ہم از قبیلہ ہاے ایشان کہ با شما بودہ در زمین شما تولید یافتہ اند بخرید تا براے شما مملوک باشند وایشان را براے پسران شما بعد از شما مملوک سازند تا آنکہ ملک موروثی باشند وایشان را ابدا بندہ سازید اما برادران شما پسران اسرائیل با یکدیگر بجفا حکمرانی ننمایند۔

سوم۔ وہ صغیر السن لڑکے ولڑکیان جو کسی ملک سے بہگا کر یا جبرا کر لے آتے تھے۔

چہارم۔ وہ جنکو بزبردستی ڈاکہ زنی یا رہزنی کے طور سے پکڑ لاتے تھے۔

پنجم۔ دشمن کے ملک کا وہ آدمی جو لڑائی کے زمانہ مین بلا امان خفیہ چلا آتا تھا اور گرفتار ہو جاتا تھا۔

ششم۔ وہ مرد و عورت و بچے جو لڑائی مین قید ہوتے تھے ایسی عورتون کے ساتھ مشرکین عرب بمجرد اُنکے گرفتار کرنے کے مباشرت کو جائز اور درست سمجھتے تھے چنانچہ اِس وحشیانہ اور ناپاک حرکت کو فرزدق شاعر نے زمانہ جاہلیت کا اسطرح پر فخریہ بیان کیا ہے۔

وذات حلیل انکحتہا رماحنا	حلال لمن یبنی بہا لم تطلق

بلاشبہہ ان تمام وحشیانہ رسمون کو سُنکر جو قبل اسلام نسبت غلامی کے عرب مین جاری تھین انسان کے دل پر نہایت سخت اثر ہوتا ہے اور اسبات کی تلاش پر رغبت کرتا ہے کہ کوئی ایسا زمانہ بھی گذرا ہے جسمین ایسی بے رحمیون کے معدوم کرنے پر کوشش کی گئی ہو اور انسانیت نے اپنے درجہ کمال پر ظہور کیا ہو پس اب ہم اوس زمانہ کی تلاش پر متوجہ ہوتے ہین۔

باب دوم

اس بات کے بیان مین کہ لونڈیون اور غلامونکی نسبت اور غلامی کی رسم کی نسبت جو زمانہ جاہلیت مین تھی اسلام نے کیا کیا

اسلام کے شروع ہوتے ہی زمانہ جاہلیت کی تمام رسمین موقوف نہین ہوگئی تھین

بلکہ زمانہ اسلام مین بہی زمانہ جاہلیت کی بہت سی رسمون پر جب تک کہ اونکے برخلاف
کوئی حکم نہین آیا عمل درآمد رہا مثلاً متعہ کی رسم، شراب خواری، احرام کی حالت مین گہرون کے
دروازون سے گہرون مین نہ آنا، برہنہ ہوکر طواف خانہ کعبہ کرنا، دو بہنون سے ایک ساتہہ
شادی کرنا، باپ کی جورو کو اپنی جورو بنا لینا متبنی کی جورو کو بعد طلاق بہی محرمات مین سے
جاننا، یہ تمام جاہلیت کی رسمین ایسی تہین کہ زمانہ اسلام مین بہی جب تک امتناع نہین
آیا ان پر عمل ہوتا رہا اسیطرح غلامی کی رسم پر بہی جب تک آیت حریت نازل نہین ہوئی
کچہہ تہوڑا سا عمل درآمد ہوا مگر اوسکے بعد ہرگز نہین ہوا اور اسی لیے ہم کہتے ہین کہ صرف
اسلام ہی ایسا کامل دین ہے جسنے غلامی کو دنیا سے معدوم کرنا چاہا ہے۔

اسمین کچہہ شک نہین کہ قبل نزول آیت حریت جو غلام موجود تہے اونکو اسلام نے
دفعتاً آزاد نہین کیا اور نہ اونکے اون تعلقات کو توڑا جو بموجب رسم زمانہ جاہلیت اونمین تہے
بلکہ آیندہ کی غلامی کو معدوم کیا اور موجودہ غلامون کے لیے بہت سی تدبیرین اونکے
رفتہ رفتہ آزاد ہوجانے کی کین، جو لوگ اصول انتظام مدن سے واقف ہین وہ خوب
جانتے ہین کہ کسی ملک کے اور خصوصاً عرب کیسے ملک کے جسمین لونڈیون و غلامون کے
تعلقات اونکے آقاؤن سے ایک عجیب ہی قسم کے اور نہایت پیچ در پیچ تہے تمام لونڈیون
اور غلامون کا دفعتاً آزاد کردینا کیسا مشکل اور کسقدر مختلف قسم کی خرابیون اور دقتون بلکہ
انواع اقسام کے گناہون کا مورث ہوتا اس لیے دفعتاً اونکا آزاد کرنا غیر ممکن عادی تہا
پس اسلام نے عین رحمت اور حکمت کی جو اونکو دفعتاً آزاد نہین کیا بلکہ اونکے رفتہ رفتہ

آزاد ہونے کی اور آیندہ کی مسدودی کی تدبیر کی۔

بارہ سو برس بعد اس واقعہ کے بڑے بڑے مدبرون نے جو غلامی کے معدوم ہونے مین کوششین کین وہ بھی اس سے زیادہ کچھہ نکر سکے کہ آیندہ کی غلامی کو بند کیا اور موجودہ غلامون کے رفتہ رفتہ آزاد ہونے کی تدبیر کی البتہ اونکی تدبیرون مین اور بانی اسلام کی تدبیرون مین اتنا فرق تہا کہ اونکی تدبیرین زیادہ تر مادی چیزون سے علاقہ رکہتی تہین اور بانی اسلام کی تدبیرین زیادہ تر روحانی چیزون سے متعلق تہین۔

اوسنے غلامون کے مالکون کو وحی کی رو سے سمجہایا کہ "غلامون کے آزاد کرنے سے زیادہ کوئی پیاری چیز اللہ کے نزدیک نہین ہے"۔

اوسنے بعض گناہون کے کفارہ مین بردہ آزاد کرنے کا حکم دیا۔

صاف یہ حکم دیا کہ اگر غلام کما کر اپنی قیمت ادا کردینی چاہین تو اقرار نامہ لیکر اونکو چہوڑ دو۔

ایسے غلامون کو جنکے مالکون نے قیمت لیکر آزاد کرنے کا وعدہ کیا ہے خیرات دینے اور چندہ دینے پر رغبت دلائی۔

بیت المال مین سے مکاتب غلامون کی آزادی کے لیے روپیہ دینا تجویز کیا۔

بعض حالتین ایسی مقرر کین کہ اون مین لونڈیان از خود بلا آزاد کیے آزاد ہوجاوین۔

ایسے معاہدہ یا اقرار کو جسمین ذرا سا بھی اشتباہ معاہدہ یا اقرار آزادی کا ہو بمنزلہ معاہدہ واقرار کامل آزادی کے قرار دیا۔

موجودہ غلامون کی ترقی حالت کے لیے بھی نہایت سنجیدہ احکام صادر فرمائے۔ غلامون

کے مالکون کو مناسب سے زیادہ خدمت لینے سے منع کیا۔ یہ حکم دیا کہ وہ لونڈی غلام کہکر نہ پکارے جاوین۔ اونکو مثل اپنے کہلایا پہنایا جاوے۔ اونکو اونکے رشتہ دارون سے جدا نہ کیا جاوے۔ یہ احکام ایسے سنجیدہ اور رحم کے بہرے ہوئے تھے جن سے غلامون کی حالت کو بہت ترقی ہوئی تھی بلکہ وہ غلامی کی حالت سے بہائی بندی کی حالت پر پہنچ گئے تھے۔ پس کوئی تدبیر اور کوئی حکیم اور کوئی انسان کا بہلائی چاہنے والا اونکے ساتھہ اس سے زیادہ نہین کرسکتا تہا جو کہ اسلام نے اُنکے ساتھہ کیا۔

مگر قرآن مجید مین جو متعدد جگہہ لونڈیون و غلامون کا ذکر آیا ہے اور بعض جگہہ اون کی نسبت کچھہ احکام بہی بیان ہوئی ہین اوس سے لوگ متعجب ہونگے کہ اگر غلامی معدوم ہوگئی تہی تو وہ احکام قرآن مجید مین کیون آئے تھے۔

اسی چیز نے بڑے بڑے عالمون کو دہوکہ دیا ہے اور غلطی مین ڈالا ہے مگر سمجہ لینا چاہیئے کہ وہ تمام احکام اونہین موجودہ لونڈیون و غلامون کی نسبت ہین جو بموجب رسم جاہلیت اور قبل نزول آیت حریت کے غلام ہوچکے تھے اور جنکو اسلام نے بہی آزاد نہین کیا تہا چنانچہ اون تمام آیتون مین جنمین لونڈی و غلام کا ذکر ہے ایک بہی ایسا لفظ نہین ہے جو آئندہ کی غلامی پر جسکو ہم بلفظ رقیت مستقبلہ تعبیر کرینگے دلالت کرتا ہو۔

اس مقام پر ہم اپنے اس بیان کے اثبات کے لیے قرآن مجید کی اون تمام آیات کو نقل کرتے ہین جنمین کوئی ایسا لفظ آیا ہے جو غلامی پر دلالت کرتا ہے اور تمام دنیا پر اپنے اس دعوے کی تصدیق ظاہر کرتے ہین کہ اونمین ایک لفظ بہی ایسا نہین ہے جو رقیت مستقبلہ پر

دلالت کرتا ہو۔

لفظ ما ملکت

یہ لفظ قرآن مجید کی پندرہ آیتون مین آیا ہے اول تو یہ لفظ خود ہی صیغہ ماضی کا ہی جو ملکیت مستقبلہ پر دلالت نہین کرتا اور قطع نظر اسکے اون آیتون کے معانی بھی کسیطرح رقیت مستقبلہ پر اشارہ نہین کرتے۔

آیت اول۔ سورہ نساء مین اللہ تعالے فرماتا ہے کہ ”اگر متعدد جوروئین کرنے مین

فان خفتم الا تعدلوا فواحدۃ او ما ملکت ایمانکم۔ ۴۔ ۳۔

تمکو انصاف کا ڈر ہو کہ برابر نہ رکھہ سکوگے تو ایک ہی عورت سے یا اوس سے جسکے مالک تمہارے ہاتہہ ہو چکے ہین نکاح کرو“۔

آیت دوم۔ اسی سورہ مین اللہ صاحب نے دوسری جگہہ فرمایا کہ ”تم پر وہ رشتہ دار

والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم کتاب اللہ علیکم واحل لکم ما وراء ذالکم ان تبتغوا باموالکم محصنین غیر مسافحین۔

عورتین جنکا بیان ہوا اور آزاد عورتین حرام کی گئی ہین مگر وہ جو تمہارے ہاتون کی ملک ہو چکی ہین خدا نے یہ حکم تمپر لکھدیا ہے اور ان کے سوا جتنی ہین وہ تمہارے لیے حلال کی گئی ہین اسطرح پر کہ تم اپنے مال کے (یعنی مہر کے) بدلے نکاح کرنا چاہو پاکدامنی رکھنے کو نہ مستی نکالنے کو“۔

اس آیت مین جو لفظ محصنات کا ہے اوسکے معنی اکثر مفسرون نے شوہر والی عورتین

لیے ہین اور ما ملکت ایمانکم کے لفظ سے یہ مراد لی ہے کہ وہ عورتین لڑائی مین قید ہوائی ہون اور اونکے کافر شوہر دار الکفر مین ہون اور اِس گھڑی ہوئی تقریر سے یہ نتیجہ نکالتے ہین کہ لڑائی مین جو عورتین شوہر والی یا بے شوہر والی پکڑی جاوین وہ لونڈیان ہین اور اون سے بہایم کی مانند مباشرت کرنی درست ہے چنانچہ تفسیر کشاف مین لکھا ہے

والمحصنات ۔ وھن ذوات الازواج لانھن احصن فروجھن بالتزویج فھن محصنات و محصنات ۔ الا ما ملکت ایمانکم ۔ یرید ما ملکت ایمانھم من اللاتی سبین ولھن ازواج فی دار الکفر فھن حلال لغزاۃ المسلمین وان کن محصنات ۔

کہ محصنات شوہر والی عورتین ہین اس لیے کہ اونھون نے بیاہ کرکر اپنی شرمگاہ کو محفوظ کرلیا ہے پس وہ محفوظ کرنے والی اور محفوظ کی گئی ہین اور ہاتھون کے مالک ہوچکنے سے یہ مراد ہے کہ وہ عورتین لڑائی مین بندی ہوکر اونکے ہاتھ آئی ہون پس وہ عورتین مسلمان غازیون کے لیے حلال ہین اور اگرچہ وہ شوہر والی ہون نعوذ باللہ ۔

مگر جس شخص کو خدا نے ضلالت تقلید سے بچایا ہوگا اور خدا کے کلام کو اُس ادب سے جس کا وہ مستحق ہے دیکھے گا تو یقین کرے گا کہ اس آیت کی یہ مراد نہین ہے نہ اسمین لڑائی کے قیدیون کا کچھ ذکر ہے اور نہ ان لفظون کے یہ معنی ہین ۔

تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ قرآن مجید مین احصان کا لفظ چار معنون مین آیا ہے ۔ اول معنی حریت یعنی آزادی جیسے کہ خدا تعالی نے سورہ نور مین فرمایا ہے کہ جو لوگ بدکاری کی تہمت

والذین یرمون المحصنات ثم لم یاتوا باربعة شهداء فاجلدوهم ثمانین جلدة۔

محصنات یعنی آزاد عورتون پر لگاوین اور پہر چار گواہ نہ لاسکین تو اونکو اسّی درے مارو اور اسیطرح سورہ نسا مین فرمایا کہ پہر

جب وہ یعنی لونڈیان شوہر دار ہوجاوین اور پہر بدکاری کرین تو اونپر بہ نسبت محصنات یعنی

فاذا احصن فان اتین بفاحشة فعلیهن نصف ما علی المحصنات من العذاب یعنی الحرائر۔

آزاد عورتون کے آدہا عذاب ہے اور تفسیر کبیر مین بہی محصنات کے معنی الحرایر یعنی آزاد عورتین لکہے ہین۔ اور اسی جگہہ خدا

تعالےٰ نے فرمایا ہی کہ جو کوئی تم مین سے محصنات یعنی آزاد عورتون سے نکاح کرنے

ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات ۔یعنی الحرائر

کی وسعت نرکہتا ہو اوس جگہہ بہی تفسیر کبیر مین محصنات کے معنی الحرایر یعنی آزاد عورتونکے لکہے ہین۔

دوم ۔بمعنی پاکدامنی جیسے کہ خدا تعالیٰ نے اسی سورہ مین فرمایا ہے کہ محصنین یعنی

محصنین غیر مسافحین ـ اور محصنات غیر مسافحات۔

پاکدامنی رکہنے کو نہ مستی نکالنے کو اور لونڈیون کی نسبت بھی فرمایا ہے کہ محصنات یعنی

پاکدامنی رکہنے والیان نہ مستی نکالنے والیان ۔ اور اسیطرح سورہ انبیا مین حضرت مریم کی نسبت فرمایا والتی احصنت فرجها ٭ اے اعفة ٭ اور جسنے پاکدامنی سے رکہا اپنی شرمگاہ کو۔ احصنت کا لفظ جو اس آیت مین ہے اوسکے معنی تفسیر کبیر مین عفّت

یعنی پاکدامنی کے لکھے ہین۔

سوم۔ بمعنی اسلام۔ ہم ابہی سورہ نسار کی ایک آیت لکھہ چکے ہین جسمین لفظ احصن کا ہے تفسیر کبیر مین اسکے معنی لکھے ہین "احصن" اے اسلمن۔ یعنی جب لونڈیان مسلمان ہوجاوین اور پہر بدکاری کرین تو اونپر بہ نسبت آزاد عورتون کے آدہا عذاب ہے۔

علماء حنفیہ اور دیگر علماء کو جو اس جگہہ اُحصن کے معنی اسلمن کے لینے پڑے اسکا یہ سبب ہے کہ اگر یہ معنی نہ لین تو اونکا ایک دوسرا مسئلہ رجم محصنات کا جڑ بیڑ سے ہل کر گر پڑتا ہے اس لیے اونہون نے احصن کے اسلمن معنی بنائے مگر ہم ان معنون کو تسلیم نہین کرتے۔

چہارم۔ بمعنی شوہر دار۔ پس جو لوگ کہ والمحصنات من النساء سے شوہر دار عورتین مراد لیتے ہین اونکے پاس اوسکی کیا سند ہی اسلیے کہ لفظ متعدد المعنی سے ایک معین معنی ایک مسئلہ عظیمہ کے اخذ کرنے کو مقرر کرنے کے لیے کوئی دلیل عقلی یا نقلی چاہیئے سو یہان بجز اپنے قیاس سے ایک بات کہدینے کے نہ کوئی عقلی دلیل ہے نہ نقلی۔

خود اس آیت سے ثابت ہے کہ یہان محصنات سے آزاد عورتین مراد ہین کیونکہ یہی لفظ کئی جگہہ اس مقام پر آیا ہے اور سب جگہہ آزاد عورتین ہی اوس سے مراد لی گئی ہین۔

تفسیر کبیر مین بہی اس بات کو تسلیم کیا ہے اور قبول کیا ہے کہ جسطرح اور جگہہ اس لفظ کے معنی آزاد عورتون کے ہین اسیطرح اس جگہہ بھی اس لفظ کے معنی آزاد عورتونکے ہین

چنانچہ اوسمین لکھا ہے کہ اس جگہہ محصنات سے	اِن المراد ههنا بالمحصنات الحرائر

والدلیل علیه قوله تعالیٰ بعد هذه الاٰیة ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المومنات فمن ما ملکت ایمانکم ذکرههنا المحصنات ثم قال بعده ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات کان المراد بالمحصنات ههنا ماهو المراد هنالک ثم المراد من المحصنات هنالک الحرائر فکذا ههنا۔

آزاد عورتین مراد ہین اور خود خدا تعالیٰ نے جو اس آیت کے بعد فرمایا ہے اوسکی دلیل ہے اور وہ فرمانا یہ ہے کہ جو کوئی تم مین سے بخوبی مقدور نرکہتا ہو کہ محصنات یعنی مسلمان آزاد عورتون سے نکاح کرے تو اون سے کرے جو تمہارے ہاتھون کی ملک ہوچکی ہین خدا تعالیٰ نے پہلی دفعہ محصنات کا لفظ فرمایا پہر دوسری دفعہ

بھی وہی لفظ محصنات کا فرمایا تو جو مراد محصنات کے لفظ سے اس جگہہ ہوگی وہی اوس جگہہ ہوگی پہر اس جگہہ تو محصنات سے آزاد عورتین مراد ہین پہر اوس جگہہ بہی وہی مراد ہین اور الا ماملکت ایمانکم جو اس آیت مین آیا اوس سے لونڈیون ہی کے معنی لینے ضروری نہین ہین اسلیے کہ نکاح کے سبب جو ملکیت ہوجاتی ہے اوسپر بہی ماملکت ایمانکم کا اطلاق ہوتا ہے اور جو عدد ازواج کے خدا نے ہمارے لیے جائز کردیے ہین اونپر بھی ملکیت کا اطلاق ہوتا ہے چنانچہ تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ اس آیت مین جو لفظ ففی قوله الا ماملکت ایمانکم اور جہان الا ماملکت ایمانکم آیا ہے اوسکے معنی یہ ہین۔ پہلے یہہ

الاول المراد منه العدد الذی جعله الله ملکا لکم وهو الاربع فصار

کہ اوس سے مراد وہ تعداد ہے جو اللہ نے ہماری ملک کردی ہی یعنی چار آزاد عورتون تک

التقدير حرمت عليكم الحراير الا العدد
الذى جعله الله ملكا لكم وهو الاربع
والثانى الحراير محرمات عليكم الا ما اثبت الله
لكم ملكا عليهن وذلك عند حضور
الولى والشهود وساير الشرايط المعتبرة
فى الشريعة فهذا الاول فى تفسير قوله الا
ما ملكت ايمانكم وهو المختار ويدل عليه
قوله تعالى والذين هم لفروجهم حافظون
الا على ازواجهم او ما ملكت ايمانهم
جعل الله ملك اليمين عبارة عن ثبوت
الملك فيها فوجب ان يكون ههنا مفسرا
بذلك لان تفسير كلام الله بكلام الله
اقرب الطرق الى الصدق والصواب

تو اب آیت کے معنی یہ ہوئے کہ تمپر آزاد
عورتین حرام ہوئین مگر اوتنی جتنی کہ خدا نے
تمہاری ملک کر دی ہین یعنی چار دوسرے
یہ کہ آزاد عورتین تمپر حرام ہین مگر وہ جنمین
اللہ تعالی نے تمہاری ملکیت مقرر کر دی
ہے اور یہ ملکیت جب ہوتی ہے جب
ولی موجود ہو اور گواہ حاضر ہون اور تمام شرطین
جو شریعت مین نکاح کے لیے مقرر ہین وہ
سب پوری ہون پس یہی ٹھیک تفسیر ہے
خدا کے کلام الا ما ملکت ایمانکم کی اور اسیکو
عالمون نے اختیار کیا ہے اور اسکی صحت
پر قرآن مجید کی دوسری آیت بھی دلالت
کرتی ہے - سورہ مومنون مین خدا تعالی
نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان اپنے عضو شہوت کی نگہبانی کرتے ہین بجز اپنی جوروؤن کے
یا اونکے جنکے مالک اونکے ہاتھ ہو چکے ہین - اس آیت مین اللہ صاحب نے ہاتھ کی ملک
سے مسلمانونکی ملکیت کا اون مین ثابت ہونا مراد لیا ہے پس واجب ہے کہ اوس آیت مین
بھی یہی مراد لی جاوے اسلیے کہ تفسیر قرآن مجید کی ایک آیت کی قرآن مجید کی دوسری آیت سے

نہایت ٹہیک رستہ سچائی اور درستی پر چلنے کا ہے۔

علاوہ اسکے اگر ماملکت ایمانکم سے لونڈیان ہی مراد لیجاوین تو بہی آیت کے معنی یہ ہونگے کہ تمپر آزاد عورتین حرام ہوئی ہین مگر وہ عورتین جو پہلے آزاد تہین مگر اب تمہاری لونڈیان ہوچکی ہین۔

اگر انسان کو ضلالت تقلید مین خدا تعالی نہ ڈالے اور اوسکے دلکو اوس سچائی اور نور حقیقی سے جو مذہب اسلام مین ہے روشن کرے تو اس آیت کا مطلب سمجہنے مین کچہہ بہی دقت نہین ہے۔ اس جگہہ خدا تعالی نے جو عورتین اور رشتہ دار عورتین حرام ہین اور جو حلال ہین اونکا بیان فرمایا ہے مگر قبل نزول اس آیت کے اسکا کچہہ لحاظ نہ تہا خدا تعالی نے جو کچہہ کہ قبل اس آیت کے ہوچکا تہا اوسکے جایز رکہنے کو یہ فرمایا کہ جو آزاد عورتین تمہاری ملک ہوچکی ہین یعنی اوس زمانہ کی رسم بموجب تصرف مین آچکی ہین وہ حرام نہین ہین پس اس سے کوئی حکم رقیت مستقبلہ کا نہین نکل سکتا۔

اسکی نظیر اسی سورۃ مین اور اسی جگہہ موجود ہے کہ اہل عرب اپنے باپ کی جورو کو جورو بنانے مین کچہہ قباحت نہین سمجہتے تہے جب اوسکی نہی آئی تو خدا نے فرمادیا کہ اس سی پہلے جو ہوچکا وہ ہوچکا چنانچہ خدا تعالی فرماتا ہے "مت نکاح کرو اون عورتون سے جن سے

لا تنکحوا ما نکح اباءکم من النساء الا ما قد سلف	تمہارے باپون نے نکاح کیا ہے مگر جو کچہہ کہ پہلے ہوچکا" یعنی وہ اس امتناع مین داخل نہین ہے۔

آیت سوم۔ اللہ صاحب نے سورہ نساء مین فرمایا ہے اور جو کوئی تم مین سے بخوبی

ومن لم یستطع منکم طولا ان ینکح المحصنات المومنات فمن ما ملکت ایمانکم من فتیاتکم المومنات۔

مقدور نہ رکھتا ہو کہ مسلمان آزاد عورتون سے نکاح کرے تو جو عورتین تمہارے ہاتھون کی ملکیت ہو چکی ہین اونمین سے جو مسلمان چھوکریان ہین اون سے نکاح کرے۔

آیت چہارم۔ اللہ تعالیٰ نے اسی سورۃ مین دوسری جگہہ فرمایا ہے کہ" اللہ کی عبادت

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا و بالوالدین احسانا وبذی القربی والیتمی والمساکین والجار ذی القربی والجار الجنب والصاحب بالجنب وابن السبیل و ما ملکت ایمانکم۔

کرو اور اوسکے ساتھہ کسی چیز کو شریک مت کرو اور مان باپ کے ساتھہ سلوک کرو اور قرابت مندون اور یتیمون اور غریبون اور قرابت مند ہمسایہ اور اجنبی ہمسایہ اور اپنے پاس کے بیٹھنے والے کے ساتھہ اور اونکے ساتھہ جو تمہارے ہاتھونکی ملک ہو چکی ہین۔

آیت پنجم۔ اللہ صاحب نے سورۃ نحل مین فرمایا ہے کہ اللہ نے تم مین سے کسی کو کسی

واللہ فضل بعضکم علی بعض فی الرزق فما الذین فضلوا برادی رزقھم علی ما ملکت ایمانھم فھم فیہ سواء

پر رزق کی فراخی مین زیادتی دی ہے پس جنکو زیادتی دی ہے وہ اپنا رزق اونکو بھی دین جنکے مالک اونکے ہاتھہ ہو چکے ہین تاکہ رزق مین وہ برابر رہین۔

آیت ششم و ہفتم۔ یہ آیت سورہ مومنون مین بہی ہے اور سورہ معارج مین بہی ہے

والذین ہم لفروجہم حافظون الا علی ازواجہم او ما ملکت ایمانہم فانہم غیر ملومین	اِسمین اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ جو مسلمان اپنے عضو شہوت کی نگہبانی کرتے ہین مگر اپنی جوروؤن کے ساتہہ یا اونکے

ساتہہ جنکے مالک اونکے ہاتہہ ہو چکے ہین تو اون پر کچہہ ملامت نہین ۔

آیت ہشتم۔ اللہ صاحب نے سورہ نور مین فرمایا ہے کہ "عورتون کو اپنا سینہ جو اونکی

او نسائہن او ما ملکت ایمانہن	بدن کی زیبائش ہے سب لوگون سے سوائے

بعض کے ڈہکا رکہنا چاہیئے اور جن لوگون سے چہپا رکہنا ضرور نہین ہے اون مین سے یہ لوگ ہین جنکا اس مقام پر بیان ہے یعنی آپس کی عورتین یا وہ جنکے مالک اون کے ہاتہہ ہو چکے ہین۔

آیت نہم۔ اسی سورہ مین دوسری جگہہ یہ آیت ہے کہ جو لوگ اون لوگون مین سے

والذین یبتغون الکتاب مما ملکت ایمانکم فکاتبوھم ان علمتم فیہم خیرا	جو تمہارے ہاتہون کی ملک ہو چکے ہین خط آزادی چاہین تو اون کو لکہدو اگر جانو اوسمین بہتری ۔

آیت دہم۔ اسی سورۃ مین اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ "اے مسلمانون تین وقت

یا ایہا الذین امنوا لیستاذنکم الذین ملکت ایمانکم	ہین جنکا بیان اس آیت مین ہے تمہارے پاس انکو بہی اجازت لیکر آنا چاہیئے جنکے

مالک تمہارے ہاتھہ ہو چکے ہین۔

آیت یازدہم۔ اللہ صاحب نے سورہ روم مین تمثیلاً فرمایا ہے کہ تمکو تمہارے ہی حال

ضرب لکم مثلا من انفسکم هل لکم من ما ملکت ایمانکم من شرکاء فیما رزقناکم ۔	سے مثال دی کہ جو کچہہ خدا نے تمکو دیا ہے کیا اوسمین ان لوگون مین سے کوئی جنکے مالک تمہارے ہاتھہ ہو چکے ہین تمہارے شریکون مین ہے ۔

آیت دوازدہم۔ اللہ صاحب نے سورہ احزاب مین فرمایا ہے کہ اے نبی ہمنے حلال

یا ایها النبی انا احللنا لك ازواجك اللاتی اتیت اجورهن وما ملکت یمینك مما افاء الله علیك ۔	کین تیرے لیے تیری جورووین جنکا مہر تو دے چکا ہے اور جو تیرے ہاتہون کی ملک ہو چکی ہین اون مین سے جنکو اللہ نے تجھکو دیا ہے ۔

یہ وہ آیت ہے جسمین احکام ازواج مطہرات مذکور ہین اور اوسکے بعد کی آیت مین آنحضرت صلعم کو اسکے بعد اور کسی عورت سے ازدواج کرنے سے امتناع آیا ہے اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم کے ازدواج کے کوئی احکام خاص نہین تھے بلکہ جس طرح کہ عرب مین ازدواج کا دستور تہا اوسیطرح پر ازدواج ہوا تھا۔ البتہ متبنی کی زوجہ سے بعد طلاق حرام نہونے کی نسبت احکام صادر ہوئے تھے سو وہ بھی جناب پیغمبر خدا صلعم کے ساتھہ مخصوص نہین ہین بلکہ حکم مذکورہ تمام مسلمانون کے لیے ہے مگر اس آیت مین

خدا تعالیٰ نے اون تمام ازدواجون کو جو ہو چکے تھے حلال و پاک قرار دیا اور ازدواج آیندہ سے منع فرمایا چنانچہ اسی سورۃ مین فرمایا ہے لَا یَحِلُّ لَكَ النِّسَاءُ مِنْ بَعْدُ وَلَا أَنْ تَبَدَّلَ بِهِنَّ مِنْ أَزْوَاجٍ وَلَوْ أَعْجَبَكَ حُسْنُهُنَّ۔ اور نہین حلال ہین تجھکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جورون کے بدلے اور جورو ئین کرے اگرچہ اونکا حسن تجھکو اچھا لگتا ہو۔

قبل نزول اس آیت کے مقوقس مصر کے بادشاہ نے دو لونڈیان ایک ماریہ قبطیہ اور دوسری سیرین بطور تحفہ کے بھیجی تھین اون مین سے ماریہ قبطیہ بموجب رسم عرب کے حضرت کے تصرف مین تھین۔ اسطرح پر تحفہ آنے کو عربی زبان مین (فئی) کہتے ہین اس آیت مین خدا تعالیٰ نے فرمایا کہ مَا مَلَكَتْ يَمِينُكَ مِمَّا أَفَاءَ اللَّهُ عَلَيْكَ تو اس سے ظاہر ہوتا ہے کہ اوس تصرف کو بھی خدا نے درست رکھا مگر اوسکے بعد مطلقاً ازدواج کو منع کردیا پس اس آیت سے بھی کسیطرح رقیت مستقبلہ کا ثبوت نہین ہوتا۔

بعضے لوگ افاء کے معنی غنیمت یعنی لڑائی کی لوٹ کے کہتے ہین اور اوسپر یہ دلیل لاتے ہین کہ لڑائی مین لوٹ کے وقت جو عورتین ہاتھہ آوین وہ لونڈیان ہوجاتی ہین مگر یہ دلیل اونکی دو وجہ سے غلط ہے اول اسلیے کہ لڑائی کے قیدیون کی نسبت خاص حکم آچکا ہے کہ وہ احسان کرکر یا فدیہ لیکر چھوڑ دیے جاوین دوسرے اسلیے کہ (افاء) کے معنی لڑائی کی لوٹ کے نہین ہین بلکہ کافر بغیر لڑائی کے جو کچھہ دین وہ فئی ہے

الفئی ما حصل للمسلمین من اموال الکفار من غیر حرب ولا جہاد وا صلہ الرجوع	چنانچہ بحار الانوار مین لکہا ہے کہ "فئی وہ چیز ہے جو کافرون کے مال مین سے

بغیر لڑائی کے اور بغیر جہاد کے مسلمانون کے ہاتہہ آوے" البتہ کبہی کبہی مجازاً غنیمت کے مال پر بہی (فئی) کا اطلاق ہو جاتا ہے مگر جبکہ اصلی معنی بالکل صحیح و درست اور مطابق واقع کے ہون تو مجازی معنی اختیار کرنے کی کوئی وجہ نہین ہے۔

علاوہ اسکے تمام آیت مین اون موجودہ عورتون کی نسبت احکام ہین جو آنحضرت صلعم کے پاس موجود تہین اور (ملکت) اور (افاء) دونون ماضی کے صیغے ہین پہر اون سے رقیت مستقبلہ پر کیونکر استدلال ہو سکتا ہے۔

آیت سیزدہم۔ اللہ تعالی سورہ احزاب مین فرماتا ہے کہ "ہمکو معلوم ہے جو کچہہ مقرر

قد علمنا ما فرضنا علیہم فی ازواجہم وما ملکت ایمانہم۔	کردیا ہمنے مسلمانون پر اون کی جوروؤن کے باب مین اور اونکے باب مین جن کے مالک اونکے ہاتہہ ہو چکے ہین"۔

آیت چہاردہم۔ اسی صورت مین خدا تعالی نے فرمایا "نہین حلال ہین تجہکو عورتین اس

لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بہن من ازواج ولو اعجبک حسنہن الا ما ملکت یمینک۔	کے بعد اور نہ یہ کہ اون جوروون سے بدلے اور جورو وین کرے اگرچہ اونکا حسن تجہکو اچہا لگتا ہو مگر وہ جنکے مالک تیرے ہاتہہ ہو چکے ہین۔

یہ آیت اور اسکے پہلے کی آیت جسمین تحدید ازواج ہی دونون کا مطلب واحد ہے اس آیت کی ابتدا مین مطلقاً عورتون کے حلال ہونے سے منع فرمایا تھا مگر الا ماملکت کہنے سے وہ عورتین مستثنی ہو گئین جنکا بیان پہلی آیت مین ہوا اسلیے کہ ماملکت یمینک اوس ملکیت کو بھی شامل ہے جو بسبب نکاح یا مما افاء اللہ علیک کے حاصل ہوئی ہو پس آیت کے معنی یہ ہوئے کہ "نہین حلال ہین تجھکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ اون جوروون کے

لا یحل لک النساء من بعد ولا ان تبدل بهن من ازواج ولو اعجبک حسنهن الا ازواجک اللاتی آتیت اجورهن وما ملکت یمینک مما افاء الله علیک۔

بدلے اور جوروئین کرے اگرچہ اون کا حسن تجھکو اچھا لگتا ہو مگر تیری وہ جوروئین جنکا مہر تو دے چکا ہے اور جو تیرے ہاتھون کی ملک ہو چکی ہین اون مین سے جنکو اللہ نے تجھکو دیا ہے" پس اس آیت مین بھی کوئی ایسا لفظ نہین ہے جو رقیت مستقبلہ پر دلالت کرتا ہو۔

آیت پانزدہم۔ اللہ صاحب نے اسی سورہ مین فرمایا ہے کہ "عورتون کو اپنی عورتون کے

ولا نسائهن ولا ما ملکت ایمانهن

اور جنکے مالک اونکے ہاتھ ہو چکے ہین سامنے آنا گناہ نہین۔

یہ بات صحیح ہے کہ قرآن مجید مین بہت سے افعال صیغہ ماضی سے بیان ہوئے ہین حالانکہ جو احکام اون کی نسبت ہین وہ زمانہ مستقبل کو بھی شامل ہین مگر افعال انسانی دو قسم کے ہین ایک وہ کہ جنکا تحقق اور وقوع دونون ایک ساتھ ہین مثلاً قتل کہ جب وہ

واقع ہوگا اوس کا تحقق بھی ہوگا پس ایسے افعال جو صیغہ ماضی سے بیان ہون اونکے احکام مستقبل کو بھی شامل ہین کیونکہ اونکا تحقق صرف وقوع فعل پر منحصر ہے مگر دوسری قسم کے افعال یعنی وہ جنکا تحقق حکمی ہے تو اونکا تحقق بغیر موجود ہونے حکم کے نہین ہوتا رقیت ایک حکمی شے ہے تو جب تک حکم رقیت موجود نہو تحقق رقیت کسی فعل انسانی سے نہین ہوسکتا اور حکم رقیت قرآن مجید مین موجود نہین ہے پس جو الفاظ متضمن معنی رقیت بصیغہ ماضی بیان ہوئے ہین وہ رقیت مستقبلہ پر حاوی نہین ہوسکتے ۔

لفظ رقبہ

یہ لفظ چار جگہہ قرآن مجید مین آیا ہے چنانچہ اُن آیتون کو جنمین یہ لفظ ہے ہم اس جگہہ لکھتے ہین تاکہ معلوم ہو کہ اون آیتون سے کسی طرح حکم رقیت مستقبلہ مستنبط نہین ہوتا

آیت اوّل - اللہ تعالی سورہ نساء مین فرماتا ہے کہ "مسلمان کو نہین چاہیئے کہ مسلمان

وما کان لمومن ان یقتل مومنا الا خطاء ومن قتل مومنا خطاء فتحریر رقبۃ مومنۃ ودیۃ مسلمۃ الی اھلہ الا ان یصدقوا فان کان من قوم عدو لکم وھو مومن فتحریر رقبۃ مومنۃ وان کان من قوم بینکم وبینھم میثاق فدیۃ مسلمۃ الی اھلہ

کو مار ڈالے مگر یہ کہ انجانی سے مار دیا ہو اور جس شخص نے کہ انجانی سے کسی مسلمان کو مار ڈالا ہو تو گلوخلاصی کرے ایک مسلمان کی یعنی ایک بردہ آزاد کرے اور خون بہا دے اوسکے وارثون کو مگر یہ کہ وہ معاف کردین پھر اگر وہ تمہارے دشمن کی قوم مین سے تھا اور وہ مسلمان تھا تو آزاد کرے

وتحریر رقبة مومنة فمن لم یجد فصیام شہرین متتابعین توبة من اللہ وکان اللہ علیما حکیما۔

مسلمان بردہ اور اگر ایسی قوم مین سے تہا جن مین تم سے اور اون سے عہد ہے تو خون بہا دے اوسکے وارثون کو اور آزاد کرے مسلمان بردہ اور جسکو مسلمان بردہ نہ ملے تو دو مہینے برابر روزے رکھے تاکہ اللہ اوسکو معاف کرے"۔

آیت دوم۔ اللہ صاحب نے سورۂ مائدہ مین فرمایا کہ "اللہ تعالے تمکو نہین پکڑتا

لا یواخذکم اللہ باللغو فی ایمانکم ولکن یواخذکم بما عقدتم الایمان فکفارته اطعام عشرة مساکین من اوسط ما تطعمون اهلیکم او کسوتهم او تحریر رقبة فمن لم یجد فصیام ثلثة ایام۔

تمہاری بیفائدہ قسمون پر مگر پکڑتا ہے اوسپر جسپر تمنے مضبوطی سے قسم کہائی تہی پہر اسکا کفارہ دس محتاجون کو متوسط درجہ کا کہانا کہلانا جیسا کہ تم اپنے گہر والون کو کہلاتے ہو یا اونکو کپڑا پہنانا یا مسلمان بردہ آزاد کرنا ہے اور اگر نہ ملے تو تین دن روزے رکہنے ہین۔

آیت سوم۔ اللہ صاحب نے سورہ مجادلہ مین فرمایا ہے کہ "جو کوئی تم سے اپنی جورو دن

والذین یظاهرون من نسائهم ثم یعودون لما قالوا فتحریر رقبة من قبل ان یتماسا ذلکم توعظون به

مین سے کسیکو مان کہہ بیٹہے اور پہر جو بات کہی تہی اوس سے پہرنا چاہے تو آزاد کرے ایک بردہ اپنی جورو کو چہونے سے پہلے

والله بما تعملون خبیر فمن لم یجد فصیام شهرین متتابعین من قبل ان یتماسا فمن لم یستطع فاطعام ستین مسکینا۔

اس سے تمکو نصیحت ہوگی اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو پہر جسکو نہ ملے تو دو مہینے برابر روزے رکھے اپنی جوروکے چہونے سے پہلے اور جو نکر سکے تو ساٹہہ محتاجون کو کہانا کہلا دے"۔

آیت چہارم۔ اللہ صاحب سورہ بلد مین فرماتا ہے کہ آزاد کرنا بردہ کا بڑی گہاٹی کا

فک رقبۃ

پہلانگنا ہے۔

ان تمام احکام مین جو غلام نہ ملنے کی حالت مین اور دوسری قسم کے کفارون کا ذکر آیا ہے اس سے رقیت مستقبلہ کے معدوم ہونے پر اشارہ نکلسکتا ہے فتدبر۔

لفظ الرقاب

یہ لفظ قرآن مجید مین دو جگہہ بمعنی عبد آیا ہے مگر کوئی لفظ بہی اون آیتون کا جنمین یہ لفظ ہے رقیت مستقبلہ پر دلالت نہین کرتا۔

آیت اول۔ سورہ بقر مین اللہ صاحب نے ان باتون کو جو اس آیت مین بیان ہوئی

والسائلین وفی الرقاب ۔

ہین نیکیان گنا ہی اور اونہین کے ساتہہ

مسافرون اور سائلون کو خیرات دینا اور بردہ آزاد کرنے مین روپیہ خرچ کرنا نیک کام فرمایا ہے۔

آیت دوم۔ سورہ توبہ مین اللہ صاحب نے زکوۃ کے روپیہ کا خرچ تبلایا ہے کہ کہان

انما الصدقات للفقراء والمساکین و

کہان خرچ ہوگا اوسی کے ساتہہ تبلایا کہ

العاملین علیہا والمؤلفة قلوبہم و فی الرقاب۔	بردہ آزاد کرنے مین بھی خرچ کیا جاویگا۔

لفظِ عبد

یہ لفظ معنی غلام تین چار جگہہ قرآن مجید مین آیا ہے اور اوس سے بھی رقیت مستقبلہ پر استدلال نہین ہوسکتا۔

آیت اوّل۔ یعنی اللہ صاحب نے مسلمان عورتون کو مشرکین سے شادی کرنے کو

ولعبد مومن خیر من مشرک ولو اعجبکم	منع کیا ہے اور بطور تاکید کے یہ فرمایا کہ مسلمان غلام بھی ایک مشرک سے اچھا ہے

اگرچہ وہ مشرک تمکو اچھا معلوم ہوتا ہو۔

آیت دوم۔ عرب مین بزمانہ جاہلیت یہ دستور تھا کہ ایک قوم دوسری قوم پر کسی

الحر بالحر والعبد بالعبد۔	سبب سے اپنے تئین بڑا قرار دیتی تھی اور

بڑائی کے سبب سے یہ ہوتا تھا کہ اگر بڑی قوم مین کا غلام مارا جاتا تو اوسکے بدلے مین دوسری قوم کے حر یعنی آزاد کو مارڈالتے تھے اور اگر عورت ماری جاتی تھی تو اوسکے بدلے مرد کو مارتے تھے اور اگر ایک مرد مارا جاتا تھا تو اوسکے بدلے دو مرد مارتے تھے جب وہ لوگ مسلمان ہوگئے اور اوسکا جھگڑا رسول خدا صلعم کے سامنے ہوا تو قرآن مجید مین یہ حکم نازل ہوا کہ اللہ تعالے نے تمپر قصاص فرض کیا ہے اگر آزاد مرد مرد کو مارے تو وہی مارا جاوے اگر غلام غلام کو مارے تو غلام ہی مارا جاوے اگر عورت عورت کو مارے تو وہی عورت

ماری جاوے۔

آیت سوم۔ اللہ صاحب نے سورہ نحل مین بت پرستون کے سمجھانے کو ایک غلام

ضرب اللہ مثلا عبدا مملوکا لا یقدر علی شیء۔	کی مثال دی جو دوسرے کا مال ہے اور کسی چیز پر کچھہ اختیار نہین رکھتا۔

لفظ امۃ

قرآن مجید مین دو جگہہ یہ لفظ ہے اور کسی جگہہ سے بھی رقیت مستقبلہ کا حکم نہین پایا جاتا۔

آیت اوّل۔ سورہ بقر مین اللہ صاحب نے مسلمانون کو مشرک عورتون سے بیاہ کرنے

ولامۃ مومنۃ خیر من مشرکۃ و لو اعجبتکم۔	کو منع فرمایا اور تاکیداً یہ ارشاد کیا کہ ایک مسلمان لونڈی مشرک عورت سے اچھی ہے اگرچہ وہ مشرک عورت تمکو اچھی لگتی ہو۔

آیت دوم۔ اللہ صاحب نے سورہ نور مین فرمایا ہے کہ "نکاح کرو مسلمان رانڈون کا

وانکحوا الایامی منکم والصالحین من عبادکم وامائکم۔	اور نیک چلن اپنے غلامون اور لونڈیونکا"

لفظ فتیات

یہ لفظ بھی قرآن مجید مین دو جگہہ بمعنی لونڈیون کے آیا ہے مگر ایک جگہہ بھی ایسا کوئی لفظ نہین ہے جو رقیت مستقبلہ پر اشارہ کرتا ہو۔

آیت اول۔ سورہ نساء کی آیت ہے جو ذیل لفظ ماملکت مین بیان ہو چکی۔

آیت دوم۔ اللہ صاحب نے سورہ نور مین فرمایا ہے کہ اپنی چھوکریون پر بدکاری کے لیے

ولا تکرھوا فتیاتکم علی البغاء ان اردن تحصنا لتبتغوا عرض الحیوة الدنیا۔	جبر نہ کرو دنیا کی زندگی کا سامان بہم پہنچانے کے لیے جبکہ وہ چاہتی ہین پاک دامن رہنا۔

لفظ افاء

یہ لفظ تین جگہ قرآن مجید مین آیا ہے مگر صرف آیت سورہ احزاب ہماری بحث سے متعلق تھی جس سے ہم بہ ذیل لفظ ماملکت بخوبی بحث کر چکے۔

لفظ غلام وجاریہ

یہ لفظ قرآن مجید مین تو نہین آئے مگر حدیث مین آئے ہین چنانچہ وہ حدیث لکھی جاتی ہے۔

ابو ہریرہ نے کہا کہ جناب رسول خدا صلعم نے فرمایا ہے کہ کوئی تم مین سے یون

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لا یقولن احدکم عبدی وامتی کلکم عبید اللہ وکل نسائکم اماء اللہ ولکن لیقل غلامی وجاریتی وفتای وفتاتی ولا یقل العبد ربی	نہ کہوے کہ میرا غلام اور میری لونڈی تم سب خدا کے غلام ہو اور سب تمہاری عورتین خدا کی لونڈیان ہین مگر یون کہو کہ میرا لونڈا اور میری لونڈیہ اور میرا چھوکرا اور میری چھوکری اور غلام بھی تم کو ربی نہ کہے بلکہ

ولکن لیقل سیدی و فی روایة لیقل سیدی ومولائی و فی روایة لا یقل العبد لسیدہ مولائی فان مولاکم اللہ رواہ مسلم کذا فی المشکواة۔

میرے آقا یا میرے مالک کہوے اور ایک روایت مین آیا ہے کہ میرے مالک بھی نہ کہوے کیونکہ تم سب کا مالک اللہ ہے یہ حدیث مسلم مین ہے اور مشکواۃ مین بھی اوسکو نقل کیا ہے۔

باب سویم

علمائے اسلام نے سبب طاری ہونے رقیت کا صرف غلبہ و استیلاء قرار دیا ہے

یہ مسئلہ کہ تمام انسان دراصل حر یعنی آزاد ہین علمائے اسلام بھی تسلیم کرتے ہین اور قاعدہ کلیہ الحر معصوم بنفسہ کو تسلیم کرتے ہین اور اسی سبب سے ابتداءً طاری ہونا رقیت کا کسی انسان پر بذریعہ بیع وہ قبول نہین کرتے چنانچہ اونکا قول ہے کہ ”اگر کوئی ذمی یا حربی دارالاسلام مین اپنے آپ کو یا اپنی اولاد کو نیچے تو وہ بیع جایز نہین اور جو لوگ بیچے گئے ہین وہ لونڈی و غلام نہین ہین“۔

اسیطرح اونکا یہ بھی قول ہے کہ اگر حربی اپنے آپ کو یا اپنی اولاد کو دارالحرب مین نیچے تو وہ بیع بھی جایز نہین اور جب تک کہ وہ لوگ جو بیع ہوئے ہین دارالحرب مین ہین بالاتفاق جملہ ائمہ کے وہ لونڈی و غلام نہین ہین۔ لیکن اگر وہ دارالحرب سے دارالاسلام مین

نکال لائے جاوین تو اس بات مین کہ بعد نکال لانے کے وہ لونڈی و غلام ہوجاتے ہین اختلاف ہے بعضے کہتے ہین کہ بسبب حصول غلبہ مالا لونڈی و غلام ہوجاتے ہین اور اکثر کا یہ قول ہے کہ نہین ہوتے ۔

اکثر علماء اسلام اس بات کو بھی تسلیم کرتے ہین کہ اگر کوئی شخص دارالحرب مین سے بغیر لڑائی و غلبہ کے دغا فریب سے یا دہوکہ دیکر کافرون کو یا اونکی اولاد کو پکڑ لاوے تو وہ لونڈی غلام نہین ہوتے اور بعض کہتے ہین کہ بسبب حصول غلبہ و استیلاء کے مالا لونڈی و غلام ہوجاتے ہین ۔

مگر چار صورتین ہین جنمین بالاتفاق مسلمان عالمون کا فتویٰ ہے کہ اون صورتون مین کافر لونڈی و غلام ہوجاتے ہین اور اوسکے بعد بذریعہ بیع و ہبہ وارث و وصیت کے منتقل ہوتے ہین اور وہ چار صورتین یہ ہین ۔

اوّل ۔ وہ حربی کافر مرد اور عورت اور معصوم بچے جو جہاد مین قید ہوئے اور دارالحرب سے دارالاسلام مین لے آئے جاوین ۔

دوم ۔ دارالحرب مین سے مسلمان بزبردستی کافرون کو یا اونکی عورتون اور بچون کو پکڑ لاوین ۔

سوم ۔ کافر بادشاہ کسی مسلمان کو بطور نذر یا ہدیہ کے یا جزیہ و خراج کے کافرون کو یا اونکے بچون کو بھیجے ۔

چہارم ۔ کوئی حربی دارالاسلام مین بغیر امان کے آجاوے اور پکڑا جاوے ۔

چنانچہ یہ تمام صورتین اہل سنت وجماعت کی کتب فقہ مین مندرج ہین جنکو بجنسہ اس
مقام پر ہم نقل کرتے ہین۔

روایت اول۔ فتاواے قاضی خان مین لکہا ہے کہ حربی کا اپنے تئین یا اپنے بیٹے

ان الحربي اذا باع اباه او ابنه لايجوز
فان اخرجه المشتري الى دار الاسلام
ملكه ان لم يكن بينهما امان۔

کو بیچنا جائز نہین ہے پہر اگر خریدار اوسکو
دارالاسلام مین نکال لاوے تو اوسکا مالک
ہوجاتا ہے بشرطیکہ مسلمانون مین اور اون
حربیون مین امن سے رہنے کا قرار نہو۔

روایت دوم۔ قاضی خان مین یہہ بہی لکہا ہے کہ تمام روایتین اسبات مین متفق ہین

واتفقت الروايات على انه لايجوز
بيعه في دار الاسلام ومتى لم يجز
البيع في دار الحرب على قول العامة
فان اخرجه المشتري الى دار الاسلام
اختلف المشايخ رحمهم الله فيه قال
بعضهم يملكه لان البيع وان بطل فمتى
اخرجه جبرا ملكه بالقهر المبتدء وقال
بعضهم يكون حرا لان البايع لايملك
التصرف فيه لا بيعا ولا وطيا فلا يملك

کہ دارالاسلام مین اونکی بیع جائز نہین ہے
اور جبکہ عام علماء کے قول کے مطابق
دارالحرب مین اونکی بیع ناجائز ہے پہر اگر
خریدار اونکو دارالاسلام مین نکال لاوے تو
اسپر بڑے بڑے عالمون نے خدا اونکو
بخشے اختلاف کیا ہے بعض کہتے ہین
کہ وہ اونکا مالک ہوجاتا ہے کیونکہ اگرچہ
اونکی بیع باطل تہی مگر جبکہ مشتری زبردستی
سے اونکو نکال لایا تو بسبب غلبہ کے جو

المشتری وقال بعضهم ان کان البایع
یری جواز هذا البیع یملکه المشتری
بالاخراج الی دار الاسلام اخرجه طائعا
او مکرها وان کان البایع لایری جواز هذا
البیع فان اخرجه المشتری کرها یملکه
وان جاء به طایعا لایملکه ۔

اوسنے کیا اونکا مالک ہوگیا اور بعضے
کہتے ہین کہ جنکو خریدا ہے وہ غلام نہین
ہوتے بلکہ آزاد رہتے ہین کیونکہ بایع
اونمین کسی طرح کا تصرف بذریعہ بیع یا مباشرت
کے نہین کرسکتا تہا تو بس مشتری بہی
مالک نہوا اور بعضے کہتے ہین کہ اگر بایع
اونکی بیع کو جائز سمجہتا ہے تو مشتری اونکا مالک ہوجاتا ہے بشرطیکہ اونکو دارالاسلام مین
زبردستی سے خواہ رضامندی سے لے آوے اور اگر بایع اونکی بیع کو جائز نہین سمجہتا تو
اگر مشتری اونکو جبراً دارالاسلام مین نکال لایا ہے تو تو اونکا مالک ہوجاویگا اور اگر رضامندی
سے لایا ہے تو نہین ہونے کا ۔

روایت سوم ۔ حموی شرح اشباہ مین لکہا ہے کہ حربی اور ذمی دونون اپنی اولاد کو

الحربی والذمی لایملک بیع ولده فی
دار الاسلام فاذا باع فی دار الحرب ان
اخرجه منه کرها یملك وان اخرج
المشتری باختیاره فالاحتیاط النکاح ۔

دارالاسلام مین نہین بیچ سکتے جبکہ اونہون
نے دارالحرب مین بیچا ہو تو اگر مشتری
اونکو زبردستی سے دارالاسلام مین نکال
لاوے تو مالک ہوجاتا ہے اور اگر وہ
جسکو خریدا ہے خود دارالاسلام مین چلی آوے تو اوس سے نکاح کرلینا احتیاط کی بات ہے

روایت چہارم ۔ خزانۃ الروایات مین لکہا ہے کہ ایک مسلمان دارالحرب مین امان مانگ کر

مسلم دخل دار الحرب بامان فاشترى من احدهم ابنه او اخاه فالصحيح انه لا يجوز البيع لكنهم اذا دانوا بجواز هذا البيع ملكه بالقهر لا بالشراء۔

گیا پہر اوسنے وہان کسی سے اپنا بیٹا یا اپنا بہائی مول لیا تو ٹہیک مسئلہ تو یہ ہے کہ وہ بیع جائز نہین لیکن جبکہ وہان کے لوگون نے اوس بیع کو جائز سمجہا تو مشتری بسبب غلبہ کے مالک ہوا نہ بسبب مول لینے کے۔

روایت پنجم۔ ہدایہ مین لکہا ہے کہ حربی ہمارے مالک نہین ہوتے نہ ہمارے اون

ولا يملك علينا اهل الحرب مدبرنا وامهات اولادنا ومكاتبنا واحرارنا ونملك عليهم جميع ذلك لان السبب انما يفيد الحكم في محله والمحل المال المباح والحر معصوم بنفسه وكذا من سواه لانه تثبت الحرية فيه من وجه بخلاف ارقائهم لان الشرع اسقط عصمتهم جزاء على جنايتهم وجعلهم ارقاء ولا جناية من هؤلاء۔

غلامونکے جو ہمارے بعد آزاد ہوجاوینگے اور نہ ہماری صاحب اولاد لونڈیونکے اور نہ اون غلامونکی جنکو ہمنے خط آزادی لکہہ دیا ہے اور نہ ہمارے آزاد لوگون کے مگر ہم حربیون کی اون سب چیزون کے مالک ہوجاتے ہین اسلیے کہ سبب یعنی غلبہ جبکہ ایسی جگہہ ہو جہان ہوسکتا ہے تو جو نتیجہ غلبہ سے ہوتا ہے وہ حاصل ہوجاتا ہے اور جس جگہہ غلبہ ہوسکتا ہے وہ ایسا مال ہے جسپر غلبہ کرنا مباح ہو اور آزاد لوگ بذات خود محفوظ ہین اور اسیطرح وہ بہی جنمین کسیطرح سے بہی آزادی موجود ہوتی ہے برخلاف کفار کے بردون

نکے اسلیے کہ شرع نے اونکی محفوظیت بسبب اونکے گناہ کے توڑدی ہے اور اونکو بردہ کردیا ہے اور ہمارے لوگونمین جنکا اوپر ذکر ہوا اس قسم کا گناہ نہین ہے۔

روایت ششم۔ ہدایہ مین لکھا ہے کہ غلبہ متحقق نہین ہوتا جب تک کہ اونکو دارالاسلام

الاستیلاء لایتحقق الا بالاحراز بالدار لانه عبارة عن الاقتدار علی المحل حالا ومآلا

مین نہ پکڑلاوین اسلیے کہ غلبہ سے مراد قابو پانا ہے مباح چیز پر بالفعل اور آخرکار تک۔

روایت ہفتم۔ بحرالرائق مین لکھا ہے کہ حاوی مین یہ بات لکھی ہے کہ مالک کیا چیز

وفی الحاوی الملك الاختصاص الحاجز وانه حکم الاستیلاء لانه یثبت الملك فیه خالیا عن الملك والخالی عن الملك هو المباح والاستیلاء لاغیر هو طریق الملك فی جمیع الاموال لان الاصل الاباحة فیها والبیع والهبة ونحوهما ینقل الملك الحاصل بالاستیلاء الیه فمن شرط البیع الملك حالة البیع حتی لم یصح فی مباح قبل الاستیلاء لخلو المحل عن

ہے ایک خصوصیت ہے جو غیر کو اوس مین تصرف کی مانع ہے اور وہ خصوصیت غلبہ کا اثر ہے اسلیے کہ جو چیز کسی کی ملک نہو اوسپر غلبہ کے سبب سے ملکیت ثابت ہوجاتی ہے اور جو چیز کہ کسی کی ملک نہو وہ مباح ہے اور تمام چیزون مین صرف غلبہ ہی وہ طریق ہے جس سے ملکیت ہوجاتی ہے نہ اور کوئی اسلیے کہ اباحت تمام چیزون مین اصل ہے۔ اور بیع اور ہبہ اور مانند اونکے جو معاہدے ہین

الملک وقته وبالارث والوصیة لحصول الخلافة حتی کانه هو لا الانتقال حتی لا یکون للوارث الرد بالعیب دون المشتری فالاسباب ثلاثة مثبت للملک وهو الاستیلاء وناقل للملک وهو البیع ونحوه وخلافة وهو الارث والوصیة۔

اون سے وہ ملکیت جو بسبب غلبہ کے حاصل ہوتی ہے منتقل الیہ کے پاس منتقل ہو جاتی ہے پس بیع کی شرط سے یہ بات ہے کہ جو چیز بیچی گئی ہے وہ بروقت بیع کے بایع کی ملکیت ہو یہانتک کہ اگر کوئی شخص مباح چیز کو اوسپر غلبہ کرنے سے پہلے بیچ ڈالے تو وہ بیع جایز نہو گی اسلیے کہ وہ مباح چیز اوسوقت تک کسی کی ملک نہ تھی۔ اور وراثت اور وصیت سے پہلے مالک کی جانشینی حاصل ہوتی ہے گویا یہ وہی پہلی ملک ہے نہ انتقال اور اسلیے وارث بسبب عیب کے مال پھیر نہین سکتا مگر مشتری پھیر سکتا ہے پس تین سبب ملکیت کے ہوئے ایک وہ جو ملکیت ثابت کرتا ہے وہ تو غلبہ ہے اور ایک وہ جو ملکیت منتقل کر دیتا ہے اور وہ بیع ہے اور مثل اوسکے اور ایک وہ جو مالک کا جانشین کر دیتا ہے اور وہ وراثت اور وصیت ہے۔

روایت ہشتم درمختار مین لکھا ہے کہ اگر مستامن دارالحرب سے کوئی چیز دارالاسلام

فلو اخرج الینا شیئا ملکه ملکا حراما للغدر فیتصدق به بخلاف الاسیر فیباح تعرضه وان اطلقوا طوعا لانه

مین نکال لاوے تو حرام مال کی مانند اوسکا مالک ہوگا کیونکہ اوسنے غدر کیا ہے پس چاہیے کہ اوس مال کو غریبونکو دیدے

غیر مستامن فهو کاللص فانه یجوز له اخذ المال وقتل النفس۔

برخلاف اوس شخص کے جسکو حربی قید کر کرے گئے ہون پس اوسکو تعرض کرنا درست ہے اگرچہ حربیون نے اوسکو اپنی خوشی چھوڑہی دیا ہو کیونکہ جو شخص قید ہو کر گیا وہ مستامن نہین ہے بلکہ وہ چور کی مانند ہے اور اسلیے اوسکو جائز ہے مال کا لینا اور جان کا مارنا

روایت نہم۔ ذخیرۃ الروایات مین لکھا ہے کہ عیون مین لکھا ہے کہ اہل حرب کے بادشاہون

اهدى ملك من ملوك اهل الحرب الى رجل من المسلمين هدية من احرارهم او من بعض اهله فان لم يكن بين المهدى والمهدى قرابة كانوا مماليك للمهدى اليه وان كان المهدى ذا رحم محرم من المهدى اوامة قد ولدت له لم يصر ملكا المهدى اليه

مین سے کسی بادشاہ نے ایک مسلمان کو آزاد حربی یا کوئی اپنا رشتہ مند بطور تحفہ کے بہیجا پس اگر اون لوگون مین جو بطور تحفہ کے بہیجے گئے ہین اور اوسمین جسکو تحفہ بہیجا کچھہ رشتہ داری نہین ہے تو وہ اوسکے مملوک ہوجاتے ہین اور اگر وہ شخص جو بہیجا گیا ہے اوسکا رشتہ مند قریب ہو یا اوسی کی صاحب اولاد لونڈی ہو تو جسکو تحفہ بہیجا گیا ہے اوسکی ملک نہین ہوتی۔

روایت دہم۔ سراجیہ مین لکھا ہے کہ ایک حربی دارالاسلام مین بغیر امان مانگے چلاآیا

حربي دخل الينا بغير امان فاخذه رجل منا فهو فيئ لعامة المسلمين و

پہر اوسکو ایک مسلمان نے پکڑ لیا تو وہ بطور غنیمت تمام مسلمانون کا مال ہوجاتا ہے

قال ابو یوسف و محمد هو للذی اخذه۔	اور امام ابو یوسف اور امام محمد کی یہہ راے ہے کہ وہ اوسی کا مال ہے جسنے اوسکو پکڑا۔

ان تمام روایتون سے ظاہر ہوتا ہے کہ اگلے عالمون نے صرف غلبہ اور استیلا کو سبب رقیت قرار دیا ہے۔ ایک مدت ہوئی کہ بعض لوگون نے استفتا کیا تھا کہ انسان کس چیز سے غلام و لونڈی ہوتا ہے اور کون سا آدمی ہے کہ غلام اور لونڈی ہو سکتا ہے اوسکا جواب مولوی وجیہہ الدین صاحب سہارنپوری نے لکھا تھا اور جناب مولوی محمد اسحق صاحب نے اوس سے اتفاق کیا تھا اور بعد کو مفتی محمد اکرام الدین خان صاحب اور مولوی کریم اللہ صاحب اور مفتی سید رحمت علیخان عرف مفتی سیر لال صاحب اور جناب حضرت شاہ احمد سعید صاحب اور مولوی حاجی قاسم صاحب اور مولوی عبد الخالق صاحب اور جناب مولوی سید نذیر حسین صاحب اور مولوی حبیب اللہ صاحب اور جناب مولوی محمد صدر الدین خان صاحب نے بھی اوسپر اپنی مہرین ثبت فرمائی تھین اوسمین بھی یہ لکھا ہے کہ "سبب غلام و کنیزک ہونے کا ابتدا غلبہ ہے حالا و مالا یعنی بالفعل اور آیندہ کو نہ غیر اسکا بیع وغیرہ اسلیے کہ سبب اور پیدا کرنے والا ملک کا ہر چیز مین غلبہ ہے نہ غیر اسکا اور محل اوسکا مال مباح ہے نہ غیر اسکا اور آدمی مین مال مباح فقط حربی ہے اور معنی غلبہ کے قدرت اور قابو پانا ہے ایک چیز پر بالفعل اور آیندہ کو بھی یعنی اسطرح اوسکی بناہ

مین آیا کہ کوئی اوسسے چہٹا نہین سکتا اور غالب حربی پر جو کوئی ہو مسلمان ہو یا کافر ذمی ہو یا حربی مالک اوسکا ہوجاتا ہے انتہی" مگر اب ہمکو دیکہنا چاہیئے کہ غلبہ واستیلار کو جو سبب رقیت اور حربی کو مال مباح ٹھہرایا ہے آیا اوسکے لیے کوئی نص صریح قران وحدیث مین موجود ہے یا نہین اسکا جواب صاف ہے کہ کوئی نہین البتہ یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ اگلے عالمون نے اپنے ذہن مین قیدیان جہاد کو لونڈی وغلام سمجہہ کر اور صرف اپنی راے سے اور نہ کسی نص سے اونکی رقیت کی وجہہ غلبہ واستیلار قرار دی اور جہان کہین اونہون نے ذرا بہی غلبہ واستیلار کسی قسم کا پایا وہان رقیت کو جاری کر دیا مسلمانون کا حربیون کو زبردستی پکڑ لانا یا حربیون کا بطور نذر کے بہیجنا یا حربیونکا دارالاسلام مین پکڑا جانا سب کو جہاد کے غلبہ واستیلار پر قیاس کر لیا۔

کیسے تعجب کی بات ہے کہ اگلے علمار نے حربیون کی اولاد کا دارالحرب مین خریدنا بشرطیکہ وہ لوگ اونکا بیچنا جائز سمجہتے ہون اسلیے جائز قرار دیا ہے کہ اوسمین بہی غلبہ و استیلار کی صورت ہے اور وہ صورت یہ ہے کہ جب اہل حرب جواز بیع کے معتقد ہوئے تو بعد بیع وہ اوسکو پہیر نہین سکتے پس بہ سبب خریدنے کے مسلمان کو حربی پر غلبہ واستیلار متحقق ہوگیا۔ نعوذ باللہ من ھذہ الا باطیل۔

اب ہمارے علمار نے اس غلبہ واستیلار کو جو اپنی طبیعت کا ٹھہرایا ہوا اصول تہا یہان تک وسعت دی کہ غلبہ واستیلار کرنے والے پر مسلمان ہونے کی بہی شرط ساقط کر دی اور لکہہ دیا کہ اگر کافر کافر کو بہی بغلبہ واستیلار پکڑے تو وہ بہی اسکا غلام ہو جاویگا چنانچہ

ہدایہ شریف مین لکھا ہے کہ جب کفار ترک کفار روم پر غالب ہوجاوین اور بندی پکڑ لین

واذا غلب الترک علی الروم فسبوھم	اور مال لے لین تو اوسکے مالک ہوجاتے
واخذوا اموالھم ملکوھا لان الاستیلاء	ہین کیونکہ استیلا یعنی غلبہ متحقق ہو گیا
قد تحقق فی مال مباح وھو السبب	مباح مال ہین اور وہی سبب ملک ہے۔

با این ہمہ اب تک فضل آلہی سے کسی بزرگ نے یہ نہین فرمایا کہ ہم نے کو مال مباح کسی اصول پر قرار دیا آیا قرآن مجید مین یا حدیث نبوی مین یہ حکم آیا ہے یا حضرت جبرئیل اون بزرگون پر وحی لائے تھے البتہ جناب رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا ہے کہ لڑائی مین لوٹ کا مال اللہ تعالی نے ہمکو مباح کیا ہے اور یہ نہایت عمدہ اور بہت ہی خوب اصول ہے مگر مال مین انسانکو داخل نہین فرمایا غالباً ہمارے علمار نے قیاس سے انسان کو بھی مال سمجھا ہے۔

بہر حال جو ہو اتنی بات ضرور تسلیم کرنی چاہیے کہ غلامی ایک مسئلہ ہے جسکو علمار اسلام نے نکالا ہے یا اختیار کیا ہے مگر اوسکو ایک مسئلہ شرعی منزل من اللہ کہنا کیسا جھوٹ اور اسلام پر کتنا بڑا اتہام کرنا ہے۔

ان تمام حالات سے اور تمام فقہی روایتون سے جو مذکور ہوئین یہ بات ثابت ہو گئی کہ فقہاے اسلام نے جو غلبہ و استیلار کو سبب رقیت قرار دیا ہے اوسکی اصل جہاد کے قیدیون کو لونڈی و غلام بنانے پر مبنی ہے پس اب ہمکو اسباب پر بحث کرنی چاہیے کہ جہاد کے قیدیون کا لونڈی و غلام بنانا جائز ہے یا نہین کیونکہ اگر اون قیدیونکا لونڈی

و غلام بنانا ناجائز ثابت ہوجاویگا تو یہ اصول رقیت باطل ہوجاویگا اور سب کو تسلیم کرنا پڑیگا کہ اسلام مین کوئی شخص اور کسی حالت مین لونڈی و غلام نہین ہوسکتا پس اب ہم امر مذکورہ کی بحث پر متوجہ ہوتے ہین - واللہ المستعان -

باب چہارم

اسبات کے بیان مین کہ قیدیان جہاد کے لونڈی و غلام بنانے کا کوئی حکم قرآن مجید یا حدیث صحیح مین نہین ہے

کوئی شخص نہین کہہ سکتا کہ قرآن یا حدیث مین کسی جگہہ یہ حکم ہے کہ جو لوگ جہاد مین پکڑے جاتے ہین وہ لونڈی و غلام ہوجاتے ہین مگر اگلے عالمون نے قرآن مجید سے اس مسئلہ کے استنباط پر کوشش کی ہے چنانچہ اوسکو اس مقام پر لکھتے ہین اور جو غلطیان اوس استنباط مین ہین اونکو بھی بیان کرتے ہین -

استنباط اوّل - وہ کہتے ہین کہ بہت سی جگہہ قرآن مجید مین اور احادیث صحیح مین لونڈیون اور غلامون کا ذکر آیا ہے اور بہت سے احکام اونکی نسبت بیان ہوئے ہین اور اس سے پایا جاتا ہے کہ اسلام مین بھی لونڈی و غلام کا ہونا جائز رکھا گیا ہے -

مگر یہ دلیل رقیت مستقبلہ سے متعلق نہین ہوسکتی اسلیے کہ ہم یہ بات ثابت کر آئے ہین کہ قبل نزول آیت حریت کے جسقدر لونڈی و غلام موجود تھے اون سب کو اسلام نے

بطور لونڈی و غلام تسلیم کیا تہا اور اونہین کی آزادی اور آرام و آسایش کے لیے احکام صادر کیے تھے اور اون احکام مین کوئی لفظ بہی ایسا نہین ہے جو رقیت مستقبلہ پر دلالت کرتا ہو۔

استنباط دوم۔ اللہ تعالی نے سورہ برات مین نسبت اون مشرکین عرب کے جنہون نے اپنے تمام عہد توڑ دیے تھے اور دغا و بدعہدی کر کر لڑائی شروع کر دی تھی یہ فرمایا کہ جب

فاذا انسلخ الاشہر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموھم وخذوھم واحصروھم واقعدوا لھم کل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوۃ واتوا الزکوۃ فخلوا سبیلھم ان اللہ غفور رحیم۔

وہ مہینے جنمین لڑائی منع ہے گذر جاوین تو مشرکون کو مارو جہان پاؤ اور اونکو پکڑو اور اونکو گھیرو اور ہر جگہہ اونکی گھات مین بیٹھو پہر اگر وہ توبہ کرین اور نماز پڑہین اور زکواۃ دین تو اونکا راستہ چہوڑ دو بیشک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

ملا احمد جونپوری نے جو عالمگیر کے عہد مین تھے اس آیت کا نام آیت استرقاق رکہا ہے اور علماء اسلام کی بڑی دوڑ اثبات رقیت پر یہ آیت ہے مگر کوئی شخص بہی جسکے دل کی آنکہین ضلالت تقلید سے اندہی نہین ہوئی ہین نہین کہہ سکتا کہ اس آیت سے رقیت ثابت ہوتی ہے۔ اس آیت مین یا حکم قتل کرنے یعنی لڑنے کا ہے یا قید کرنے کا یا کافرون کے رستون کے روکنے کا ہے تاکہ وہ مسلمانون پر فوج نہ لا سکین یا شب خون یا اور کسی قسم کی لوٹ مار نکر سکین اور اون قیدیون کو غلام و لونڈی بنانے کا

کہین ذکر بہی نہین ہے - تعجب یہ ہے کہ مفسرین نے بہی اور خود ملا احمد جونپوری نے بہی اس آیت کی تفسیر مین استراق کا کچھہ ذکر نہین کیا چنانچہ اس مقام پر متعدد تفسیرون سے اس آیت کی تفسیر نقل کیجاتی ہے -

تفسیر بیضاوی مین لکہا ہے کہ خذوهم کا لفظ جو اس آیت مین ہے اوسکے

وخذوهم - واسروهم - والاخيذ - الاسير - واحصروهم - واحبسوهم وحيلوا بينهم وبين المسجد الحرام واقعدوا لهم كل مرصد - كل ممر لئلا يتبسطوا في البلاد -

معنی یہ ہین کہ اونکو پکڑ لو اسلیے کہ اخیذ کے معنی پکڑے ہوئے کے ہین اور واحصروهم کے معنی یہ ہین کہ اونکو روکے رکہو اور کافرون کے اور مکہ معظمہ کے درمیان مین رکاؤ ہو جاؤ اور واقعدوهم کل مرصد کے یہ معنی ہین کہ اونکے رستے روک لو تاکہ وہ ملکو نمین نہ پہیل سکین -

تفسیر مدارک مین بہی خذوهم کے معنی پکڑ لینے کے لکہے ہین اور لکہا ہے کہ اخذ کے

وخذوهم - واسروهم والاخذ الاسر واحصروهم - قيدوهم وامنعوهم من التصرف في البلاد واقعدوا لهم كل مرصد كل ممر ومجتاز ترصدونهم به -

معنی ہین پکڑنے کے اور احصروهم کے معنی ہین کہ اونکو قید کرلو اور اونکو ملکو نمین تصرف مت کرنے دو اور واقعدوا لهم کل مرصد کے یہ معنی ہین کہ اونکے تمام رستے گھیر لو جہان سے وہ جانا چاہین -

تفسیر معالم التنزیل مین لکہا ہے کہ وخذوهم کے معنی ہین کہ اونکو پکڑ لو اور احصروهم

وخذوهم ۔ واسروهم ۔ واحصروهم
ای احبسوهم قال ابن عباس یرید
ان تحصنوا فاحصروهم ای امنعوهم
من الخروج وقیل امنعوهم من
دخول مکة والتصرف فی بلاد الاسلام
واقعدوا لهم کل مرصد ای علی کل
طریق والمرصد الموضع الذی یرقب
فیه العدو من رصدت الشئ ارصده
اذا ترقبه یرید کونوا لهم رصدا
لتاخذوهم من ای جهة توجهوا و
قیل اقعدوا لهم بطریق مکة حتی
لا یدخلوها۔

کے معنی ہین اونکو روک لو حضرت ابن
عباس کہتے ہین کہ مطلب یہ ہے کہ اگر قلعہ مین
پناہ لین تو اونکو گھیر لو اور نکلنے مت دو
اور بعضون نے کہا ہے کہ اسکا مطلب یہ ہے
کہ اونکو مکہ مین مت آنے دو اور مسلمانون
کے شہرون پر دخل و تصرف مت کرنے دو
اور واقعدوا لهم کل مرصد کے
یہ معنی ہین کہ ہر رستہ پر اونکی گھات مین
بیٹھو کیونکہ مرصد اوس جگہہ کو کہتے ہین
جہان دشمن کے ملنے کی امید ہو چنانچہ
عربی زبان کا ایسا ہی محاورہ ہی مطلب یہ
ہے کہ اونکی تاک مین رہو تاکہ جسطرف
وہ متوجہ ہون اونکو پکڑ لو اور بعضون نے کہا ہے کہ مطلب صرف اتنا ہے کہ مکہ کے رستہ
مین اونکی گھات مین بیٹھے رہو تاکہ وہ مکہ مین نہ آسکین۔

تفسیر کشاف مین لکھا ہے کہ خذوهم کے معنی یہ ہین کہ اونکو پکڑ لو اسلیے کہ اخیذ اوس

وخذوهم ۔ واسروهم والاخیذ الاسیر
واحصروهم ۔ وقیدوهم وامنعوهم

کو کہتے ہین جو پکڑا گیا ہو اور احصروهم
کے معنی ہین کہ اونکو قید کر لو اور اون کو

من التصرف في البلاد وعن ابن عباس
حصرهم ان يحال بينهم وبين المسجد
الحرام كل مرصد وكل ممر يجتازون
ترصدونهم به -

شهرون پر تصرف مت کرنے دو اور
ابن عباس سے روایت ہے کہ وہ کہتے
تھے کہ حصرہم سے یہ مطلب ہے کہ
اون مین اور مکہ مین روک کردی جاوے
ہر مرصد یعنی ہر رستہ پر جہان سی وہ وہان جانا چاہین

تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ اونکو پکڑلو گرفتار کرکر کیونکہ اخیذ کے معنی ہین گرفتار ہوئے

قوله واخذوهم - اي بالاسر
والاخيذ الاسير - وقوله واحصروهم
معنى الحصر المنع من الخروج من
محيط قال ابن عباس يريد ان تحصنوا
فاحصروهم وقال الفراء حصرهم ان
يمنعوا من البيت الحرام قوله تعالى و
اقعدوا لهم كل مرصد والمرصد
الموضع الذي يرقب فيه العدو من
قولهم رصدت فلانا فارصده اذا ترقبته
قال المفسرون المعنى اقعدوا لهم على كل
طريق ياخذون فيه الى البيت او الى

کے اور حصر کے معنی ہین گھیرے سے
نہ نکلنے دینے کے ابن عباس کہتے
ہین کہ اس سے مطلب یہ ہے کہ اگر
وہ قلعہ مین پناہ لیوین تو اونکو گھیرلو اور فراء کا
قول ہی کہ گھیرنے سی یہ مطلب ہے کہ اونکو مکہ مین مت
آنے دو اور مرصد اوس جگہہ کو کہتے ہین
جہان دشمن کے ملنے کی توقع ہو چنانچہ
زبان عرب کا ایسا ہی محاورہ ہی مفسرون
کا قول ہے کہ معنی یہ ہین کہ جس رستہ
سے وہ مکہ کو یا چراگاہ کو یا تجارت کو جانا
چاہین اونکی کمین گاہ مین بیٹھو۔ اخفش کا

الصحراء او الی التجارة قال الاخفش فی
الکلام محذوف والتقدیر واقعدوا
لهم علی کل مرصد ثم قال تعالی
فان تابوا واقاموا الصلوٰة واتوا الزکوٰة
فخلوا سبیلهم۔

قول ہے کہ اس عبارت کے معنی یہ ہین
کہ ہر رستہ پر اونکی کمین گاہ مین بیٹھو اسکی
بعد خدا نے فرمایا کہ جب وہ توبہ کرین اور
نماز پڑہین اور زکواۃ دین تو انکا رستہ
چھوڑ دو۔

ملا احمد صاحب تفسیر احمدی مین لکہتے ہین کہ معنی آیت کے یہ ہین کہ جب وہ مہینے

معنی الآیة اذا انسلخ الاشهر الحرم
التی ابیح فیها للناکثین ان یسیحوا
فاقتلوا المشرکین الذین نقضوکم
فظاهروا علیکم حیث وجدتموهم
من حل او حرم وخذوهم ای اسروهم
واحصروهم ای قیدوهم وامنعوهم
من التصرف فی البلاد واقعدوا لهم
کل مرصد ای کل ممر ومجتاز
ترصدونهم فان تابوا عن الکفر و
اقاموا الصلوٰة واتوا الزکوٰة فخلوا
سبیلهم ای فاطلقوا عنهم الاسر

جن مین لڑائی منع ہے اور جنمین عہد
توڑنے والون کو مارنا منع نہین ہے
گذر جاوین تو اون مشرکون کو جنہون نے
تمہاری تقصیر کی ہے اور تم پر غلبہ کیا ہو
قتل کرو جہان اونکو پاؤ مکہ کے باہر
یا مکہ کے اندر اور اونکو پکڑو یعنی گرفتار
کرو اور اونکو گھیرو یعنی اونکو قید کرو اور
شہرون پر تصرف کرنے مت دو اور
ہر جگہہ اونکی گھات مین بیٹھو یعنی ہر رستہ
پر جدہر وہ جانا چاہین پہر جب وہ کفر سے
توبہ کرین اور نماز پڑہنے لگین اور زکوۃ

فکفوا عنہم ولا تتعرضوا لھم ان اللہ غفور الرحیم -

دیوین تو اونکا رستہ چہوڑ دو یعنی اونکی قید چہوڑ دو اور اون سے ہاتہ روک لو

اور اون سے کسی طرح کا تعرض مت کرو بیشک اللہ ہی بخشنے والا مہربان -

ان تمام تفسیرون سے جو ہمنے بیان کین بخوبی ظاہر ہے کہ اس آیت کے کسی لفظ سے بہی غلامی کے جواز پر استدلال نہین ہو سکتا -

استنباط سوم - قولہ تعالی والمحصنات من النساء الا ما ملکت ایمانکم الخ -

استنباط چہارم - قولہ تعالی وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک -

ان دونون آیتون کا بیان ہم دوسرے باب مین بہ تحت بیان لفظ ما ملکت بخوبی کر چکے ہین اور بخوبی ثابت کر دیا ہی کہ ان آیتون سے استرقاق پر استدلال کرنا محض غلطی ہے -

استنباط پنجم - بخاری و مسلم مین یہ حدیث ہے کہ رسول خدا صلعم سے اوس شہر

سئل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عن اھل الدار یبیتون من المشرکین فیصاب من نسائھم وذراریھم قال ھم منھم وفی روایۃ ھم من ابائھم -

کے مشرکون کی نسبت پوچہا گیا جن پر شبخون مارا جاوے اور اوسمین اونکی عورتون اور بچون کو نقصان پہونچے تو حضرت نے فرمایا وہ بہی اونہی مین سے ہین اور ایک

روایت مین ہے کہ یہ فرمایا کہ وہ بہی اپنے باپون مین سے ہین -

طیبی نے اس حدیث کی شرح مین یہ لکہا ہے کہ رسول خدا صلعم نے جو یہ فرمایا کہ

قوله هم منهم ای النساء والصبیان من الرجال قال القاضی اراد به تجویز سبیهم واسترقاقهم کما لو اتوا اهلها نهارا وحاربوهم جهارا وان من قتل منهم فی ظلمة اتفاقا من غیر قصد وتوجه الی قتله فهدر لاحرج فی قتله لانهم ایضا کفار وانما یجب التحرز عن قتلهم حیث تیسر ذلك حتی لو تترسوا بابنائهم وذراریهم لم یبال بهم۔

وہ بہی اونہی مین سے ہین اسکا مطلب یہ ہے کہ عورتین اور بچے بہی مردون ہی مین سے ہین اور قاضی صاحب نے فرمایا کہ اس سے مطلب پکڑ لینا اور اون کا لونڈی وغلام بنا لینا ہے اسیطرح جسطرح کہ دن کو کہلم کہلا جاکر اون سے لڑتے یا یہ مطلب ہے کہ اگر اون مین کی کوئی عورت یا اون مین کا کوئی بچہ اندہیرے مین اتفاق سے بغیر قصد وارادہ کے مارا جاوے تو اوسکے خون کا کچہہ مواخذہ نہین اور اوسکے مارڈالنے مین کچہہ گناہ نہین کیونکہ وہ بہی کافر ہین اور اونکے مارنے سے بچنا اوسی وقت تک واجب ہے جب تک کہ بچنا ممکن ہو مگر جبکہ وہ اپنے لڑکون کو اور اپنے بچون کو سپر بنالین تو اونکی کچہہ پرواہ نہ کی جاویگی۔

استنباط ششم۔ ترمذی اور ابوداؤد مین یہ حدیث سمرہ بیٹے جندب سے بیان

عن سمرة بن جندب عن النبی صلی الله علیه وسلم قال اقتلوا شیوخ المشرکین واستحیوا شرخهم ای صبیانهم۔

ہوئی ہے کہ پیغمبر خدا صلعم نے فرمایا کہ بڑی عمر کے مشرکون کو مارڈالو اور اونکے پٹھون یعنی بچون کو زندہ رکہو۔

ملا علی قاری صاحب مرقاۃ مین اسکی شرح اسطرح پر ارقام فرماتے ہین کہ حدیث مین

قوله شرخهم اي صبيانهم تفسيره
من الصحابي او احد الرواة ويؤيده
ما في النهاية الشرخ الصغار الذين
لم يدركوا واما تفسير الاحياء بالاسترقاق
فتوسع ومجاز وذلك لان الغرض
من استبقائهم احياء استرقاقهم و
استخدامهم -

جو لفظ شرخهم کے معنی اونکے بچون
کے بیان کیے ہین یا تو یہ معنی کسی صحابی
کے بیان کیے ہوئے ہین یا حدیث
کے کسی راوی کے اور نہایہ مین جو یہ
لکھا ہے کہ شرخ اون چھوٹی عمر والون کو
کہتے ہین جو بالغ نہوئے ہون اُس
سے اون معنون کی تائید ہوتی ہے

مگر بچّون کے زندہ رکھنے سے اونکا لونڈی و غلام بنا لینا مراد لینی لفظ احیاء کے معنی مین توسع اور مجاز ہے کیونکہ اسصورت مین اونکے زندہ رکھنے سے گویا اونکی خدمت اور رقیت کا زندہ رکھنا یعنی باقی رکھنا مراد ہے -

ان دونون استنباطون کی نسبت ہمکو زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہین ہے اس لیے کہ ہر کوئی نفس حدیث سے جان سکتا ہے کہ اوسکو رقیت سے کچھہ علاقہ نہین ہے اور جسطرح پر بعض نے اوس سے استنباط کیا ہے خود علماء نے اوسکو ٹھیک نہین سمجھا

استنباط ہفتم - بہت بڑا استدلال علماء اسلام کا جواز استرقاق پر فعل جناب رسول خدا صلعم ہے اگر یہ ہو تو امنا و صدقنا ہمارے سر آنکھون پر مگر ہمکو اسبات سے کہ جناب رسولخدا صلعم نے ایسا کیا انکار ہے -

اس استدلال کی صحت یا غلطی تین امر کی بحث پر منحصر ہے اول اسپر کہ قرآن مجید مین جہاد کے قیدیون کے لونڈی و غلام نہ بنانے کا کوئی حکم ہے یا نہین کیونکہ اگر ہو تو اوسکے برخلاف فعل رسول مقبول کیونکر ہوا ہوگا - دوسرا اسپر کہ اگر کوئی ایسا حکم قرآن مجید مین موجود ہو تو اسبات کو دیکھنا ضرور پڑیگا کہ اوسکے بعد فعل رسول خدا صلعم کا کیا ہوا ہے کیونکہ یہی فعل منشاء استنباط مسئلہ شرعی ہوگا نہ اور کوئی - تیسرے اسپر کہ اگر کسی وقت کوئی فعل رسول خدا صلعم کا برخلاف اوس حکم کے ہوا ہے تو وہ قبل اوسکے ہوا ہے یا بعد اوسکے کیونکہ اگر اوسکا وقوع قبل اوسکے ثابت ہو تو وہ فعل منشاء استنباط کسی مسئلہ شرعی کا نہین ہوسکتا پس اگر یہ تینون امر ہمارے ادعا کے مطابق تحقیق ہوجاوین تو یہ استنباط علماء اسلام کا بالکل غلط ہوجاویگا اور ہماری فقہہ کے فتاوی اور تمام کتابین بہت ہلکی ہوجاوینگی اسلیے کہ اونمین بہت سے بابون کی جو غلامی سے متعلق ہین ضرورت نہین رہنے کی چنانچہ ہم ان تین مطلبون کو تین جدا جدا بابون مین بیان کرتے ہین

باب پنجم

اسبات کے بیان مین کہ قرآن مجید مین جہاد کے قیدیونکے لونڈی و غلام نہ بنانے کا حکم موجود ہے جسکو ہم آیت حریت سے کہتے ہین

قال اللہ تبارک وتعالی - فاذا لقیتم الذین کفروا فضرب الرقاب حتی اذا

اثخنتموهم فشدوا الوثاق فاما منا بعد واما فداء۔

اللہ صاحب نے فرمایا ہے کہ جب تم مقابل ہو کافرون سے تو اونکی گردنین کاٹو جبکہ تم اون پر گھمسان کر چکو تو اونکو قید کر لو پھر قید کرنے کے بعد یا تو اونپر احسان رکھکر یا اون سے فدیہ یعنی چھوڑائی لیکر چھوڑ دو۔

یہ آیت قرآن مجید کے چھبیسوین سیپارہ اور سورہ محمد۔ؐ مین موجود ہی آمین خدا تعالیٰ نے لڑائی کے بعد قیدیون کے چھوڑ دینے کا صاف حکم دیا ہے اور لفظ اما اور انما کا حصر کے لیئے آتا ہے یعنی عربی زبان کا یہ قاعدہ ہے کہ جب کوئی حکم اسطرح پر دیا جاوے کہ یہ کرو یا یہ کرو تو اون دونون مین سے ایک کا کرنا ضرور رہتا ہے اور اوسکے سوا کسی اور بات کے کرنے کا اختیار نہین رہتا پس اس آیت کے نازل ہونے کے بعد کوئی قیدی نہ قتل ہوسکتا ہے نہ لونڈی و غلام بنایا جا سکتا ہے او بجز اسکے کہ منا یا فداء چھوڑ دیا جاوے اور کچھہ اوسکے ساتھہ نہین ہوسکتا۔

علماء اسلام نے بھی اس آیت کی تفسیر مین یہی معنی تسلیم کیے ہین چنانچہ چند تفسیرون سے اس مقام پر بطور سند کے مضمون اور عبارت لکھی جاتی ہے تاکہ معلوم ہوجاوے کہ ان معنون سے کوئی انکار نہین کرسکتا۔

تفسیر مدارک اور تفسیر کشاف مین لکھا ہے کہ اونکو چھوڑ دو احسان رکھہ کر قید کرنے کے بعد یا چھوڑ دو فدیہ لیکر لفظ منا اور فداء مفعول ہین جنکے فعل تمنون اور تفدون ہیان

فاما منا بعد ان تاسروهم واما فداء۔	بعد یا چھوڑ دو فدیہ لیکر لفظ منا اور فداء مفعو
منا و فداء منصوبان بفعلیهما مضمرین	ہین جنکے فعل تمنون اور تفدون ہیان

وهي فاما تمنون منا واما تفدون فداء والمعنى التخيير بعد الاسر بين ان تمنوا عليه فتطلقوهم وبين ان تفادوهم

محذوف ہین اور معنی یہ ہین کہ قید کرنے کے بعد اوسپر احسان رکھنے مین اور چھوڑ دینے مین اور فدیہ لینے مین اختیار ہے ۔

تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ قید کرنے کے بعد احسان رکھکر یا فدیہ لیکر چھوڑ دینا

فاما منا بعد واما فداء بعد ان تاسروهم فاما ان تمنوا عليهم منا باطلاقهم من غير عوض واما ان تفادوهم ۔

ہے پس اگر تم اُن پر احسان رکھو تو احسان ہے بغیر بدلے کے اونکو چھوڑنا اور یا اون سے فدیہ لیلو ۔

تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے کہ احسان رکھنے یا فدیہ لینے کے معنی یہ ہین کہ یا تو

فاما منا بعد واما فداء اى فاما تمنون منا او تفدون فداء والمراد التخيير بعد الاسر بين المن والاطلاق وبين اخذ الفداء ۔

تم اونپر احسان رکھو یا فدیہ لیلو غرضکہ قید کرنے کے بعد احسان رکھکر چھوڑ دینے اور فدیہ لیکر چھوڑ دینے مین اختیار ہے ۔

تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ منا و فداء مصدر ہین اونکے فعل تمنون اور تفدون

منا وفداء منصوبان لكونهما مصدرين تقديره فاما تمنون منا واما تفدون فداء وتقديم المن على الفداء اشارة الى ترجيح حرمة النفس على طلب المال

اس جگہہ محذوف ہین معنی یہ ہین کہ یا تو تم اون پر احسان کرو یا فدیہ لیلو اور احسان کرنے کو جو فدیہ لینے سے پہلے بیان کیا اس سے اسبات پر اشارہ ہے کہ بنسبت مال

والفداء یجوز ان یکون مالا وان یکون غیر من الاساری او شرط یشترط علیہم او علیہ وحدہ۔

مانگنے کے انسان کی بزرگی زیادہ ہی اور فدیہ مال بہی ہوسکتا ہی اور اُسکے سوا قیدی بہی فدیہ مین دیجا سکتے ہین اور صرف کوئی شرط قبول

کرلینی بہی فدیہ ہوتا ہے پہر وہ شرط اون کافرون نے قبول کی ہو یا صرف اوسی قیدی نے جسکو چہوڑا جاتا ہے قبول کی ہو۔

زمانہ جاہلیت اور نیز کسیقدر ابتدا ے زمانہ اسلام اور قبل نزول اس آیت کے قیدیون کو مار ڈالنے یا لونڈی وغلام بنا لینے یا احسان رکہکر یا فدیہ لیکر چہوڑ دینے کا رواج تہا اور کوئی حکم نازل نہین ہوا تہا اس آیت مین قیدیون کی نسبت حکم نازل ہوا جسمین بجز من و فدا ء کے اور کوئی حکم نہین ہے اور اسلیے قتل و استرقاق جایز نرہا۔

اس آیت پر جو ایک نص صریح ناقابل التاویل ہے علماء اسلام نے متعدد طرح سے بحث کی ہے چنانچہ ہم اون تمام بحثون کو معہ اون کی تردید کے اس مقام پر لکہتے ہین۔

بحث اوّل

متعلق زمانہ نزول آیت

یہ آیت سورہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) مین ہے اور ہم دعوے کرتے ہین کہ سورہ محمد مکہ مین بزمانہ فتح مکہ یعنی ۸ سنہ ہجری مین نازل ہوئی ہے اور اس دعوے کے ثبوت پر تین قطعی دلیلین ہین۔

اوّل یہ کہ- تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے کہ بعض علماء کا قول ہے کہ سورہ محمد (صلعم) مکہ مین نازل ہوئی ہے-

دوسرے یہ کہ حضرت ابن عباس فرماتے ہین کہ یہ آیت بعد جنگ بدر نازل ہوئی ہے چنانچہ تفسیر کبیر مین تحت آیہ کریمہ ماکان لنبی ان یکون لہ اسریٰ- یہ قول ابن عباس

قال ابن عباس ھذا الحکم انما کان یوم بدر لان المسلمین کانوا قلیلین فلما کثروا وقوی سلطانھم انزل اللہ بعد ذلک فی الاساری حتی اذا اثخنتموھم فشدوا الوثاق فامامنا بعد واما فداء حتی تضع الحرب اوزارھا-

کا مندرج ہے کہ "یہ حکم جو آیت ماکان لنبی مین ہے بدر کی لڑائی کے دن تھا کیونکہ اوس زمانہ مین مسلمان تھوڑے تھے مگر جب مسلمان بہت ہو گئے اور بخوبی اونکو غلبہ ہو گیا تو اوسکے بعد اللہ تعالے نے قیدیون کے حق مین یہ حکم نازل کیا کہ جب خوب لڑائی مین گھمسان کر چکو تو اونکو قید کرلو اور پہر قید کرنے کے بعد اونکو احسان رکھکر یا فدیہ لیکر چہوڑدو جب تک کہ لڑائی ہتیار رکھدے یعنی موقوف ہو جاوے"-

تیسرے یہ کہ علمائے حنفیہ جو کہتے ہین کہ یہ آیت بدر کی لڑائی مین اوتری تھی اوسکی غلطی کالشمس فی نصف النہار روشن ہے اسلیے کہ پیغمبر خدا صلعم نے قیدیان بدر کو جو فدیہ لیکر چہوڑا تھا صحابہ سے صلاح ومشورہ کر کر چہوڑا تھا اگر اونکی نسبت وحی آچکی ہوتی تو صحابہ سے مشورہ کیون کرتے علاوہ اسکے بدر کے قیدیون کو فدیہ لیکر چہوڑنے مین خدا تعالے

کی بڑی خفگی ہوئی تھی اگر یہ آیت یعنی فدیہ لیکر چھوڑنے کا حکم بدر کے قیدیون کی نسبت نازل ہوچکا ہوتا تو خدا کی اسقدر خفگی کیون ہوتی چنانچہ یہ مطلب مفصلہ ذیل حدیثون مین مندرج ہے ۔

صحیح مسلم مین یہ حدیث موجود ہے کہ ابن عباسؓ نے کہا کہ جب جنگ بدر مین قیدی

قال ابن عباس فلما اسروا الاساری
قال رسول الله صلی الله علیه وسلم
لابی بکر ما ترون فی هولاء الاساری
فقال ابوبکر یا نبی الله هم بنو العم
والعشیرة اری ان تاخذ منهم
فدیة فتکون لنا قوة علی الکفار فعسی
الله ان یهدیهم للاسلام فقال
رسول الله صلی الله علیه وسلم ما تری
یا ابن الخطاب قال قلت لا والله یا رسول
الله ما اری الذی رای ابوبکر ولکنی
اری ان تمکنا فنضرب اعناقهم فتمکن
علیا من عقیل فیضرب عنقه وتمکنی من
فلان نسیبا لعمر فاضرب عنقه فان هولاء

پکڑے تو رسول خدا صلعم نے حضرت ابوبکر سے پوچھا کہ ان قیدیون کی نسبت تمہاری کیا راے ہے حضرت ابوبکر نے کہا کہ اے پیغمبر خدا یہ لوگ چچا کے بیٹے اور کنبہ کے ہین مین سمجھتا ہون کہ ان سے فدیہ لے لیا جاوے کہ اوسکے سبب سے ہمکو کافرون پر قوت بھی ہوگی اور شاید اللہ تعالے اونکو مسلمان بھی کرے اوسکے بعد رسول خدا صلعم نے حضرت عمر سے پوچھا کہ تمہاری کیا راے ہے حضرت عمر نے کہا کہ مین نے عرض کیا کہ خدا کی قسم میری تو راے نہین ہے جو ابوبکر کی راے ہے بلکہ میری تو یہ راے کہ اگر آپ اجازت

ایمة الکفر وصنادیدها فهوی رسول
الله صلی الله علیه وسلم ما قال ابوبکر
ولم یهو ما قلت فلما کان من الغد
جئت فاذا رسول الله صلی الله علیه وسلم
وابوبکر قاعدین وهما یبکیان قلت یا
رسول الله اخبرنی من ای شیء تبکی انت
وصاحبك فان وجدت بکاء بکیت
وان لم اجد بکاء تباکیت لبکائکما فقال
رسول الله صلی الله علیه وسلم ابکی
الذی عرض علی اصحابك من اخذهم
الفداء - لقد عرض علی عذابهم ادنی
من هذه الشجرة شجرة قریبة من نبی
الله صلی الله علیه وسلم فانزل الله عزوجل
ما کان لنبی ان یکون له اسری
حتی یثخن فی الارض الی قوله فکلوا مما
غنمتم حلالا طیبا فاحل الله الغنیمة
لهم -

دین تو وہ اونکی گردن ماردین پس علی کو
اجازت دیجیے کہ وہ عقیل کی گردن مارے
اور مجھکو اجازت دیجیے کہ مین فلان شخص
کی جو حضرت عمر کا ہم جدی تھا گردن ماردون
کیونکہ یہ لوگ کفر کے پیشوا اور اوسکے
سردار ہین - مگر جو کچھہ کہ ابوبکر نے کہا تھا
اوسکو رسول خدا صلعم نے پسند نہین کیا اوسکے
دوسرے دن حضرت عمر آئے رسول خدا
صلعم اور ابوبکر دونون بیٹھے رو رہے
تھے حضرت عمر نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھہ
سے تو فرمائیے کہ کس بات سے آپ
اور آپ کے دوست ابوبکر روتے ہین تاکہ
اگر مجھکو رونا آوے تو مین بھی روؤن اور
اگر رونا نہ آوے تو آپ دونون صاحبون
کے رونے پر بسورون ہی رسول خدا صلعم
نے فرمایا کہ مین اوس بات پر روتا ہون
جو تیرے دوست نے مجھہ سے کہی

قیدیون سے فدیہ لینے مین مجھکو اونکا عذاب اس درخت سے بھی زیادہ قریب دیکھا گیا اوسکے بعد خداتعالی نے یہ آیت نازل کی کہ نبی کو لایق نہین ہے کہ وہ قیدی بناوے جب تک گھمسان نہ کرے زمین پر اور اس آیت کا اخیر یہ ہے کہ جو کچھ لوٹ مین آیا ہے اُسکو کھاؤ وہ حلال طیب ہے پس خداتعالی نے لوٹ کے مال کو حلال کردیا ہے۔

تفسیر کبیر مین روایت لکھی ہے کہ جب پیغمبر صلعم نے صحابہ کی صلاح سے جنگ بدر کے قیدیون سے فدیہ لیا تو آیت ماکان لنبی نازل ہوئی اوسکے بعد حضرت عمر رسول خدا صلعم پاس گئے کیا دیکھتے ہین کہ جناب رسول مقبول اور ابوبکر دونون رو رہے ہین حضرت عمر نے کہا کہ یا رسول اللہ مجھکو بھی تبلایئے کہ آپ کیون رو رہے ہین اگر مجھکو بھی رونا آوے تو مین بھی روؤن ورنہ بسورون ہی آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مین تیرے دوستون پر بدر کے قیدیون سے فدیہ لینے پر روتا ہون مجھکو اونکا عذاب اس

وروی انھم لما اخذوا الفداء نزلت هذه الآیة (ماکان لنبی الخ) فدخل عمر علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاذا هو وابوبکر یبکیان فقال یا رسول اللہ اخبرنی فان وجدت بکاء بکیت والا تباکیت فقال ابکی علی اصحابک فی اخذهم الفداء ولقد عرض علی عذابهم ادنی من هذه الشجرة قریبة منه ولو نزل عذاب من السماء لما نجا منه غیر عمر وسعد بن معاذ۔

درخت سے بھی زیادہ قریب دکھایا گیا اور اگر آسمان سے عذاب اوترتا تو بجز عمر اور سعد بن معاذ

کے اوس عذاب سے کوئی نہ بچتا۔

بحث دوم

متعلق معنی حصر

امام ابوحنیفہ صاحب تو قیدیون کا چھوڑنا کسی طرح پر جایز نہین سمجھتے مگر امام شافعی صاحب اور امام احمد حنبل صاحب فرماتے ہین کہ قیدیون کا قتل کرنا بہی جایز ہے اور لونڈی وغلام بنانا بہی جایز ہے اور احسان رکہکر اور فدیہ لیکر چہوڑ دینا بہی جایز ہے چنانچہ تفسیر احمدی مین لکہا ہے کہ شافعی اور احمد ابن حنبل کہتے ہین کہ امام مختار ہے چاہے قیدیون کو قتل کرے چاہے لونڈی وغلام بنائے چاہے احسان رکہکر چہوڑ دے چاہے فدیہ مین مال لیکر یا مسلمان قیدیون کے بدلے چہوڑ دے۔

ثم الشافعی واحمد ابن حنبل یقولان ان الامام مخیر بین القتل والاسترقاق والمن بالاطلاق والفداء بالمال او باساری المسلمین۔

اور تفسیر معالم التنزیل مین لکہا ہے کہ اور لوگون کی یہ راے ہے کہ آیت من و فدا آیت محکم ہے اور جو مرد عاقل وبالغ کافرون کی طرف کے قید مین پڑین اون کی نسبت امام کو اختیار ہے چاہے قتل کرے چاہے اونپر احسان کرکے بغیر کچہہ لیے چہوڑ دے چاہے فدیہ مین مال لیکر یا مسلمان قیدیون کے بدلے

وذهب اخرون ان الاية محكمة والامام بالخيار في الرجال العاقلين من الكفار اذا وقعوا في الاسر بين ان يقتلهم او يمن عليهم فيطلقهم بلا عوض او يفاديهم بمال او باسارى

المسلمین والیہ ذھب عمر وبہ قال الحسن والعطاء واکثر الصحابۃ والعلماء وھو قول الثوری والشافعی واحمد واسحاق قال ابن عباس لما کثر المسلمون واشتد سلطانھم انزل اللہ عز وجل فی الاساری فاما منا بعد واما فداء وھذا ھو الاصح والاختیار لانہ عمل بہ رسول اللہ صلعم والخلفاء بعدہ۔

مین چھوڑ دے (شکر خدا کا کہ اس روایت مین لونڈی وغلام بنانا نہین لکھا) اور اسی بات کو پسند کیا ہے عمر نے اور یہی بات کہی ہے حسن نے اور عطا نے اور بہت سے صحابیون اور عالمون نے اور یہی قول ہے ثوری کا اور شافعی کا اور احمد اور اسحاق کا۔ ابن عباس کا قول ہے کہ جب مسلمان بہت ہو گئے اور اونکا خوب غلبہ ہو گیا تو اللہ عز وجل نے قیدیون کے معاملہ مین یہ آیت اوتاری کہ قید کرنے کے بعد یا تو اون پر احسان رکھکر یا کچھہ چھوڑائی لیکر چھوڑ دو سب سے زیادہ صحیح یہی بات ہے اور اختیار کرنے کے لایق ہے اسلیے کہ رسول صلعم نے اور اونکے بعد صحابہ نے اسی پر عمل کیا ہے جو کہ اس آیت مین استرقاق کا کچھہ ذکر نہین ہے اس لیے ہم اسپر زیادہ بحث نہین کرتے۔

جن بزرگون نے قیدیون کی نسبت چارون امر یعنی قتل اور استرقاق اور من اور فدار جایز قرار دیئے اونہون نے یہ دیکھہ لیا کہ تمام غزوات مین کیا کیا واقع ہوا اور اوس سب کو اونہون نے جایز قرار دیا مگر غور صرف اسپر کرنا تھا کہ جب قیدیون کی نسبت خاص حکم آچکا اوسکے بعد کیا کیا ہوا اور یہ بات بخوبی ثابت ہو گی کہ اوسکے بعد بجز من و فداء

کے اور کچھہ نہین ہوا بہرحال منشا ان اختلافات کا کچھہ ہی ہو جبکہ مابعد کے عالمون
نے ایمہ مین یہ اختلاف دیکھا تو اپنے اپنے مذہب کی طرفداری سے آیہ کریمہ امامنا
بعد واما فداء مین جو صریح حصر ہے اوسپر کج بحثی شروع کی اور کہا کہ اس سے حصر ہی

اما و انما للحصر وحالهم بعد الاسر
غیر منحصر فی الامرین بل یجوز
القتل والاسترقاق والمن والفداء
نقول هذا ارشاد بذکر العام الجایز
فی سایر الاجناس والاسترقاق غیر
جایز فی اسراء العرب لان النبی صلعم
کان معهم فلم یذکر الاسترقاق واما
القتل فلان الظاهر فی المثخن الاثخان
ولان القتل ذکره بقوله فضرب الرقاب
فلم یبق الا الامران -

مراد نہین ہے چنانچہ تفسیر کبیر مین لکہا ہے
کہ اما اور انما تو حصر کے لیے آتے ہین اور
کافرون کی نسبت اونکے قید ہونیکے
بعد تو صرف یہی دو باتین یعنی من و فدا
نہین ہوتین بلکہ اُن کا قتل اور اون کو
لونڈی و غلام بنالینا بہی اور من و فدا بہی
جایز ہے (یعنی اونکے عالمون اور مجتہدون
کی راے مین) تو ہم یون کہینگے کہ اس
آیت مین وہی باتین بیان ہوئی ہین جو
تمام لوگون سے متعلق تہین اور عرب کی
قوم کو لونڈی و غلام بنانا جایز نہ تہا (واضح ہو کہ یہ بیان بالکل غلط ہے) اسلیے کہ پیغمبر خدا
صلعم اونکے ساتھہ تہے اسلیے اس آیت مین لونڈی و غلام بنانے کا ذکر نہین کیا اور قتل
کرنے کا اسلیے ذکر نہین کیا کہ اوسکے لیے کچھہ زمانہ چاہیئے اور اسلیے بہی نہین ذکر کیا
کہ خود اس آیت مین گردن مارنے کا ذکر آچکا ہے پس اب بجز دو باتون یعنی من و فدا

کے اور کچھہ نہ کرنے کے لایق باقی نہین رہا تھا۔

جو لغویت کہ اس تقریر کی ہے وہ خود اوس سے ظاہر ہے اول تو یہہ کہنا غلط ہے کہ قوم عرب کا استرقاق ناجایز تھا اور بالفرض اگر کوئی قوم حکم استرقاق سے مستثنیٰ تھی تو اسکو مستثنیٰ کرنا تھا نہ یہہ کہ اُس حکم کے بیان ہی کو متروک کیا جاتا اور ازمان کے سبب سے حکم قتل کا بیان نہ کرنا یا جو حکم قتل عین لڑائی مین ہے اوسکو بعد لڑائی کے قیدیون کی نسبت منسوب کرنا ایسی لغو باتین ہین کہ کوئی اوسپر التفات نہین کر سکتا پس اس آیت سے بہ نص صریح ثابت ہے کہ قیدیون کی نسبت جو حکم ہے وہ دو ہی باتون یعنی من و فدا مین منحصر ہے اور اسلیے نہ وہ بعد قید ہونے کے قتل ہو سکتے ہین نہ لونڈی غلام بن سکتے ہین۔

بحث سوم

نسبت معنی من و فدا

من کے معنی قیدیون کو اوسپر احسان رکھکر اور فدا کے معنی کچھہ لیکر چھوڑ دینے کے ہین اور یہہ ایسے معنی ہین کہ کوئی بھی اس سے انکار نہین کر سکتا تفسیر احمدی مین لکھا ہے

المن ان یترک الاسیر الکافر من غیر ان یوخذ منه شی والفداء ان یترک ویاخذ منه مالا او اسیرا مسلما

کہ من کے معنی قیدی کافر کو بغیر کچھہ لیے چھوڑنے کے ہین اور فدا کے معنی کچھہ مال لیکر یا مسلمان قیدی کے بدلے مین کافر قیدی کو چھوڑ دینے کے ہین۔

مگر بعض صاحبون نے اسمین بھی بحث کی ہے چنانچہ تفسیر احمدی مین لکھا ہی کہ مجاہد

ونقل عنه (اى عن مجاهد) انه يجوز
ان يكون المراد بالمن بترك القتل
واختيار الاسترقاق او بالتخلية وقبول
الجزية وبالفداء الفدا باسارى المسلمين
لا بالمال ويكون عاما باقيا وهذا
رواية الطحاوى عن ابى حنيفه وهو
قولهما۔

سے یہ بھی بیان ہوا ہے کہ ہو سکتا ہے
کہ احسان کرنے سے یہ مراد ہو کہ اون
کو غلام بنا کر جان سے نہ مارنے کا اونپر
احسان رکھا جاوے یا اون سے جزیہ
لینا قبول کر کر اونکی جان چھوڑ دینے کا احسان
رکھا جاوے اور بدلے مین چھوڑنے
سے یہ مراد ہو کہ مسلمان قیدیون کے
بدلے مین چھوڑا جاوے نہ مال کے بدلے مین اور اس صورت مین یہ آیت بدستور عام اور بحال رہیگی یہ روایت طحاوی نے امام ابو حنیفہ سے نقل کی ہے اور صاحبین کا بھی یہی قول ہے۔

تفسیر کشاف اور تفسیر مدارک مین لکھا ہے کہ ہو سکتا ہے کہ احسان رکھنے سے یہ

ويجوز ان يراد بالمن ان يمن
عليهم بترك القتل واسترقوا او يمن
عليهم فيخلوا لقبولهم الجزية وكونهم
من اهل الذمة وبالفداء ان يفادى
باسارهم اسارى المشركين فقد
رواه الطحاوى مذهبا عن ابى حنيفة

مطلب ہو کہ اونکو غلام بنا لیا جاوے یہ
احسان رکھکر کہ اونکو نہین مار ڈالا یا جزیہ
قبول کرنے اور ذمیون کی طرح رہنے
پر احسان رکھکر اونکی جان چھوڑ دی اور فدیہ
لینے سے یہ مطلب ہو کہ مشرکین نے
جو قید کیے ہون وہ اون قیدیون کے

والمشہور انہ لا یری فداہم لا بمال ولا بغیرہ خیفۃ ان یعودوا با لمسلمین۔	بدرے مین چہٹانے طحاوی کہتا ہے کہ امام ابو حنیفہ کا یہ بہی ایک مذہب تہا مگر مشہور

مذہب اونکا یہ ہے کہ وہ نہ مال لیکر اور نہ اور کسیطرح پر قیدیون کا چہوڑنا جائز سمجہتے تھے اور ڈرتے تھے کہ وہ پہر مسلمانون سے لڑنے کو نہ چڑہ آئین۔

یہ تمام تاویلین بلکہ تحریفین صحیح معنون کی غلط اور خیالی معنون کی طرف صرف بات کی پچ اور مذہب کی طرفداری اور تقلید کی گمراہی کے سبب سے کی گئی ہین ورنہ جو معنی آیت کے ہین اور جو معنی لفظ من وفدا کے ہین وہ اظہر من الشمس ہین اور ان رکیک اور پوچ تاویلون کو ہر کوئی لغو اور مہمل جانتا ہے اور جو کہ خود اون تفسیرون مین ان تاویلون کو نہایت ضعیف و نامعتبر کر کر لکہا ہے اسلیے زیادہ بحث اسمین ضرور نہین۔

بحث چہارم

متعلق خاص ہونے اس آیت کے

اکثر علماء حنفیہ کا قول ہے کہ یہ آیت قیدیان بدر سے مخصوص ہے اس قول کی غلطی فاحش بحث اوّل سے بخوبی ثابت ہوتی ہے اسلیے کہ اوس بحث مین ہمنے ثابت کر دیا ہے کہ بدر کی لڑائی تک یہ آیت نازل ہی نہین ہوئی تہی۔

بحث پنجم

نسبت منسوخ ہونے اس آیت کے

کوئی امام اس آیت کے منسوخ ہونے کا قایل نہین ہے مگر علماء حنفیہ کہتے ہین کہ

حضرت امام ابوحنیفہ کا یہ مذہب ہے کہ یہ آیت منسوخ ہے (معلوم نہین کہ صحیح ہے یا نہ اتہام ہے) اور اسیلیے ٹھیک ٹھیک برخلاف اس آیت کے حضرت امام ابوحنیفہ کا مذہب یہ قرار دیا جاتا ہے کہ قیدیون پر نہ من ہو سکتا ہے اور نہ اُن سے فدیہ لیا جا سکتا ہے اور بجز اسکے کہ وہ مار ڈالے جاوین یا لونڈی و غلام بنا لیے جاوین اور کچھ چارہ نہین چنانچہ تفسیر

وعندنا (ای عند الحنفیة) حکمهم (ای حکم الاساری) القتل والاسترقاق فقط والمن والفداء المذکوران فی هذه الآیة منسوختان بآیة القتل و الاسترقاق المذکورین فی براة لانها من آخر ما نزل او مخصوصتان بکفار بدر ویؤیده ما روی عن مجاهد لیس الیوم من ولا فداء وهو المذهب الصحیح عن ابی حنیفة رح۔

مدارک اور تفسیر احمدی مین لکھا ہے کہ "ہم حنفیون کے نزدیک قیدیون کے لیے صرف قتل کرنے یا لونڈی و غلام بنانیکا حکم ہے اور احسان رکھکر یا کچھ لیکر چھوڑنا جنکا اس آیت مین ذکر ہے یہ دونون حکم منسوخ ہو گئے ہین اوس آیت سے جسمین قتل اور لونڈی اور غلام بنانے کا حکم ہے اور جنکا ذکر سورہ برات مین آیا ہے اسلیے کہ وہ اون مین سے ہے جو اخیر کو نازل ہوئی ہین یا یہ آیت کفار بدر کے ساتھہ مخصوص ہے اور اوسکی تائید اوس روایت سے بھی ہوتی ہے جو مجاہد سے بیان ہوئی ہے کہ اب من و فداء نہین ہے اور یہی صحیح مذہب امام ابوحنیفہ کا ہے۔

اس مقام پر اتنی بات یاد رکھنی چاہیے کہ اس بیان مین علانیہ دو غلطیان ہین اوّل

یہ کہ سورہ برات کی آیت مین جو عنقریب بیان ہوگی استرقاق کا مطلق ذکر نہین ہے
پس اوسکا آیت استرقاق نام رکھنا محض غلط ہے دوسرے یہ کہ آیت قتل کو یا سورہ برات
کو جو آخر ما نزل کہا ہے یہ بھی غلط ہے علمار کا قول ہے کہ سورہ برات یک لخت پوری
اُتری ہے اوسکے بعد کوئی پوری سورۃ نہین اُتری پس جتنی سورتین کہ پوری پوری اُتری
ہین اونمین اخیر سورۃ البتہ اخیر ہے لا آخر ما نزل نہین ہے فتدبر۔

غرضکہ جسطرح ان دو تفسیرون مین علمار حنفیہ کا مذہب نقل کیا ہے اسیطرح تفسیر کشاف
مین بھی لکھا ہے کہ اگر کوئی پوچھے کہ مشرکین کے قیدیون کا کیا حکم ہے تو ہم کہینگے کہ امام

فان قلت کیف حکم الاساری المشرکین قلت اما عند ابیحنیفۃ و اصحابہ فاحد الامرین اما قتلهم و اما استرقاقهم ایهما رای الامام ویقولون فی المن والفداء انما هو الاسلام او ضرب العنق۔

ابو حنیفہ اور اونکے پیروون کے نزدیک تو دو کامون مین سے ایک کرنا ہے یا اونکو قتل کرنا ہے یا اونکو لونڈی و غلام بنا لینا ہے دونون مین سے جونسی بات امام مناسب سمجھے اور من و فداء کے باب مین حنفی کہتے ہین کہ بس یا اسلام قبول کرنا ہے یا گردن مارنی ہے۔

تفسیر بیضاوی مین بھی حنفیون کا یہی مذہب لکھا ہے کہ امام ابو حنیفہ کے نزدیک

منسوخ (ای هذه الآیۃ) عند ابیحنیفۃ رح او مخصوص بحرب بدر

آیت من و فدا منسوخ ہے یا جنگ بدر کے قیدیون سے مخصوص ہے کیونکہ

فانهم قالوا بتعين القتل والاسترقاق

حنفی صرف قیدیونکے قتل کرنے یا لونڈی وغلام بنا لینے کے قایل ہین۔

غرضکہ ان روایتون سے حنفیون کا مذہب یہ معلوم ہوا کہ وہ آیت منّ وفدا کو منسوخ بتاتے ہین پس اس امر پر بحث کرنے کے لیے اولاً اون آیات کو جنکو ناسخ قرار دیا ہے یا جنکا ناسخ قرار دینا ممکن ہے اس مقام پر نقل کرتے ہین اور پہر جدا جدا ہر ہر آیت سے بحث کرتے ہین کہ اون سے آیت منّ وفدا کا منسوخ ہونا ثابت ہوتا ہے یا نہین۔

اول آیت سورہ انفال۔ خدا تعالے نے پیغمبر صاحب سے فرماتا ہے کہ جن سے تو نے

الذین عاهدت منهم ثم ینقضون عهدهم فی کل مرة وهم لا یتقون فاما تثقفنهم فی الحرب فشرد بهم من خلفهم لعلهم یذکرون۔

عہد کیا ہے پہر وہ ہر دفعہ اپنا عہد توڑتے ہین اور عہد توڑنے سے پرہیز نہین کرتے پہر اگر تو اون کو لڑائی مین پاوے تو اون لوگون تک کو جو اونکے پیچھے ہین تتر بتر کردے شاید کہ وہ عبرت پکڑین۔

دوم آیت سورہ براۃ۔ جن مشرکین عرب نے عہد شکنی کی تہی اونکی نسبت خدا تعالی نے

فاذا انسلخ الاشهر الحرم فاقتلوا المشرکین حیث وجدتموهم وخذوهم واحصروهم واقعدوا لهم کل مرصد فان تابوا واقاموا الصلوة واتوا الزکوة فخلوا سبیلهم

اپنے نبی سے فرمایا کہ جب وہ مہینے جن مین لڑائی منع ہے گذر جاوین تو مشرکون کو مارو جہان پاؤ اور اون کو پکڑو اور گھیرو اور بیٹھو اونکی گھات مین ہر گھات کی جگہہ

ان اللہ غفور رحیم ۔

مین پہر اگر وہ کفر سے توبہ کرین اور نماز پڑہین اور زکوۃ دین تو اونکا رستہ چہوڑ دو بیشک اللہ ہے بخشنے والا مہربان ۔

سویم آیت سورہ بقر۔ اللہ صاحب نے فرمایا کہ جو لوگ تمسے لڑتے ہین تم بہی اون سے

وقاتلوهم في سبيل الله الذين يقاتلونكم ولا تعتدوا ان الله لا يحب المعتدين واقتلوهم حيث ثقفتموهم واخرجوهم من حيث اخرجوكم والفتنة اشد من القتل ولا تقاتلوهم عند المسجد الحرام حتى يقاتلوكم فيه فان قاتلوكم فاقتلوهم كذلك جزاء الكافرين ۔

خدا کی راہ مین لڑو اور زیادتی مت کرو بیشک اللہ زیادتی کرنے والون کو دوست نہین رکہتا اور قتل کرو اونکو جس جگہہ پاؤ اور نکالو اونکو جہان سے اونہون نے تمکو نکالا اور فساد کرنا قتل کرنے سے بہی زیادہ سخت ہے اور اون سے کعبہ کے پاس مت لڑو جب تک کہ وہ تمسے وہان نہ لڑین پہر اگر وہ تمسے لڑین تو اونکو مارو یہی سزا ہے کافرون کی ۔

چہارم آیت سورہ نساء۔ اللہ صاحب فرماتا ہے کہ کافر یہ چاہتے ہین کہ اگر تم بہی ویسے

ودوا لو تكفرون كما كفروا فتكونون سواء فلا تتخذوا منهم اولياء حتى يهاجروا في سبيل الله فان تولوا فخذوهم واقتلوهم حيث وجدتموهم ولا تتخذوا

ہی کافر ہوجاؤ جیسے وہ کافر ہین تو سب برابر ہوجاوین سو تم اونمین سے کسی کو اپنا دوست مت سمجہو جب تک کہ وہ خدا کی راہ مین ہجرت کر کر نہ چلے آوین پہر اگر وہ نہ مانین تو اونکو

منهم ولیا ولا نصیرا۔

پکڑو اور اونکو قتل کرو جہان پاؤ اور مت سمجھو اون مین سی کسیکو دوست اور مددگار۔

پنجم آیت سورہ نساء۔ اللہ تعالی فرماتا ہے کہ اب تم پاؤ گے اور لوگونکو جو چاہتے ہین

ستجدون اخرین یریدون ان یامنوکم ویامنوا قومهم کلما ردوا الی الفتنة ارکسوا فیها فان لم یعتزلوا ویلقوا الیکم السلم ویکفوا ایدیهم فخذوهم واقتلوهم حیث ثقفتموهم واولئکم جعلنا لکم علیهم سلطانا مبینا۔

کہ تم سے بہی امن مین رہین اور اپنی قوم سے بہی امن مین رہین جب اوکسائے جاتے ہین فساد کرنے کو تو اوسی مین پلٹ پڑتے ہین پہر اگر وہ تمہارے ساتہ فساد کرنے سے کنارہ کشی نکرین اور تم سے صلح کا پیغام نکرین اور اپنا ہاتہ نروکین تو اونکو پکڑو اور اونکو قتل کرو جہان پاؤ اور ہمنے تمکو اونپر بتا دی دلیل روشن۔

یہ وہ آیتین ہین جن سے کہا جاتا ہے کہ آیت منا وفدا منسوخ ہو گئی ان آیتون مین مشرکین کے قتل کرنے کا حکم ہے پس اگر فرض کیا جاوے کہ یہ آیتین آیت منا وفدا کی ناسخ ہین تو نتیجہ یہ نکلے گا کہ قیدیون کا چہوڑنا جائز نہین بلکہ قتل کرنا چاہیئے مگر اونکا لونڈی وغلام بنانا ثابت نہوگا اور ہمکو اسی مین بحث ہے کہ لونڈی وغلام بنانا جائز نہین مگر ہم صرف اسی پر اکتفا نکرینگے بلکہ ثابت کردینگے کہ ان آیتون سے آیت منا وفدا کا منسوخ قرار دینا صحیح نہین ہے۔

آیت سورہ انفال کی یہود بنی قریظہ کے حق مین نازل ہوئی تھی جنسے ۵ سنہ ہجری مین لڑائی ہوئی تھی - تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے کہ جنکے لیے آیت سورہ انفال نازل

وهم یهود بنی قریظة عاهدهم رسول الله صلی الله وسلم ان لا یمالئو علیه فاعانوا المشرکین بالسلاح و قالوا نسینا ثم عاهدهم فنکثوا ومالئوهم علیه یوم الخندق -

ہوئی وہ یہود بنی قریظہ ہین اون سے رسول خدا صلی اللہ وسلم نے عہد کیا تھا کہ اونکے برخلاف اونکے دشمنون سے مل نہ جاوین پھر اونھون نے مشرکین کو ہتیار دیے اور مشرکین کی مدد کی اور کہنے لگے کہ ہم بھول گئے اسپر دوبارہ اون سے عہد کیا پھر اونھون نے اوس عہد کو توڑ ڈالا اور جنگ خندق مین مشرکین سے مل گئے -

اور تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ ابن عباس نے کہا کہ وہ لوگ بنی قریظہ ہین اونھون نے

قال ابن عباس هم قریظة فانهم نقضوا عهد رسول الله صلی الله علیه وسلم وما لئوا علیه المشرکین بالسلاح فی یوم بدر ثم قالوا اخطانا فعاهدهم مرة اخری فنقضوا ایضا یوم الخندق -

جو عہد کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم سے کیا تھا اوسکو توڑ دیا اور بدر کی لڑائی مین آپ کے برخلاف مشرکین کو ہتیار دیے اور مدد کی پھر کہنے لگے کہ ہمسے خطا ہوئی پھر رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اون سے دوسری دفعہ عہد کیا اور خندق کی لڑائی مین اوسکو بھی اونھون نے توڑ دیا -

پس جبکہ یہ آیت قبل نازل ہونے آیت منفذا کے نازل ہو چکی تھی تو اوسکی ناسخ

کیونکر ہو سکتی ہے۔

علاوہ اسکے کوئی لفظ بھی آیت کا آیت منْ فداء کو منسوخ کرنے والا نہین لفظ فشرد بہم من خلفہم - کسیطرح اساری کے قتل پر اور آیت منْ فداء کے منسوخ ہونے پر دلالت نہین کرتا -

تفسیر کبیر مین لکھا ہے کہ لفظ شرد کا مصدر تشرید ہے اوسکے معنی بدحواس کرکر پراگندہ

التشرید عبارة عن التفریق مع الاضطراب یقال شرد یشرد شردا وشرودا وتشریدا -

کر دینے کے ہین اور عربی زبان کے محاورہ مین اسیطرح اوسکا استعمال ہوتا ہے -

تفسیر بیضاوی مین لکھا ہے کہ تشرید کے معنی بدحواس کرکر تتر بتر کر دینے کے ہین

التشرید تفریق علی اضطراب و قری شرذ بالذال المعجمة کانه مقلوب شذر -

اور بعضون نے لفظ شرد کو جو بے نقطہ والی دال سے ہے شرذ نقطہ والی ذال سے پڑہا ہے گویا کہ شرذ لفظ شذر کا الٹا ہوا ہے -

تفسیر کشاف مین لکھا ہے کہ ابن مسعود فشرذ نقطہ والی ذال سے پڑہتے تھے جسکے

وقراء ابن مسعود فشرذ بالذال المعجمة بمعنی ففرق وکانه مقلوب شذر من قولهم ذهبوا شذر مذر ومنه الشذر الملتقط من المعدن لتفرقه -

معنی یہ ہین کہ پراگندہ کر دے گویا کہ لفظ شذر کا اولٹا ہوا ہے جیسے کہ عرب کے لوگ کہتے ہین کہ وہ لوگ متفرق متفرق ہو کر گئے اور کان سے نکالی ہوئی چیز کو بھی شذر

کہتے ہین کیونکہ وہ بہی کان سے علحدہ ہو جاتی ہے۔

تفسیر مدارک مین لکہا ہے کہ زجاج کا قول ہے کہ فشرد بھم کے یہ معنی ہین کہ اونکے

فشرد بھم قال الزجاج افعل بھم ما تفرق جمعھم و تفرد به من سوابھم

ساتہہ وہ کام کر جس سے اونکا گروہ متفرق ہوجاوے اور جنہون نے وہ کام کیا ہے وہ تنہا رہ جاوین۔

اس لفظ کی اصلیت تحقیق کرنے کے بعد تفسیر کبیر مین لکہا ہے کہ آیت کے معنی

فمعنی الآیة انك ان ظفرت فی الحرب بھولاء الکفار الذین ینقضون العھد فافعل بھم فعلا یفرق بھم من خلفھم ۔ قال عطاء تثخن فیھم القتل حتی یخاف غیرھم وقیل نکل بھم تنکیلا یشرد غیرھم من ناقضی العھد لعلھم یذکرون ذلك النکال فیمنعھم ذلك عن نقض العھد ۔

یہ ہین کہ اگر لڑائی مین ان کافرون پر جنہون نے عہد شکنی کی ہے تو فتح پاوے تو اونکے ساتہہ اسطرح پیش آکہ جو لوگ اونکی پیچہہ لگو ہین وہ سب ڈر کر متفرق ہوجاوین عطا رکا یہ قول ہے کہ اس سے مراد تہی کہ انمین قتل عام کردو اور بعضون نے کہا مراد یہ تہی کہ اونکو اس قسم کی سزا یا ذلت دو کہ اونکے بعد جنکو عہد توڑنے کا خیال ہو

سب متفرق ہوجاوین اور اسبات کا کہ شاید اوسکو یاد رکہین یہ مطلب ہے کہ شاید وہ لوگ جو اونکے سوا ہین اس سزا یا ذلت کو یاد رکہین اور یہ بات اونکو عہد توڑنے سے روکے۔

تفسیر کشاف مین بہی اس آیت کا یہی مطلب لکہا ہے کہ فشرد بهم من خلفهم کے یہ معنی

فشرد بهم من خلفهم ففرق عن محاربتك ومناصبتك بقتلهم شر قتلة والنكاية فيهم من ورائهم من الكفرة حتى لا يجسر عليك احد بعدهم اعتبارا بهم واتعاظا بحالهم۔

ہین کہ لڑنے سے اور بُری طرح قتل کرنے سے اورونمین ذلت وخواری ڈالنے سے باقی کافرون کو جو اونکے سوا ہین پراگندہ کروے تاکہ اوسکے بعد پہر کوئی اون کا سا حال

پیکر تجہیبرات نکرسکے اور اونکے حال سے نصیحت پکڑے۔

تفسیر معالم التنزیل مین بہی یہی مطلب لکہا ہے کہ فشرد بهم من خلفهم کا مطلب

فشرد بهم من خلفهم قال ابن عباس فنكل بهم من ورائهم و قال السعيد ابن جبير وانذر بهم من خلفهم واصل التشريد التفريق والتبديد ومعناه فرق بهم جمع كل ناقض للعهد اى افعل بهؤلاء الذين نقضوا عهدك وجاءوا الحربك فعلا من القتل والتنكيل يفرق منك ويخافك من خلفهم من اهل مكة واليمن۔

ابن عباس نے یہ کہا ہے کہ عہد توڑنے والون کے بعد جو لوگ ہین اونکو بہی ذلیل کروے اور سعید ابن جبیر کا قول ہے کہ جن لوگون نے ابہی عہد نہین توڑا اونکو ڈراوے تشرید کے معنی اصل مین متفرق کردینے اور تنبیہ کرنے کے ہین پس معنی یہ ہوئے کہ تمام لوگون کو جو عہد توڑنے کا خیال رکہتے ہین متفرق اور پریشان کروے اور جن لوگون نے عہد توڑا ہے اور لڑنے کو آئے ہین اون کے ساتہہ

قتل کرنے یا ذلیل وخوار کرنے سے اسطرح پر پیش آ کہ جو لوگ عہد توڑنے مین اُنکے پیچھے ہین یعنی اہل مکہ واہل یمن وہ بھی پریشان ہوجاوین اور ڈرجاوین۔

پس ان تمام تفسیرون سے ظاہر ہے کہ اس آیت مین کوئی صاف حکم قیدیون کے قتل کرنے کا نہین ہے بلکہ جو کافر عہد شکنی کرکے لڑنے کو آمادہ ہوئے اون کے ساتھ اسطرح پر پیش آنا فرمایا ہے جس سے اورون کو عبرت ہوجاوے پس جبکہ اس آیت مین قتل کی تصریح نہین ہے اور نہ قیدیون کا ذکر ہے تو اوس سے نص صریح آیت منا وفداء کی جو بالتخصیص قیدیون کیلیے ہے کیونکر منسوخ ہوسکتی ہے۔

یہود بنی قریظہ نے خود اپنے تئین اس شرط پر سپرد کیا تھا کہ جو سزا عہد شکنی اور لڑنے کی اونکی نسبت سعد ابن معاذ تجویز کرے وہ اونکو دی جاوے اور رسول خدا صلعم نے اس بات کو قبول کرلیا تھا اور اس سے ثابت ہوتا ہے کہ خود رسول خدا صلعم نے اس آیت سے یہ خیال نہین فرمایا تھا کہ خواہ نخواہ اونکے قتل ہی کا حکم ہے اسمین کچھ شک نہین کہ وہ قتل ہوئے مگر نہ کسی حکم منصوص اس آیت سے بلکہ سعد ابن معاذ کی پنچایت سے چنانچہ حدیث بخاری مین یہ واقعہ مذکور ہے کہ ابن سعید خدری نے روایت کی کہ

قال لما نزلت بنو قریظة علی حکم سعد ابن معاذ بعث رسول اللہ صلعم و کان قریبا منه فجاء علی حمار فلما دنا قال رسول اللہ صلعم قوموا الی

جب یہود بنی قریظہ نے سعد ابن معاذ کی پنچایت پر اپنے تئین سپرد کردیا تو رسول خدا صلعم نے سعد ابن معاذ کو جو وہان سے پاس ایک جگہ مین تھے بلایا وہ گدہے

سیدکم فجاء فجلس الی رسول اللہ صلعم فقال لہ ان ھولاء نزلوا علی حکمک قال فانی احکم ان تقتل المقاتلۃ وان تسبی الذریۃ قال لقد حکمت فیہم بحکم الملک۔

پر سوار ہو کر آئے جب کہ وہ قریب پہنچے تو آنحضرت نے لوگون سے کہا کہ اپنے سردار کے لیے کھڑے ہو جاؤ پھر سعد ابن معاذ آئے اور پیغمبر خدا صلعم کے پاس بیٹھے آپ نے اون سے فرمایا کہ ان لوگون نے تمھاری پنچایت پر اپنے تئین سپرد کر دیا ہے سعد ابن معاذ نے کہا کہ مین یہ حکم دیتا ہون کہ جو لوگ انمین لڑنے والے ہین وہ تو قتل کر دیے جاوین اور اونکے بچے قیدی بنا لیے جاوین آپ نے فرمایا کہ تمنے ان لوگون کے حق مین بادشاہ کا سا حکم دیا۔

اِس تمام واقعہ سے جو اس حدیث مین مذکور ہے بخوبی ظاہر ہے کہ بنی قریظہ کے قتل کا کوئی حکم منصوص نہ تھا۔ مگر بعض مکابر یہ بحث کرینگے کہ اس حدیث کے اخیر مین جو لفظ بحکم الملک ہے اوسمین یہ بھی روایت ہے کہ وہ لفظ بحکم الملک ہے لام کے زبر سے بمعنی فرشتہ کے اور ایک روایت مین صاف ہے بحکم اللہ اور اس سے معلوم ہوتا ہے کہ اونکے قتل کا اور اونکے بچّون کو قیدی یا لونڈی و غلام بنا لینے کا خدا کا حکم تہا مگر یہ بحث بیجا ہے اِسلیے کہ ہر گاہ خود وہ آیت موجود ہے اور اوسمین قتل کا کوئی حکم موجود نہین ہے تو اختلاف روایت پر استدلال نہین ہو سکتا معہذا لام کا زبر پڑہنا صرف شبہہ تجنیس خطی ہے اور روایت بخاری کی اسمین زیادہ اعتبار کے لایق ہے اور جس روایت مین لفظ اللہ کا ہے وہ صرف راوی کی سمجھ ہے کہ لفظ ملک بکسر لام سے وہ

خدا سمجھا اور مطابق اپنی سمجھہ کے بجاے لفظ ملک بکسر لام کے لفظ اللہ کہدیا۔

علاوہ اسکے سیرۃ ہشامی مین لکھا ہے کہ منجملہ اساری بنی قریظہ کے زبیر ابن باتا بھی تہا اوسنے ایام جاہلیت مین ثابت ابن قیس ابن شمات پر ایک احسان کیا تھا ثابت نے بعوض اوس احسان کے اوسکی جان بچانی چاہی اور رسول خدا صلعم سے شفاعت کی اور آنحضرت نے اوسکا قتل معاف کیا گو کہ بعد کو وہ اپنی خوشی سے خود مارا گیا لیکن سفارش سے اوسکا خون معاف کرنا اسبات کی دلیل ہے کہ خدا تعالی کی طرف سے اونکے قتل کا حکم نہ تہا بلکہ صرف سعد ابن معاذ کی تجویز تہی۔

بہرحال یہود بنی قریظہ کسی طرح پر قتل ہوئے ہون ہمکو صرف یہ بحث ہی کہ اس آیت سے آیت منوفدا کا منسوخ ہونا لازم آتا ہے یا نہین سو یہ بات علانیہ ثابت ہوگئی کہ کسیطرح اوسکا منسوخ ہونا لازم نہین آتا۔

آیت سورہ توبہ قبل فتح مکہ نازل ہوئی تھی تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ محمد

قال محمد ابن اسحاق ومجاهد وغيرهما نزلت في اهل مكة وذلك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم عاهد قريشا عام الحديبية على ان يضعوا الحرب عشر سنين يامن فيها الناس ودخلت خزاعة في عهد رسول الله صلعم ودخل

ابن اسحاق اور مجاہد دونون نے کہا ہے کہ یہ آیت مکہ والون کے حق مین نازل ہوئی ہے اور یہ بات اسطرح پر ہے کہ رسول خدا صلعم نے حدیبیہ کی لڑائی مین قریش سے معاہدہ کیا تہا کہ دس برس تک لڑائی تہم جاوے کہ اوسمین لوگ

بنو بکر فی عہد قریش ثم عدت
بنو بکر علی خزاعۃ فقاتلت منہا و
اعانہم قریش بالسلاح فلما ظاہر
بنو بکر و قریش علی خزاعۃ و نقضوا
عہدہم خرج عمرو بن سالم الخزاعی
حتی وقف علی رسول اللہ صلعم فقال

ان قریشا اخلفوک الموعدا
ونقضوا میثاقک الموکدا
ہموا بیوتا بالہجیر ہجدا
وقتلونا رکعا و سجدا

فقال رسول اللہ صلعم لا نصرت ان لم
انصرکم وتجہز الی مکۃ سنۃ ثمان
من الہجرۃ ففتح مکۃ -

امن سے رہیں اور بنی خزاعہ رسول خدا صلعم کے معاہدہ مین شامل تھے اور بنو بکر قریش کے معاہدہ مین شامل تھے پہر بنو بکر نے بنو خزاعہ پر زیادتی کی اور اونکو قتل کیا اور قریش نے ہتیار دیکر اونکی مدد کی پس جبکہ بنو بکر اور قریش بنی خزاعہ پر غالب ہو گئے اور اونہون نے عہد توڑ ڈالا تو عمرو بن سالم خزاعی وہان سے چلا اور رسول خدا صلعم پاس آیا اور سامنے کہڑے ہو کر اشعار پڑہے اور اپنا حال بیان کیا اون ہی شعرون مین سے یہ دو شعر ہین جنکا مضمون یہ ہے کہ قریش نے بد عہدی کی اور مستحکم عہد کو توڑ دیا اور ہجیر مین ہمارے گہرون کو لوٹ لیا اور ہمکو رکوع کرتے ہین اور سجدہ کرتے ہین یعنی نماز پڑہتے ہین مار ڈالا رسول خدا صلعم نے یہ حال سنکر فرمایا کہ اگر ہم تمہاری مدد نہ کرین تو ہمنے کچھہ مدد ہی نہین کی چنانچہ سنہ ۸ ہجری مین مکہ والون سے لڑائی کا سامان کیا اور مکہ کو فتح کر لیا -

اس روایت سے صاف ظاہر ہے کہ یہ آیت قبل فتح مکہ نازل ہوئی تھی اور ہمنے

اور ثابت کیا ہے کہ آیت مزوفدا بعد فتح مکّہ نازل ہوئی ہے پس یہ آیت اوس کی ناسخ نہین ہوسکتی۔

بعض مکابر یہ بات کہین گے کہ سورہ برائت کے بعد کوئی سورۃ نازل نہین ہوئی اور اسلیے سورہ محمد صلعم کا جسمین آیت منفدا ہی سورہ برات کے بعد نازل ہونا صحیح نہین ہے مگر یہ کہنا بالکل غلط ہے ایک حدیث مین ذکر آیا ہے کہ سورہ برات اون سورتون کی اخیر سورۃ ہی جو پوری ایک دفعہ اُتری ہین مگر اسکو بھی علمار نے تسلیم نہین کیا اور اس حدیث مین شبہہ کیا ہی چنانچہ ہم اپنے اس قول کی تصدیق کے لیے اوس حدیث کو معہ عالمون کی تشکیک کے اس مقام

في البخاري عن البراء قال اخر سورة نزلت كاملة سورة براة واخر سورة نزلت خاتمة سورة النساء ويستفتونك في النساء قل الله يفتيكم في الكلاله -

في القسطلاني استشكل هذا من حيث انه نزلت شيئاً فشيئاً فالمراد بعضها او معظمها والا ففيها ايات كثيرة نزلت قبل سنة وفاة النبوية -

پر نقل کرتے ہین بخاری مین لکھا ہے کہ برار نے کہا کہ اخیر پوری سورۃ جو نازل ہوئی ہے وہ سورہ برات ہے اور جس سورۃ کا خاتمہ اخیر کو نازل ہوا ہی وہ سورہ نسار ہے۔ قسطلانی نے کہا کہ یہ تو بڑی مشکل کی بات ہے اسلیے کہ سورۃ برات تہوڑی تہوڑی ہوکر اُتری ہے تو اس حدیث کا مطلب سورہ برات کی بعض آیتون کا یا بڑی بڑی آیتون کے اُترنے کا ہوگا کیونکہ سورہ برات مین بہت آیتین ہین جو سال وفات نبوی مین نازل ہوئی ہین۔

اَب ہم اس بحث سے بھی قطع نظر کرتے ہین اور اسباب پر غور کرتے ہین کہ آیت سورہ برات سے آیت من وفدا منسوخ ہو بھی سکتی ہے یا نہین اور کہتے ہین کہ منسوخ نہین ہو سکتی۔

آیت سورہ برات مین دو جملے ہین جنسے آیت من وفدا کے منسوخ ہونے پر استدلال ہو سکتا ہے اوّل فاقتلوا المشرکین اور دوسرا حیث وجدتموھم مگر ان سے استدلال محض غلط ہے۔

اول جملہ فاقتلوا المشرکین مین جو المشرکین کا لفظ ہے اوسکا الف لام استغراق کا تو ہو نہین سکتا کیونکہ اگر استغراق کا ہو تو معنی یہ ہونگے کہ تمام مشرکون کو مار ڈالو اول تو یہ ایسا حکم ہوگا جو طاقت انسانی بلکہ عادت آلہی سے بھی خارج ہے دوسرے تمام احکام جزیہ لینے کے اور صلح کرنے کے بالکل باطل ہو جاوینگے پس ضرور ہے کہ الف لام عہدی ہے پس اس آیت سے نص صریح آیت من وفدا کے منسوخ قرار دینے کو ضرور ہے کہ کسی نص صریح قرآنی سے یہ بات ثابت کی جاوے کہ المشرکین مین اساری مشرکین بھی داخل ہین اور یہ ثابت نہین تو دعوی النسخ باطل ہے۔

دوسرے جملہ حیث وجدتموھم کو اساری سے کچھہ تعلق نہین ہے زمانہ قدیم سے کعبہ کے اندر قتل و خونریزی منع تھی مگر جب مکہ پر چڑہائی ہوئی تو یہ آیت نازل ہوئی کہ مشرک جہان ملین یعنی حرم کے اندر یا حرم کے باہر اونکو مارو پس اس جملہ کو قیدیون کے قتل سے اور منسوخ ہونے آیت من وفدا سے کچھہ تعلق نہین ہے تمام تفسیرون مین بھی اسس

فاقتلوا المشركين الناكثين حيث وجدتموهم
من حل وحرم

جملہ کے یہی معنی لکھے ہین چنانچہ تفسیر
بیضاوی مین لکھا ہے کہ عہد توڑنے والے
مشرکین کو مارو جہان پاؤ کعبہ کے اندر یا کعبہ کے باہر۔

تفسیر مدارک مین لکھا ہے کہ اون مشرکون کو جنہون نے تمہارا عہد توڑ ڈالا اور تم

فاقتلوا المشركين الذين نقضوا عهدكم و
ظاهروا عليكم حيث وجدتموهم
من حل وحرم۔

سے لڑائی ٹھانی مار وجہان پاؤ کعبہ کے
اندر یا کعبہ کے باہر۔

تفسیر احمدی مین لکھا ہے کہ جن مشرکون نے تمہاری نافرمانی کی ہے اور تم سے لڑائی

فاقتلوا المشركين الذين عصوكم
فظاهروا عليكم حيث وجدتموهم
من حل وحرم۔

ٹھانی ہے اونکو مار وجہان پاؤ کعبہ کے
اندر یا کعبہ کے باہر۔

تفسیر کشاف مین لکھا ہے کہ مشرکون کو مارو یعنی اونکو جنہون نے تم سے عہد شکنی کی

فاقتلوا المشركين يعني الذين نقضوكم
وظاهروا عليكم حيث وجدتموهم
من حل وحرم۔

ہے اور تمسے لڑائی ٹھانی ہے جہان
پاؤ کعبہ کے اندر یا کعبہ کے باہر۔

تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ کافرون کو مارو جہان پاؤ کعبہ کے اندر یا کعبہ کے

فاقتلوا المشركين حيث وجدتموهم في

باہر۔

حل او حرم ـ

معہذا ان تمام آیتون مین جو مشرکین کے قتل کا حکم ہے وہ عین لڑائی کی حالت مین ہے اس سے اور آیت منّ و فدا سے جو بعد ختم ہونے لڑائی کے اون لوگون سے علاقہ رکہتی ہے جو قید ہوگئے ہین اور لڑنے پر قادر نہین ہین کیا تعلق ہے احکام حالات مختلفہ ایک دوسرے کے ناسخ نہین ہو سکتے ـ

آیت سورہ بقر بہی صلح حدیبیہ مین جو سنہ ۶ ہجری مین ہوئی تہی قبل نزول آیت منّ فدا نازل ہوئی تہی اور اسلیے اوسکی ناسخ نہین ہوسکتی ـ تفسیر معالم التنزیل مین ابن عباس سے روایت لکہی ہے کہ یہ آیت حدیبیہ کی صلح مین نازل ہوئی ہے بات یہ ہوئی کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم معہ اپنے اصحابون کے جو چودہ سو تہے عمرہ کے لیے تشریف فرما ہوئے جبکہ حدیبیہ مین پہنچے تو مشرکین نے مکّہ مین آنے سے روکا اوسوقت اسبات پر صلح ہوئی کہ اب کے برس تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم پہر جاوین اور اگلے برس اونکے لیے تین دن تک مکّہ خالی کردینگے تاکہ وہ

عن ابن عباس نزلت هذه الاية في صلح الحديبيه وذلك ان رسول الله صلى الله عليه وسلم خرج مع اصحابه للعمرة وكانوا الفا واربع مائة فساروا حتى نزلوا الحديبية فصدهم المشركون من البيت الحرام فصالحهم على ان يرجع عامة ذلك على ان يخلوا له مكة عام قابل ثلثه ايام فيطوف بالبيت فلما كان العام القابلة تجهز به رسول الله واصحابه لعمرة

القضاء وخافوا ان لا تفي قريش بما
قالوا وان يصدوهم عن البيت الحرام
وكره اصحاب رسول الله صلى الله عليه
وسلم قتالهم في الشهر الحرام وفي الحرم
فانزل الله تعالى وقاتلوهم في سبيل
الله يعني محرمين الذين يقاتلونكم يعني
قريشا ولا تعتدوا فتبدؤا بالقتال في
الحرم محرمين ان الله لا يحب المعتدين

خانہ کعبہ کا طواف کرین جب اگلا برس آیا تو رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے عمرہ قضا کے لیے سامان درست کیا اور اسبات کا خوف ہوا کہ ایسا نہو کہ قریش اپنا اقرار پورا نکرین اور جو کہا ہے وہ نکرین اور مکّہ مین جانے سے روکین اور پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب اون مہینون مین جنمین لڑائی منع تھی اور نیز مکّہ مین لڑنا برا جانتے تھے پس خداتعالی نے یہ آیت نازل کی کہ خدا کی راہ مین یعنی احرام باندہے ہوئے اون لوگون سے لڑو جو تم سے لڑین یعنی قریش سے اور تم زیادتی مت کرو کہ تم ہی حرم مین پہلے سے لڑائی شروع کرو بیشک زیادتی کرنے والونکو اللہ دوست نہین رکہتا۔

قطع نظر اسبات سے کہ یہ آیت قبل آیت منّ و فدا کے نازل ہوئی تھی اسبات پر بہی غور کرنا چاہیئے کہ اس آیت سے آیت منّ و فدا منسوخ بہی ہوسکتی ہے یا نہین سو ظاہر ہے کہ کسیطرح منسوخ نہین ہوسکتی اسلیے کہ اس آیت مین جو حکم ہے وہ خاص اون اہل مکّہ کے لیے ہے جو برخلاف عہد کے لڑنے پر طیار ہون تمام مشرکین سے متعلق نہین ہے پس قیدی جو بعد قید کے لڑنے پر قادر نہین رہتے اس حکم مین داخل نہین ہوسکتے۔

بعض مکابر کیا عجب ہے کہ لفظ حیث ثقفتموهم سے آیت منّ و فدا کے منسوخ ہونیکے

امکان پر استدلال کرین (اگرچہ آج تک کسی عالم نے جنکے وہ مقلد ہین استدلال نہین

حیث ثقفتموهم وجدتموهم فی حل او حرم۔

کیا (اسلیے کہ گو تفسیر کشاف مین لکھا ہے کہ حیث ثقفتموهم کے وہی معنی ہین

جو حیث وجدتموهم کے ہین یعنی اونکو مارو جہان پاؤ کعبہ کے اندر یا کعبہ کے باہر لیکن اور تفسیرون مین اسکے معنی ایسے لکھے ہین جنسے قیدیون کا قتل کرنا بھی پایا جاتا ہے چنانچہ تفسیر معالم التنزیل مین لکھا ہے کہ اخیر آیت سے کہ اونکو مارو جہان پاؤ پہلی آیت

واقتلوهم حیث ثقفتموهم نسخت الاٰیة الاولی بهذه الاٰیة واصل الثقافة الحذق والبصر بالامر ومعناه اقتلوهم حیث ابصرتم مقاتلتهم وتمکنتم من قتلهم

یعنی یہ کہ انہین کو مارو جو لڑین منسوخ ہوگئی (سبحان اللہ کیا عمدہ مذہب ہے جسمین آیت کا شروع آیت کے اخیر سے منسوخ ہوجاتا ہے کلام آلہی کا ہے کو ہوا ہنسی ٹھٹا ہوگیا) ثقافۃ کے معنی کسی چیز کو بغور

دیکھنے کے ہین پس معنی یہ ہوے کہ کافرون کے لڑنے والون کو جہان دیکھو اور اونکے قتل پر قابو پاؤ مار ڈالو۔

اور تفسیر مدارک مین لکھا ہے کہ اونکو مارو جہان پاؤ ثقف کے لفظ کے معنی پکڑ کر اور غلبہ کر کر پانے کے ہین اور آیت مین جو یہ حکم ہے کہ اونکو نکالو جہان سے اونہون نے تمکو

واقتلوهم حیث ثقفتموهم وجدتموهم والثقف الوجود علی وجه الاخذ والغلبة

نکالا ہے اوس سے مراد مکہ ہے اس آیت مین خدا تعالی نے مسلمانون سے مکہ کے

والخرجوهم من حيث اخرجوكم اي من مكة وعدهم الله تعالى فتح مكة بهذه الاية وقد فعل رسول الله عليه وسلم بمن لم يسلم منهم يوم الفتح۔

فتح ہونے کا وعدہ فرمایا اور جب مکہ فتح ہوا تو پیغمبر خدا صلعم نے اونکے ساتھہ جو مسلمان ہوئے ایسا ہی کیا جیسا کہ اس آیت مین لکھا ہے۔ پس ان دونون تفسیرون سے قیدیون کا قتل کرنا جایز پایا جاتا ہے اور جب وہ جایز ٹھہرا تو آیت منًا وفداءً کا منسوخ ہونا لازم آگیا۔

مگر یہ تمام تقریر محض غلط اور بالکل دہوکا ہے۔ اگر فرض کیا جاوے کہ اس آیت مین قیدیونکے ہی قتل کا حکم ہی تو ہر گاہ یہ آیت قبل آیت منًا وفداءً نازل ہوئی ہی اور آیت منًا وفداءً اوسکے بعد تو آیت منًا وفداءً اسکی ناسخ ٹھہرے گی نہ یہ آیت۔ علاوہ اسکے کیسا تعجب ہے کہ تفسیر کو جو قول مفسر یا راے مفسر سے زیادہ رتبہ نہین رکہتی نص صریح قرآنی کا جسکے کلام آلہی ہونے مین کچھہ شبہہ نہین ہے ناسخ قرار دیا جاوے۔ قطع نظر ان سب باتون کے جو تفسیر آیت کی صاحب معالم التنزیل نے کی ہے اوس سے تو قیدیون کا قتل کرنا پایا نہین جاتا کیونکہ وہ یہ کہتا ہے کہ شروع آیت مین یہ حکم تہا کہ جو لڑین اون ہی کو مارو تو اوس حکم سے یہ لازم آتا تہا کہ جب تک کوئی مشرک پہلے وار نکرے اوسوقت تک اوسکو نہ مارو اخیر آیت سے یہ حکم منسوخ ہوگیا اور یہ حکم ہوا کہ اونکے لڑنے والون کو جہان دیکھو مار ڈالو اونکے پہلے وار کرنے کے منتظر نہ ہو پس قیدی اس تفسیر سے بہی خارج ہین اسلیے کہ قید ہونیکے بعد اونمین لڑنے اور مقاتلہ کرنے کی طاقت نہین رہتی اور اسلیے وہ مقاتلتھم کے لفظ مین داخل نہین رہتے۔

صاحب تفسیر مدارک نے جو معنی ثقفت کے گھڑے ہین اول تو وہ قابل تسلیم نہین کیونکہ ثقفت کے معنی پکڑ کر اور غلبہ کر کر پانے کے جو اوستے بیان کیے ہین جن سے قیدی پن نکلتا ہے اوسکی کوئی سند نہین ہے معہذا وہ صاف صاف قیدیون پر دلالت بھی نہین کرتے کیونکہ مقاتلین کی نسبت بھی صادق آسکتے ہین - قطع نظر ان سب باتون کے اگر بالکل تقریر مخالفین تسلیم کر لی جاوے تو جو حکم اس آیت مین ہو وہ مخصوص اہل مکہ سے ہوگا جنکی نسبت متعدد احکام مخصوصہ صادر ہوئے تھے اور اسلیے عمومیت آیت منا وفدا کا مخصص ہوگا نہ مبطل اسلیے کہ آیت منا و فدا عام ہے اور احکام عام کے برخلاف جو کوئی حکم خاص صادر ہوتا ہے تو وہ حکم خاص اوس حکم کا مخصص ہوتا ہے یا وہ حکم خاص اوس حکم عام سے مستثنی سمجھا جاتا ہے نہ اوس حکم عام کا مبطل کیونکہ وہ حکم عام اپنے باقی افراد کے لیے بدستور نافذ و بحال رہتا ہے پس نتیجہ مخالفین کی تقریر کو تسلیم کرنے کے بعد بھی یہ نکلیگا کہ تمام قیدیون کو سواے قیدیان مشرکین مکہ کے یا احسان رکھکر یا فدیہ لیکر چھوڑ دو اور ہمارا مطلب بھی اسیقدر ہے -

اب باقی رہ گئین سورہ نسار کی آیتین وہ بھی قبل فتح مکہ یعنی قبل نزول آیت منا و فدا نازل ہوئی ہین اور اسلیے اوسکی ناسخ نہین ہوسکتین - علاوہ اسکے ان آیتون مین بھی وہی لفظ حیث وجدتموھم ہے جسکی نسبت ہم اوپر بحث کر آئے ہین کہ قیدیون سے متعلق نہین ہے اور اسلیے آیت منا و فدا کا ناسخ نہین ہوسکتا اور جو کہ علما حنفیہ مین سے بھی کسی عالم نے ان آیتون کو ناسخ آیت منا و فدا نہین کہا ہے اسلیے ہمکو بھی اور زیادہ بحث کرنیکی

کچھہ ضرورت نہین ہے۔

اب ہم آیت منّ و فدا کے غیر منسوخ ہونے کو ثابت کرنے کے لیے اور اسبات کے ثابت کرنے کے لیے کہ قیدیون کے ساتھہ بجز من یا فدا کے اور کچہہ نہین ہوسکتا ایسی دلیل بیان کرنے پر متوجہ ہوتے ہین جسمین کسیکو گفتگو کا محل نرہے گا اور وہ یہ ہے کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسول خدا صلعم نے نہ کسی قیدی کو قتل کیا نہ کسی کو لونڈی و غلام بنایا بلکہ سب کو بلا استثناے احدی احسان رکھکر یا فدیہ لیکر چھوڑ دیا اور اس سے ثابت ہوا کہ آیت منّ و فدا منسوخ نہین ہوئی اور قیدیون کا لونڈی و غلام بنانا جایز نہین رہا چنانچہ ان جملہ امور کو باب آیندہ مین بیان کرتے ہین واللہ المستعان۔

باب ششم

اسبات کے بیان مین کہ بعد نزول آیت حریت کے جناب رسولخدا صلعم نے کسی قیدی کو لونڈی و غلام نہین بنایا

اگرچہ عرب مین زمانہ جاہلیت سے لڑائی کے قیدیون کو قتل کرنے اور لونڈی و غلام بنا لینے اور فدیہ لیکر اور احسان رکھکر چھوڑ دینے کا رواج تھا اور جب تک کہ اسلام مین کوئی حکم نسبت قیدیون کے نہین آیا ایسا ہی ہوتا رہا لیکن بعد نزول آیت منّ و فدا کے (جسمین قیدیون کی بابت احکام ہین) جسقدر غزوات ہوئے کسی غزوہ کے قیدی

لونڈی وغلام نہین بنائے گئے بلکہ احسان رکھکر یا فدیہ لیکر چھوڑ دیے گئے اور اوسکے برخلاف رسول خدا صلعم نے کبھی نہین کیا یہانتک کہ اس دنیا سے رحلت فرمائی وھذا ما یدور علیہ رحی الاسلام وھذا ھو مذھب الاسلام اور یہی ہے مسئلہ مذہب اسلام کا اب ہم اپنے اس کلام کے اثبات کو اُن غزوات کے قیدیون کا جو بعد نزول آیت منّا وفدا ہوئے تھے ذکر کرتے ہین۔

اول اساری بطن مکہ۔ اُنہین دنون مین جبکہ مکہ فتح ہوا اسّی آدمی جو جبل تنعیم سے لڑنے کو اُترے تھے قید ہوئے اور جناب رسولخدا صلعم نے احسان رکھکر سب کو چھوڑ دیا۔

خود خدا تعالی نے قرآن مجید مین اسکا ذکر فرمایا ہے کہ وہ خدا ہے جسنے روکے ہاتھ

وھو الذی کف ایدیھم عنکم وایدیکم عنھم ببطن مکة من بعد ان اظفرکم علیھم۔

کافرون کے تم سے اور تمہارے ہاتھ اون سے مکہ کے بیچ مین بعد اسکے کہ فتح مند کیا تمکو اونپر۔

صحیح مسلم کی حدیث مین بھی اسکا ذکر ہے اور انس سے روایت کی ہے کہ اسّی آدمی مکہ

عن انس ان ثمانین رجلا من اھل مکة ھبطوا علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم من جبل التنعیم متسلحین یریدون غرة النبی صلی اللہ علیہ وسلم فاخذھم سلما فاستحیاھم وفی روایة

والون مین رسول خدا صلعم سے لڑنے کو جبل تنعیم سے اُترے پہر اونکو پکڑ لیا اسطرح پر کہ اونہون نے اپنے تئین سپرد کر دیا پہر اونکو زندہ رہنے دیا یعنی قتل نہین کیا اور ایک روایت مین ہے کہ اونکو چھوڑ دیا پس یہ آیت

فاعنقهم فانزل الله تعالی وهو الذی کف ایدیهم عنکم وایدیکم عنهم ببطن مکة من بعد ان اظفرکم علیهم۔

اُتری کہ وہ خدا ہے جسنے روکے ہاتہہ کافرون کے تم سے اور تمہارے ہاتہہ اون سے مکہ کے بیچ مین بعد اسکے کہ فتحمند کیا تمکو اون پر۔

تمام علما راور مفسرین اور اہل سیر اسبات کے قایل ہین کہ یہ لشکرکشی بعد فتح مکہ ہوئی اور خود قرآن مجید کی آیت سے بہی یہی ثابت ہوتا ہے مگر بعض لغو روایتون مین ہے کہ یہ واقعہ حدیبیہ مین قبل فتح مکہ ہوا تہا لیکن جبکہ سب لوگ اوس روایت کو مردود جانتے ہین تو اوسپر زیادہ بحث کرنے کی ضرورت نہین۔

دوم اساری غزوہ بنی خذیمہ۔ کرمانی کہتا ہے کہ یہ ایک قبیلہ ہے عبد قیس کا اور سیوطی

قال الکرمانی هے قبیلة من عبد القیس قال السیوطی فی التوشیح کان البعث الیهم فی شوال عقیب الفتح۔

نے توشیح مین کہا ہے کہ اونپر لشکرکشی شوال کے مہینے مین مکہ فتح ہونے کے بعد ہوئی تہی۔

مواہب لدنیہ مین لکہا ہے کہ خالد ابن ولید تہوڑا سا لشکر لیکر بنی خذیمہ پر جو عبد قیس کے

ثم سریة خالد بن الولید الی بنی خزیمة قبیلة من عبد القیس اسفل مکة علی لیلة بناحیة یلملم فی شوال سنه ثمان وهو یوم الغیصا بعثه علیه السلام

قبیلہ مین سے ہے مکہ کے اُتر ایک رات کی راہ پر یلملم کی طرف شوال سنہ ہجری مین غیصا کے دن روانہ ہوئے اون کو رسول خدا صلعم نے عزی توڑ کر پہر آنے کے

لما رجع من هدم العزى وهو صلعم مقيم بمكة ـ

بعد بہیجا تہا اور خود رسول خدا صلعم مکہ مین مقیم تھے ـ

اس غزوہ کی جو حدیث بخاری مین ہے اوسکو ہم تو اپنے استنباط کے موافق سمجھتے ہین اور شاید ہمارے مخالف اوسکو اپنے مفید سمجھین اسلیے اوسکو لکھہ کر اپنے استنباط کا اثبات اور مخالفین کے استدلال کی تردید کرتے ہین اور وہ حدیث یہ ہے کہ سالم نے روایت کی کہ اوسکے باپ نے کہا کہ پیغمبر خدا صلعم نے خالد ابن ولید کو لشکر دیکر بنی خزیمہ پر بہیجا خالد نے اونکو کہا کہ تم

عن سالم عن ابيه قال بعث النبي صلعم خالد بن الوليد الى بني خزيمة فدعاهم الى الاسلام فلم يحسنوا ان يقولوا اسلمنا فجعلوا يقولون صبانا صبانا فجعل خالد يقتل ويأسر ودفع الى كل رجل منا اسيره حتى اذا كان يوم امر خالد ان يقتل كل رجل منا اسيره فقلت والله لا اقتل اسيري ولا يقتل رجل من اصحابي اسيره حتى قدمنا الى النبي صلعم فذكرناه له فرفع النبي صلعم يده فقال اللهم اني ابرء اليك مما

مسلمان ہوجاؤ تو اون سے اسلمنا کا لفظ تو اچھی طرح ادا نہو سکا صبانا صبانا کہنے لگے ـ پس خالد نے اونکو قتل کرنا شروع کیا اور ہر ایک کا قیدی اوسیکے سپرد کردیا جب دوسرا دن ہوا تو خالد نے حکم دیا کہ ہر شخص اپنے قیدی کو مار ڈالے پس سالم کے باپ نے کہا کہ خدا کی قسم مین تو اپنا قیدی نہین مارنے کا اور نہ میرے ساتھیون مین سے کوئی اپنے قیدی کو ماریگا جبکہ ہم رسول خدا صلعم پاس آئے تو ہمنے ان سب باتون کا ذکر کیا یہ سنکر پیغمبر خدا صلعم نے اپنے

صنع خالد مرتین۔ ہاتھہ اوٹھائے اور دو دفعہ کہا کہ بار خدایا جو کچھہ خالد نے کیا ہے مین اپنی برأت تیرے سامنے اوس سے ظاہر کرتا ہون۔

ہمارے مخالف تو اس حدیث سے یہ استدلال کرینگے کہ اس غزوہ مین جو بعد فتح مکّہ ہوا خالد نے قیدیون کو قتل کیا اور اونکے قتل کا حکم دیا پس معلوم ہوتا ہے کہ آیت منّاً و فداً منسوخ ہو چکی تھی یا اوس سے صرف منّاً و فداً مین حصر مقصود نہ تھا۔

مگر یہ دلیل دو وجہ سے غلط ہے اول تو خالد کا فعل ناسخ آیت قرآنی نہین ہو سکتا دوسرے اور بہت سے اصحابون کا جو خالد کے ساتھ تھے قیدیون کے قتل سے انکار کرنا اسبات کی دلیل ہے کہ وہ نزول آیت منّاً و فداً سے واقف تھے اور کیا عجب ہے کہ اُسوقت تک حضرت خالد واقف نہوے ہون اسلیے کہ ابھی آیت کو نازل ہوئے صرف کئی دن ہوئے تھے اور خالد بن ولید اون دنون مین لڑائیون مین مصروف تھے۔

یہ نہ سمجھنا چاہیے کہ جن لوگون نے قیدیون کے قتل سے انکار کیا اونکو صبانا کے لفظ سے اسبات کا شبہہ ہوا تھا کہ وہ مسلمان ہو گئے تھے کیونکہ اگر وہ اونکو مسلمان سمجھتے تو قید ہی کاہے کو کرتے۔

کیا لطیفہ ہے کہ خالد سے اس غزوہ مین دو قصور ہوئے تھے ایک یہ کہ صبانا کے لفظ سے جو مقصد اون لوگون کا تھا وہ نہ سمجھے دوسرے یہ کہ قیدیون کے قتل کا حکم دیا تھا اسی لیے دو دفعہ رسول خدا صلعم نے خدا کے سامنے اپنی صفائی خالد کے کام سے عرض کی۔

غرضکہ یہ واقعہ اس وجہ سے کہ خلاف مرضی رسول خدا صلعم کے ہوا اور آنحضرت نے اپنی ناراضی

اوس سے ظاہر کی ہمارے استنباط کا مثبت اور ممد و معاون ہے اور ہمارے مخالفون کے مفید نہین۔

سوم اساری ہوازن۔ ہوازن کے قیدیون کو رسول خدا صلعم نے احسان رکھکر اور جو لوگ احسانا چھوڑنا نہ چاہتے تھے اونکو اونکا فدیہ دیکر چھوڑ دیا اور اس سے ثابت ہوگیا کہ غازیون کا جنہون نے کافرون کو قید کیا ہو بجز فدیہ لینے کے اور کچھہ حق قیدیون پر نہین ہے۔

اسارائے ہوازن کا ذرا لمبا قصہ ہے چند حدیثون مین بھی وہ قصہ مذکور ہے اور سیر کی کتابون مین بھی اوسکی روایتین ہین اور اون مین بہت باتین ہمارے استنباط کی معاون ہین اور بعض الفاظ ایسے ہین جنکو ہمارے مخالف اپنے مفید سمجھتے ہونگے اس لیے اولاً اون تمام حدیثون اور روایتون کو بجنسہ لکھتے ہین اور پھر اون سے جو کچھہ استنباط ہوتا ہے اوسکو بیان کرتے ہین۔

سیرۃ ہشامی مین لکھا ہے کہ تمام قیدی اور مال جو حنین کی لڑائی مین ہاتھہ آیا تھا

ثم جمعت الی رسول اللہ صلعم سبایا حنین واموالہا وکان علی المغانم مسعود بن عمرو الغفاری وامر رسول اللہ صلعم بالسبایا والاموال الی الجعرانۃ فحبست بہا۔	رسول خدا صلعم پاس جمع کیا گیا اور غنیمت پر مسعود بن عمر الغفاری متعین تھے اور رسول خدا صلعم نے تمام قیدیون کو اور مال کو جعرانہ مین لیجانے کا حکم دیا اور وہین وہ رکھے گئے۔

اور سیرت محمدی مین لکھا ہے کہ رسول خدا صلعم نے قیدیون کے اور لوٹ کے مال

وامر رسول الله بجمع السبي والغنايم
فجمع ذلك كله وحدروه الى الجعرانة
فوقف بها الى ان انصرف رسول الله
من الطايف وكان السبي ستة
الآف راس + + + + + + +
اخرج البخاري في تاريخه والبغوى
عن هزيل ابن ورقاء وقال في
الاصابة اسناده حسن ان رسول
الله صلعم امره ان يحبس السبايا و
الاموال يوم حنين بالجعرانة حتى
يقدم عليه والجعرانة بسكون العين و
تخفيف الراء + + + + + + + +
واخرج ابن عساكر في تاريخه عن
ابن المسيب ان رسول الله صلعم سبى
يوم حنين ستة آلاف من غلام و
امرأة -

جمع کرنے کا حکم دیا چنانچہ وہ سب جمع کیے گئے اور
جعرانہ مین بہیجدیئے گیے اور رسولخدا صلعم کے طایف
سے مراجعت فرمانے تک وہین رہے اور
قیدی چہہ ہزار آدمی تھے اور بخاری نے
اپنی تاریخ مین اور بغوی نے ہزیل ابن
ورقاء سے یہ روایت کی ہے اور اصابہ
مین لکہا ہے کہ اسکی سند اچہی ہے کہ
رسول خدا صلعم نے اپنے تشریف لانے
تک قیدیون کے اور مال کے جعرانہ مین
رہنے دینے کا حکم دیا تہا - اور ابن عساکر
نے اپنی تاریخ مین مسیب سے یہ روایت کی
ہے کہ رسول خدا صلعم نے حنین کی لڑائی
مین چہہ ہزار لڑکے اور عورتین قید کی
تہین -

بخاری مین اسی واقعہ کی بابت یہ حدیث ہے کہ جب ہوزان کے لوگ مسلمان ہوکر

ان رسول الله صلى الله عليه وسلم قام
حين جاءه وفد هوازن مسلمين فسالوه
ان يرد اليهم اموالهم وسبيهم فقال
لهم رسول الله صلى الله عليه وسلم
معي من ترون واحب الحديث الي
اصدقه فاختاروا احدى الطائفتين
اما السبي واما المال وقد كنت استأنيت
بكم وكان انظرهم رسول الله صلى
الله عليه وسلم بضع عشرة ليلة حين قفل
من الطائف فلما تبين لهم ان رسول الله
صلى الله عليه وسلم غير راد اليهم الا
احدى الطائفتين قالوا فانا نختار سبينا
فقام رسول الله صلى الله عليه وسلم في
المسلمين فاثنى على الله بما هو اهله ثم
قال اما بعد فان اخوانكم قد جاؤنا تائبين
واني قد رايت ان ارد اليهم سبيهم
فمن احب منكم ان يطيب ذلك فليفعله

آئے اور رسول خدا صلعم سے سوال کیا
کہ اون کا مال اور اونکے قیدی اونکو پھیر
دیے جاوین تو رسول خدا صلعم کھڑے
ہوئے اور اون سے فرمایا کہ مین پسند
کرتا ہون جو تم چاہتے ہو مگر ٹھیک بات
کہنی مجھے پسند ہے تم دونون مین سے
ایک چیز اختیار کر لو یا تو قیدی ہی لے لو
یا مال ہی لے لو مین بیشک تمسے انس
رکھتا ہون رسول خدا صلعم نے طایف
سے پھر کر دس سے بھی زیادہ رات تک
ان لوگون کے آنے کا انتظار کیا تھا
غرضکہ جب اون لوگون کو معلوم ہو گیا کہ
رسول خدا صلعم دونون چیزین نہین پھیرینگے
بلکہ اون مین سے ایک دینگے تو اونہون
نے کہا کہ ہم قیدیون کو چاہتے ہین پس
رسول خدا صلعم مسلمانون کے بیچ مین کھڑے
ہوئے اور خدا کی تعریف کی جسکا وہ مستحق

ومن احب منکم ان یکون علی حظه حتی
نعطیه ایاه من اول ما یفیء الله علینا
فلیفعل فقال الناس قد طیبنا ذلک
یا رسول الله فقال رسول الله صلی الله
علیه وسلم انا لا ندری من اذن منکم
فی ذلک ممن لم یاذن فارجعوا حتی یرفع
الینا عرفاؤکم امرکم فرجع الناس فکلمهم
عرفاؤهم ثم رجعوا الی رسول الله صلی الله
علیه وسلم فاخبروه انهم قد طیبوا و
اذنوا هذا الذی بلغنی عن سبی
هوازن۔

ہے بہر خدا کی تعریف کے بعد فرمایا کہ یہ
تمہارے بھائی توبہ کرکر آئے ہین اور مین
چاہتا ہون کہ اونکے قیدی اونکو پھیر دون
پس جس کسی کو یہ بات اچھی لگے وہ کرے
اور جو شخص چاہے کہ اپنا حصہ نچھوڑے
تو وہ ویسا کرے یہان تک کہ دیا جاویگا
اوسکا حق اوس مال سے جو سب سے اول
خدا ہمکو دیگا لوگون نے عرض کیا کہ ہم آپ ہی
کی بات کو پسند کرتے ہین رسول خدا صلعم
نے فرمایا کہ ہم نہین جانتے کہ کس نے
ہم مین سے ایک بات کی اجازت دی
اور کس نے نہین دی تم جاؤ تاکہ تمہارے مکھیا یہ بات آنکر کہین سب لوگ گئے اور اپنے
اپنے سرگروہون سے کہا پھر وہ لوگ رسول خدا صلعم پاس آئے اور اطلاع کی کہ سب لوگ
پسند کرتے ہین اور اجازت دیتے ہین یہ قصہ ہوازن کا ہے جسکی اطلاع ہمکو ہوئی ہے۔

سیرت ہشامی مین اس قصہ کو اسطرح پر لکھا ہے کہ بارادہ جہاد تشریف لیگئے رسول اللہ

ثم خرج رسول الله صلعم حین
انصرف عن الطائف علی دحنا حتی

صلی اللہ علیہ وسلم جبکہ مراجعت فرمائی آپ
نے طایف سے اوپر دحنا کے یہان تک

نزل الجعرانة فيمن معه من الناس
ومعه من هوازن سبي كثير وقد
قال له رجل من اصحابه يوم ظعن ثقيف
يا رسول الله ادع عليهم فقال رسول
الله صلعم اللهم اهد ثقيفا وائت بهم
ثم اتاه وفد هوازن بالجعرانة
وكان مع رسول الله صلعم من سبي
هوازن ستة آلاف من الذراري
والنساء ومن الابل والاشياء مما
لا يدري ما عدته قال ابن اسحاق
فحدثني عمرو بن شعيب عن ابيه عن
جده عبد الله بن عمرو ان وفد هوازن
اتوا رسول الله صلعم وقد اسلموا فقالوا
يا رسول الله قد اصابنا من البلاء ما لم
يخف عليك فامنن علينا من الله عليك
قال ابن اسحق فحدثني عمرو بن شعيب عن
ابيه عن جده عبد الله بن عمرو قال

کہ پہونچے آپ جعرانہ مین معہ اپنے ہمراہیون
کے اور آپ کے ساتھہ قوم ہوازن کے
بہت سے قیدی تھے اور جب آپ نے
بنی ثقیف سے لڑنے کے لیے سفر کیا
تو اس سفر مین آپ کے صحابہ مین سے
کسی نے کہا تہا کہ یا رسول اللہ آپ اس
قوم کے لیے بددعا فرمایئے چنانچہ
آنحضرت نے فرمایا تہا کہ اے اللہ ہدایت
کر قوم ثقیف کو اور مطیع کردے اسکو چنانچہ
آیا ایک گروہ ہوازن کا مقام جعرانہ مین
اور آنحضرت کے ساتھہ قوم ہوازن کے
قیدیون مین سے چھہ ہزار بچے اور عورتین
تھین اور اونٹ اور اَور چیزین اسقدر
تھین جنکی کچھہ شمار نہ تھی کہا اسحاق نے
یہہ بیان کیا مجھہ سے عمرو بن شعیب نے اپنے
باپ سے سنکر اور اوسکے باپ نے اپنے
باپ سے سنکر جسکا نام عبد اللہ بن عمرو تہا یہ

فقال رسول الله صلعم ابناءکم ونساء
کم احب الیکم ام اموالکم فقالوا یا
رسول الله خیرتنا بین اموالنا واحسابنا
بل ترد الینا نساءنا وابناءنا فهو احب
الینا فقال لهم اما ما کان لی ولبنی
عبد المطلب فهو لکم واذا انا صلیت
الظهر بالناس فقوموا فقولوا انا
نستشفع برسول الله الی المسلمین وبالمسلمین
الی رسول الله فی ابنائنا ونساءنا
فساعطیکم عند ذلك واسأل لکم - فلما صلی
رسول الله صلعم بالناس الظهر قاموا
فتکلموا بالذی امرهم به فقال رسول
الله صلعم اما ما کان لی ولبنی
عبد المطلب فهو لکم فقال المهاجرون
ما کان لنا فهو لرسول الله صلعم فقال
الاقرع بن حابس اما انا وبنو تمیم فلا
قال عیینة بن حصن واما انا وبنو فزارة فلا -

کہ گروہ ہوازن کا آیا رسولخدا کے پاس اور
سب نے اسلام قبول کر لیا تھا اور کہا اوس
گروہ نے کہ یا رسول اللہ جو کچھ ہمپر مصیبت
پڑی وہ آپ سے کیا پوشیدہ ہے پس آپ
ہمپر احسان کریں اللہ آپکو اوسکا عوض دے
کہا ابن اسحاق نے پس روایت کی مجھہ
سے عمر بن شعیب نے اور اوس سے اوسکے
باپ نے اور اوسکے باپ سے اوسکے دادا
نے جنکا نام عبداللہ بن عمر تھا کہ فرمایا
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اون لوگون
سے آیا تمکو اپنی اولاد اور عورتین زیادہ
پیاری ہین یا مال زیادہ پیارا ہے پس
اونھون نے جواب دیا کہ یا رسول اللہ مخیر
کر دیا آپ نے ہمکو ہمارے مال مین اور
ہمارے بچے اور عورتون مین پس آپ ہمکو ہماری
عورتین اور بچے ہی عنایت کیجیے کیونکہ
وہی ہمکو زیادہ پیارے ہین پس آپ نے

وقال عباس ابن مرداس اما انا وبنو
سليم فلا۔ قالت بنو سليم بلی ما كان
لنا فهو لرسول الله صلعم ۔ قال يقول
عباس لبني سليم وهنتموني فقال
رسول الله صلعم اما من تمسك بحقه
منهم ذا السبي فله بكل سهت
فرايض من اول سبي اصيبه فردوا
الى الناس ابناءهم ونسائهم ۔ قال بن
اسحق وحدثني ابو وجزة يزيد بن عبيد
السعدي ان رسول الله صلعم اعطى
علي بن ابي طالب (رضه) جارية
يقال لها ريطة بنت هلال بن حيان
بن عميرة بن هلال بن ناصرة بن
قصية بن نصر بن سعد بن بكر ۔
واعطى عثمان بن عفان جارية يقال لها
زينب بنت حيان بن عمرو بن حيان ۔
واعطى عمر بن الخطاب جارية فوهبها

ارشاد فرمایا کہ جو میرے اور اولاد بنی مطلب کے
حصہ مین ہین وہ تو ہمنے تمکو عطا کیئن اور
اور باقی کی نسبت یہ بات ہے کہ جب مین
ظہر کی نماز جماعت سے ادا کرون اور سب
لوگ موجود ہون اوسوقت تم اسباب کی
التجا کرنا اور یہ کہنا کہ ہم شفیع لاتے ہین اللہ
کے رسول کو مسلمانون کے پاس اور مسلمانون
کو اللہ کے رسول کے پاس بیچ چھوڑ دینے
اپنی عورتون اور بچون کے پس مین بہی تمکو
تمہاری عورتین دے دونگا اور اورون سے
بہی تمہارے لیے سعی کرونگا اور کہہ سنکر
دلوا دونگا پس جب نماز پڑہی رسول خدا نے
جماعت سے ظہر کی تو کہڑے ہوئے وہ لوگ
اور جیسا آپ نے تلقین کر دیا تہا اوسیطرح
اونہون نے عرض کیا پس فرمایا آنحضرت نے
کہ جو میرے اور اولاد بنی مطلب کے حصہ مین
ہین وہ مینے تمکو دین پس کہا مہاجرین نے

لعبد الله بن عمر ابنه - قال ابن اسحق
فحدثني نافع مولی عبد الله بن عمر
عن عبد الله ابن عمر قال بعثت بها
الی اخوانی من بنی جمح لیصلحوا
لی منها حتی اطوف بالبیت ثم آتیهم
وانا ارید ان اصیبها اذا رجعت الیها
قال فخرجت من المسجد حین فرغت فاذا
الناس یشتدون قلت ما شانکم قال
رد علینا رسول الله صلعم نساءنا وابناءنا
فقلت تلکم صاحبتکم فی بنی جمح
فاذهبوا فخذوها فذهبوا الیها
فاخذوها - قال ابن اسحق واما عیینة
بن حصن فاخذ عجوزا من عجائز
هوازن وقال حین اخذها اری عجوزا
انی لاحسب لها فی الحی نسبا وعسی
ان یعظم فداها فلما رد رسول الله صلعم
السبایا بست فرائض ابی ان یردها فقال

کہ یا رسول اللہ جو ہمارے حصہ مین ہے
وہ بھی آپکا ہے پس کہا اقرع بن حابس نے
کہ یا رسول اللہ ہم اور بنو تمیم نہ دینگے اور
عیینہ بن حصن نے کہا کہ ہم اور بنی فزارہ
بھی نہ دینگے اور عباس ابن مرداس نے
کہا کہ ہم اور بنو سلیم بھی نہ دینگے مگر بنو سلیم
نے کہا کہ نہین جو ہمارا حصہ ہے اوسکے
مالک آنحضرت ہین کہا راوی نے کہ عباس
ابن مرداس بنی سلیم سے کہتا تھا کہ تمنے
میری بات کو پست کر دیا پس فرمایا رسولخدا
نے جس شخص نے اِن قیدیون مین سے
اپنا حق لے لیا ہے اور وہ واپس کر دیگا
اسکو مین بدلے اُوسکے حصہ کے چھ چھ
اونٹ اوس غنیمت مین سے دونگا جو سب
سے پہلے میرے ہاتھ لگے گی پس پھیر دو
اون لوگون کے بچے اور عورتین - کہا
ابن اسحق نے اور روایت کی مجھ سے ابو وجزہ

له زهير ابو صرد خذها عنك فوالله ما فوها ببارد ولا ثديها بناهد ولا بطنها بوالد ولا زوجها بواحد ولا درها بماكد فردها بست فرايض حين قال له زهير ما قال فزعموا ان عيينة لقي اقرع بن حابس فشكى اليه ذلك فقال انك والله ما اخذتها بيضاء غريرة ولا نصفا وثيرة۔

یزید بن عبد السعدی نے یہ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت علی کرم اللہ کو ریطہ نام ایک لونڈی ہلال ابن حیان بن عمرہ بن ہلال بن ناصرہ بن قصیہ بن نصر بن سعد بن بکر کی بیٹی عطا کی تہی اور حضرت عثمان بن عفان (رضی اللہ) کو زینب نام ایک لونڈی بنت حیان بن عمرو بن حیان کی بیٹی عطا فرمائی تہی اور

حضرت عمر ابن الخطاب کو ایک لونڈی عطا کی تہی اور اونہون نے اسکو اپنے بیٹے عبد اللہ ابن عمر کو بخش دیا تہا کہا ابن اسحاق نے پس روایت کی مجہہ سے نافع مولی عبد اللہ ابن عمر نے اور اونہون نے سنا تہا عبد اللہ ابن عمر سے کہ مینے اوس لونڈی کو اپنے بہائیون قوم بنی جمح کے پاس بہیجدیا تہا تاکہ وہ اوسکو رکہین یہانتک کہ مین طواف بیت سے فارغ ہو جاؤن اوسکے بعد اونکے پاس جاؤن اور میرا دل چاہتا تہا کہ جب مین واپس آؤن تو اوس لونڈی سے مصاحبت کرون کہا عبد اللہ ابن عمر نے جبکہ مین مسجد سے فارغ ہو کر نکلا تو لوگونکا جہگمٹ تہا مین نے پوچہا کہ کیا حال ہے کہو تو اونہون نے جواب دیا کہ ہمارے بچون اور عورتون کو رسولخدا نے چہوڑدیا پس مین نے کہا کہ ایک بیوی تمہاری بنی جمح مین ہے وہ بہی تم لیجاؤ پس وہ گئے اور اسکو بہی لے گئے کہا ابن اسحاق نے کہ عیینہ بن حصن نے

ایک بوڑہیا قوم ہوازنکی لی تہی اور جب اوسنے اس بوڑہیا کو لیا تہا تو یہ کہا تہا کہ یہ بوڑہیا میری دانست مین قوم ہوازن مین سے کسی بڑے گہر کی ہے اور غالب ہے کہ مجھکو اسکے عوض مین بہت کچھہ مال ہاتہہ آویگا پس جبکہ رسول خدا نے تمام قیدیون کو رہا کردیا اور لوگون سے وعدہ کیا اونکے عوض مین چہہ چہہ اونٹون کا تو عیینہ نے انکار کیا کہ مین اس بوڑہیا کو نہ دونگا پس زہیر ابو صرد نے کہا کہ نہ تو وہ چندان پاکیزہ دہن ہے اور نہ اوسکی چہاتیان کچھہ اوبہری ہوئی ہین اور نہ وہ جننے کے لایق ہے اور نہ زوج اوسکا ایک ہے اور نہ اوس سے کسی دایمی نفع کی توقع ہے پہر کیون نہین دیدیتا پس عیینہ نے ابو صرد کے اس کہنے سننے سے دیدیا کہا پس گمان کیا اونہون نے یہ کہ عیینہ ملا اقرع بن حابس سے اور شکایت کی اوس سے اسبات کی پس اوسنے کہا کہ واللہ نہین لیا تونے اوسکو کچھہ عاقلہ عزیزہ سمجھکر اور نہ کچھہ کام خدمت کے لایق دیکھکر۔

ہمکو اپنے دعوی کے اثبات کے لیے بخاری کی حدیث پر استدلال ہے جس سے قیدیون کا احسان رکھکر چہوڑنا ظاہر ہے اور اوس حدیث کے ان الفاظ سے کہ "من احب منکم ان یکون علی حظہ حتی یعطیہ ایاہ من اول ما یفی اللہ علینا" بخوبی ثابت ہے کہ غازیون کا حق اساری پر بجز فدیہ لینے کے اور کچھہ نہین ہے۔

سیرت ہشامی مین جو یہ لکہا ہے کہ بنو تمیم نے احسان رکہکر چہوڑنے سے انکار کیا اور رسولخدا صلعم نے بطور حق قید کرنیوالے کے فی قیدی چہہ اونٹ فدیہ مین دلانے تجویز کیے اس سے اور بہی ثابت ہوا کہ غازیون کا بجز فدیہ کے اور کچھہ حق نہ تہا۔

سیرت ہشامی کے ان لفظون سے کہ عیینہ نے ایک بڑہیا کو اس خیال سے پکڑا تہا کہ اوسکا فدیہ زیادہ ہوگا ظاہر ہوتا ہے کہ مجاہدین صحابہ جانتے تھے کہ اساری پر بجز فدیہ لینے کے اور کچہہ حق نہین ہے۔

گو سیرت ہشامی کو ہم اس رتبہ کی کتاب نہین سمجھتے کہ اوسکی روایت بلا کسی موید کے قابل اعتبار ہو مگر جو کہ بخاری کی مذکورۂ بالا حدیث سے اوسقدر مضمون کی تائید ہوتی ہے اسلیے ہمنے اوسپر بہروسا کیا ہے۔

مگر ہمارے مخالف سیرت ہشامی کی روایت پر استدلال کرکر ہمسے مکابرہ کرینگے کہ جب خود رسول خدا صلعم نے قبل واپس دینے اساری کے چند لڑکیان علی و عثمان و عمر کو بخشدی تہین اور حضرت عمر نے منجملہ اونکے ایک اپنے بیٹے کو ہبہ کردی تہی اور وہ اوسکے ساتہہ مباشرت کرنے کو طیار ہوگئے تھے تو اس سے صاف اسارے کے استرقاق کا جواز پایا جاتا ہے۔

مگر اسکے جواب مین اول تو ہم یہ کہینگے کہ سیرت ہشامی اور اوسکے راوی نا معتمد ہین اور اسلیے سیرت ہشامی کی وہ روایت جسکی موید کوئی صحیح روایت نہین ہے قابل اعتماد کے نہین ہے

دوسرے یہ کہ سیرت ہشامی مین جو لفظ اعطی کا لکہا ہے اور جو قصہ بد اخلاقی اور صفت بہیمیہ کا عبداللہ ابن عمر کی نسبت منسوب کیا ہے محض کذب اور جہوٹ ہے رسولخدا صلعم نے کسی کو کوئی لڑکی بخشی نہین تہی بلکہ خود حضرت عمر نے گرفتار کیا تہا اور اوسکی سند کے لیے ہم حدیث بخاری کی اپنے پاس موجود رکھتے ہین۔

چنانچہ بخاری مین نافع سے یہ روایت ہے کہ عمر بن خطاب نے رسول خدا صلعم سے کہا کہ

فی البخاری عن نافع ان عمر بن الخطاب قال یا رسول اللہ انہ کان علی اعتکاف یوم فی الجاهلیة فامرہ ان یفی بہ قال واصاب عمر جاریتین من سبی حنین فوضعهما فی بعض بیوت مکة قال فمن رسول اللہ صلعم علی سبی حنین فجعلوا یسعون فی السکک فقال عمر یا عبد اللہ انظر ما هذا فقال من رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی السبی قال اذهب فارسل الجاریتین الخ

زمانہ جاہلیت مین ایک دن کا اعتکاف مینے مانا تہا وہ مجہہ پر ہے آپ نے فرمایا کہ اوسکو اوتار دو اور نافع نے یہہ بہی کہا کہ حضرت عمر کے ہاتہہ دو لڑکیان آئی تہین جو حنین کے قیدیون مین سے یعنی جو لوگ حنین مین قیدی ہوئے تہے اون مین دو لڑکیان وہ تہین جنکو حضرت عمر نے پکڑا تہا اور اونکو مکہ کے گہرون مین سے کسی گہر مین رکہہ دیا تہا نافع نے کہا کہ جب پیغمبر خدا صلعم نے حنین کے قیدیون کو احسان رکہکر چہوڑا تو وہ بازار مین چلنے پہرنے لگے تب عمر نے کہا کہ اے عبد اللہ دیکہہ تو یہ کیا ہے تب عبد اللہ نے کہا کہ رسول خدا صلعم نے قیدیون کو احسان رکہکر چہوڑ دیا عمر نے کہا کہ جا اُن لڑکیون کو بہی چہوڑ دے۔ پس اس حدیث مین نہ پیغمبر خدا صلعم کا اون لڑکیون کو بخشدینا مذکور ہے اور نہ اوس اتہام کا ذکر ہے جو ابن اسحاق نے حضرت عبد اللہ ابن عمر پر کیا ہے۔

قطع نظر اسکے اگر الفاظ سیرت ہشامی ہی کو تسلیم کر لیا جاوے تو بہی استرقاق ثابت نہین

ہوتا اعطی کا لفظ استرقاق پر دلالت نہین کرتا اور جاریہ کا لفظ لونڈی اور آزاد لڑکی دونون پر اطلاق ہوتا ہے اور جس جاریہ کی نسبت عبد اللہ ابن عمر پر اتہام کیا گیا اگر وہ لونڈی تھی جیسے کہ طرز کلام ہشامی سے بوجہ ذکر کرنے نسب دو جاریون کے اور نہ ذکر کرنے نسب اس جاریہ سے پایا جاتا ہے تو مابعد آیت حریت کے استرقاق پر کچھہ بھی استدلال نہین ہو سکتا

چہارم اساری ثقیف ۔ ثقیف کے قیدیون کو بھی رسول خدا صلعم نے فدیہ لیکر چھوڑ دیا چنانچہ صحیح مسلم مین ہے کہ عمران ابن حصین نے کہا کہ بنی ثقیف اور بنی عقیل دونون آپسمین بھائی

عن عمران ابن حصين قال كان ثقيف حليفا لبني عقيل فاسرت ثقيف رجلين من اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم واسر اصحاب رسول الله صلى الله عليه وسلم رجلا من بني عقيل فاوثقوه فطرحوه في الحرة فمر به رسول الله صلى الله عليه وسلم فناداه يا محمد يا محمد فيما اخذت قال بجريرة حلفاءكم ثقيف فتركه ومضى فناداه يا محمد يا محمد فرحمه رسول الله صلى الله عليه وسلم فرجع قال ما شانك

بھائی بن گئے تھے بنی ثقیف نے رسولخدا صلعم کے اصحابون مین سے دو شخصون کو قید کر لیا تھا اور رسولخدا صلعم کے اصحاب نے بنی عقیل کے ایک شخص کو قید کر لیا اور اوسکو باندہکر دہوپ مین ڈال دیا جبکہ رسولخدا صلعم اوسکے پاس سے گذرے تو اوس نے پکارا اے محمد اے محمد مجھکو کس وجہ سے پکڑا ہے آپنے فرمایا کہ تمہارے بنے ہوے بھائیون ثقیف کے گناہ مین یہ فرمایا اور اوسکو بدستور بندہا ہوا چھوڑکر تشریف لیچلے وہ پھر پکارا اے محمد اے محمد رسولخدا صلعم کو اوسپر

فقال انی مسلم فقال لو قلتها و انت تملك امرك افلحت كل الفلاح قال ففداه رسول الله صلی الله علیه وسلم بالرجلین اللذین اسرتهما ثقیف -	رحم آیا اور آپ پہر آئے اور پوچہا کہ تیرا کیا حال ہے اوسنے کہا کہ مین مسلمان ہون آپنے فرمایا کہ اگر تو اوسوقت کہتا جب کہ تو اپنے اختیار مین تہا تو بہت سی بہلائیان

پاتا عمران ابن حصین نے کہا کہ بعد اسکے رسول خدا صلعم نے اون دو قیدیونکے فدیہ مین جنکو بنی ثقیف نے قید کیا تہا چہوڑ دیا -

یہ نہ سمجہنا چاہیئے کہ اس شخص کو بوجہ مسلمان ہوجانے کے چہوڑ دیا تہا اسلیے کہ وہ مسلمان

فقیل انما رده صلعم الی دار الحرب بعد اظهار كلمة الاسلام لانه قد علم انه غير صادق فهذا خاصة به صلی الله علیه وسلم -	نہین ہوا تہا جہوٹ موٹ کہتا تہا کہ مین مسلمان ہون چنانچہ مرقاۃ مین لکہا ہے کہ اوس شخص کو رسول خدا صلعم نے بعد اسکے کہ اوسنے مسلمان ہونے کا اقرار کیا اسلیے

دار الحرب مین بہیجدیا کہ آپ جانتے تہے کہ وہ سچا نہین ہے پس یہ بات رسولخدا صلعم ہی کے لیے خاص ہے -

پنجم اسارے بنی تمیم - بخاری نے ترجمۃ الباب مین لکہا ہے کہ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ

قال ابن اسحاق غزوة عيينة بن حصين بن حذيفة بن بدر بنی العنبر من بنی تميم بعثه النبی	ذکر ہے غزوہ عیینہ بن حصین بن حذیفہ بن بدر کا بنی العنبر پر جو بنی تمیم سے ہے رسول خدا صلعم نے اون لوگون پر اون کو

صلی اللہ علیہ وسلم الیهم فاغار واصاب منهم ناسا وسبی منهم نساء۔

بہیجا تہا اونہون نے وہان لوٹا اور آدمیونکو مارا اور عورتون کو قیدی بنالائے۔

بعد اسکے بخاری نے یہ حدیث لکہی ہے کہ ابوہریرہ نے کہا کہ مین ہمیشہ بنی تمیم کو دوست

عن ابی هريرة قال لا ازال احب بنی تميم بعد ثلث سمعته من رسول الله صلی الله علیه وسلم يقولها فيه - هم اشد امتی علی الدجال وكانت فيهم منهم سبية عند عايشة فقال اعتقيها فانها من ولد اسمعيل وجاءت صدقاتهم فقال هذه صدقات قوم اوقومی -

رکہتا ہون جب سے کہ اونکی نسبت تین باتین رسول خدا صلعم سے سنی ہین آپ اونکے حق مین فرماتے تہے کہ میری تمام امت سے زیادہ سخت ہونگے دجال پر اور اونہی لوگون مین ایک عورت حضرت عائشہ پاس بندی مین تہی تو آپ نے فرمایا کہ اوسکو چہوڑدے کیونکہ وہ اسمعیل کی اولاد مین سے ہی اور اونکے پاس سے جب صدقات آئے

تو آپ نے فرمایا کہ یہ ایک قوم کے صدقات ہین یا فرمایا کہ میری قوم کے صدقات ہین۔

یہ تینون باتین جو حضرت ابوہریرہ نے فرمائین یہ اوسوقت کے واقعات نہین ہین جسوقت کہ اونہون نے اونکو فرمایا تہا بلکہ پچہلی باتون کو جو مختلف اوقات مین کہی گئی تہین اونکو اوسوقت بیان کیا تہا پس اس حدیث سے یہ نہ سمجہنا چاہیئے کہ غزوہ بنی تمیم کے بعد کوئی عورت حضرت عائشہ پاس بطور لونڈی کے تہی اور اوسکے آزاد کرنے کا رسول خدا صلعم نے حکم دیا تہا بلکہ جب غزوہ بنی تمیم کے قیدی پکڑے آئے اوہی مین سے ایک عورت حضرت

عائشہ پاس تہی جسکو بلا فدیہ بسبب اولاد ابراہیم ہونے کے چہوڑ دیئے کو فرمایا تہا کیونکہ
تمام قیدی بنی تمیم کے بلا فدیہ احسان رکہکر اوسیوقت چہوڑ دیے گئے تھے چنانچہ مواہب
لدنیہ مین بالتفصیل لکہا ہے کہ رسولخدا صلعم نے عیینہ ابن حصین فزاری کو بنی تمیم پر سقیا کے
مقام پر جو بنی تمیم کا ضلع ہے محرم ۹ سنہ
ہجری مین بہیجا اور اوسکے ساتہہ پچاس سوار
عرب کے تھے اور اون مین کوئی مہاجرین اور
انصار مین سے نہ تہا پس وہ رات کو چلتے
تھے اور دن کو گہات مین بیٹھتے تھے پس
ایک جنگل مین بنی تمیم پر ٹوٹ پڑے اور گھسکر
اونکے مویشی کو گہیر لیا جب اونہون نے
آدمیون کے غول کو دیکہا تو وہ بہاگ گئے
دس آدمی اون مین سے پکڑے گئے اور
اوس جگہہ گیارہ عورتین اور تیس بچے ملے
اوسکے بعد اون مین کے دس سردار جنمین
عطارد اور زبرقان اور قیس ابن عاصم اور اقرع
بن حابس بہی تہا مدینہ مین آئے اور پیغمبر خدا
صلعم کے دروازہ کے پاس جاکر پکارنے لگے

فی المواهب۔ وبعث عیینة ابن حصین الفزاری
الی بنی تمیم بالسقیا وهی ارض بنی تمیم فی المحرم سنه
تسع وکان فی خمسین فارسا من العرب لیس فیهم مهاجری
ولا انصاری فکان یسیر اللیل ویکمن النهار فهجم علیهم
فی صحراء فدخلوا وسرحوا مواشیهم فلما راوا الجمع ولوا
فاخذوا منهم احد عشر رجلا ووجدوا فی المحلة احدی
عشرة امراة وثلاثین صبیا فقدم منهم عشرة من
رؤسائهم منهم عطارد والزبرقان وقیس بن عاصم
والاقرع ابن حابس فجاؤا الی باب النبی صلعم فنادوا یا
محمد اخرج الینا فخرج صلعم واقام بلال الصلوة و
تعلقوا برسول الله صلعم یکلمونه فوقف معهم ثم مضی فصلی
الظهر ثم جلس فی صحن المسجد فقدموا عطارد ابن حاجب
فتکلم وخطب فامر رسول الله صلعم ثابت بن قیس بن
شماس فاجابهم ونزل فیهم ان الذین ینادونك من
وراء الحجرات الایة ورد علیهم صلعم الاسری والسبی

کہ اے محمد ہمارے پاس باہر آؤ آپ اندر سے باہر تشریف لائے اتنے مین بلال نے ظہر کی نماز کی اذان دی اور اون لوگون سے نے رسولخدا صلعم کے دامن کو پکڑ لیا اور بات چیت کرنے لگے آپنے تہوڑی دیر توقف کیا پہر چلے گئے اور ظہر کی نماز پڑہی پہر مسجد کے صحن مین بیٹھے اون لوگون نے عطارد ابن حاجب کو پیش کیا اوسنے بات چیت کی اور خطبہ پڑہا پہر رسول خدا صلعم نے ثابت بن قیس بن شماس کو اونکا جواب دینے کو حکم دیا اور اونہون نے اوسکا جواب دیا اون ہی لوگون کی نسبت یہ آیت نازل ہوئی کہ جو لوگ تجھکو مکان کے دروازہ کے باہر سے پکارتے ہین الخ اور رسولخدا صلعم نے اونکے قیدی مرد اور قیدی عورتین و بچے سب پہیر دیئے۔

سبی اور سبایا کا لفظ عام ہے اون پر بہی اطلاق کیا جاتا ہے جو قیدی لونڈی و غلام بنا لیے گئے ہون اور اون پر بہی بولا جاتا ہے جو قید ہوئے ہون اصل مین وہ لفظ لڑائی مین جو لوگ پکڑے جاوین اونکے لیے موضوع ہوا ہے مگر چونکہ عرب مین ہمیشہ لڑائی کے قیدی لونڈی و غلام بنا لیے جاتے تھے اسلیے سبی سے لڑائی مین پکڑے ہوے لونڈی و غلام مراد ہونے لگے مگر وہ مطلق لڑائی کے قیدیون کی نسبت بہی مستعمل ہین۔

عتق کا لفظ صرف غلام ہی کے آزاد کرنے پر نہین بولا جاتا بلکہ نہایت عام معنون مین اور قیدیونکے چہوڑ دینے مین بہی مستعمل ہے پس حدیث مذکورہ بالا مین جو لفظ اعتقہا ہے اوس سے یہ سمجہنا کہ وہ عورت لونڈی تہی ایک بہت بڑی فاحش غلطی ہے۔

کشف الغمہ عن جمیع الامہ کی کتاب السیر مین حضرت ابوہریرہ سے ایک حدیث

عن ابی ھریرۃ قال کان علی عایشۃ رضی اللہ تعالی عنہا عتق رقبۃ فجاء سبی من بنی تمیم فقال النبی صلی اللہ تعالی علیہ والہ وسلم اعتقی من ھؤلاء الخ

منقول ہے کہ حضرت عایشہ پر ایک بردہ آزاد کرنا تہا جب بنی تمیم کے قیدی آئے تو رسولخدا صلعم نے فرمایا کہ ان مین سے آزاد کردے۔

یہ حدیث محض بے جوڑ اور خلاف اصول اور محض نامعتبر ہے اگر ایسی لغویات پر مسائل مذہب اسلام کی بنیاد ہو تو خدا حافظ ہے۔

ایک متعصب مکابر ہمارے اس بیان پر جو اسباب مین کیا گیا ہے یہ اعتراض کر سکتا ہے کہ بعد فتح مکہ جسقدر غزوات مین قیدی ہوئے اور جنکا ذکر ہمنے اسباب مین کیا وہ سب اہل عرب تھے اور اہل عرب کا لونڈی وغلام بنانا جائز نہ تہا اسلیے وہ چہوڑے گئے نہ اس وجہ سے کہ آیۃ منا وفداء نازل ہوچکی تہی۔

مگر اسکا جواب ہم یہ دیتے ہین کہ عرب مین بزمانہ جاہلیت اہل عرب کا لونڈی وغلام بنانا بالکل رائج تہا اور ابتداے زمانہ اسلام مین بہی جبکہ قیدیون کے باب مین کوئی حکم نہین آیا تہا اور رسم ورواج عرب کے موافق کام ہوتا تہا قوم عرب کا لونڈی وغلام بنانا ناجائز نہین سمجہا جاتا تہا اور تمام علماء بالاتفاق اسبات کے مقر ہین کہ قوم عرب کا لونڈی و غلام بنانا جائز نہ تہا پس اس سے بخوبی ظاہر ہوا کہ ان غزوات مین جسقدر قیدی

منا و فداء چھوڑے گئے وہ اسی وجہ سے چھوڑے گئے کہ قیدیون کی نسبت آیت من و فدا نازل ہو چکی تھی اور اوسکی تعمیل فرض تھی۔

واسطے ثبوت اسبات کے کہ قبل نزول آیت من و فدا قوم عرب کا لونڈی و غلام بنانا ناجائز نہین سمجھا جاتا تھا دو حدیثین اور قول علما متقدمین ذیل مین لکھا جاتا ہے۔ بخاری نے

باب غزوة بني المصطلق من خزاعة وهي غزوة المريسيع قال ابن اسحق و ذلك سنة ست وقال موسى بن عقبة سنة اربع وقال نعمان بن راشد عن الزهري كان حديث الافك في غزوة المريسيع۔	اپنی صحیح مین ایک باب مین لکھا ہے کہ یہ باب ہی غزوہ بنی المصطلق کا جو خزاعہ کی شاخ ہے اور اسی کا نام غزوہ مریسیع ہے ابن اسحق نے کہا کہ یہ غزوہ سنہ ۶ مین ہوا تھا اور موسی بن عقبہ کا قول ہے کہ سنہ ۴ ہجری مین ہوا تھا اور نعمان بن راشد نے زہری سے

روایت کی ہے کہ اسی غزوہ مریسیع مین لوگون نے حضرت عایشہ پر اتہام کیا تھا۔

ابی محیریز نے کہا کہ مین مسجد نبوی مین گیا وہان ابو سعید خدری کو بیٹھا ہوا دیکھا پھر مین نے

عن ابي محيريز قال دخلت المسجد فرايت ابا سعيد الخدري فجلست اليه فسالته عن العزل قال ابو سعيد خرجنا مع رسول الله صلى الله عليه وسلم في غزوة بني المصطلق فاصبنا سبيا من	عزل کی نسبت اون سے پوچھا اونھون نے کہا کہ ہم ایک دفعہ رسول خدا صلعم کے ساتھ بنی المصطلق کی لڑائی مین گئے تو عرب کے قیدی عورتون مین سے ایک قیدی عورت میرے ہاتھ لگی اور ہم عورتون کے ہاتھ لگی

سبی العرب فاشتہینا النساء واشتدت علینا العزبۃ واحببنا العزل فاردنا ان نعزل وقلنا نعزل ورسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بین اظہرنا قبل ان نسئلہ فسالناہ عن ذلک فقال ما علیکم ان لا تفعلوا ما من نسمۃ کائنۃ الی یوم القیمہ وھی کائنۃ -

خواہشمند تھے کہ عورتون کے پاس نجانا ہمپر بہت سخت تہا اور عزل کرنا ہم چاہتے تاکہ کسیکو حمل نرہے پس ہمنے عزل کا ارادہ کیا پہر ہمنے کہا کہ باوجود موجود ہونے رسول خدا صلعم کے اونکے بغیر پوچہے ہم یہ کام کرین پہر ہمنے اس باب مین آنحضرت سے پوچہا آپنے فرمایا تمکو کیا ہوا ہے جو ایسا کرتے ہو جو جان کہ قیامت تک پیدا ہونیوالی ہے وہ پیدا ہوگی -

صحیح مسلم مین یہ حدیث ہے کہ ابن عون نے کہا کہ مین نے نافع کو لکہکر پوچہا کہ قبل شروع کرنے لڑائی کے کافرون کو مسلمان ہونے کا پیغام دینے کے باب مین کیا حکم ہے

عن ابن عون قال کتبت الی نافع اسئلہ عن الدعاء قبل القتال فکتب الی انما کان ذلک فی اول الاسلام قد اغار رسول اللہ صلعم علی بنی المصطلق وھم غارون وانعامہم تسقی علی الماء فقتل مقاتلتہم وسبا سبیہم واصاب یومئذ قال یحیی احسبہ قال

اونہون نے مجہکو لکہا کہ یہ بات ابتدائے اسلام مین تہی رسول خدا صلعم نے بنی المصطلق پر حملہ کیا اور اونکے مویشی پانی پیتے تھے پہر قتل کیا اونمین سے لڑنے والون کو اور قید کیا اون مین سے قیدیون کو اور یحیی نے کہا کہ مین خیال کرتا ہون کہ سلیم نے جویریہ کہا یا البتہ بنت الحارث کہا کہ اسی دن ہاتھہ

جويرية او البتة بنت الحارث وفي رواية قال جويرية بنت الحارث و لم يشك۔

آئی تھی اور ایک روایت مین ہے کہ اوس نے جویریہ بنت الحارث کا نام لیا بغیر کسی شک کے۔

نواوی نے اس حدیث کی شرح مین لکھا ہے کہ اس حدیث سے عرب کی قوم کا لونڈی

قال النواوي في شرحه۔ وفي هذا الحديث جواز استرقاق العرب لان بني المصطلق عرب من خزاعة وهذا قول الشافعي في الجديد۔ وهو الصحيح وبه قال مالك وجمهور اصحابه وابو حنيفة والاوزاعي وجمهور العلماء وقال جماعة من العلماء لا يسترقون وهذا قول الشافعي في القديم۔

وغلام بنانے کا جواز نکلتا ہے کیونکہ بنی مصطلق قوم عرب بنی خزاعہ کی شاخ ہین اور امام شافعی صاحب بھی اخیر کو اسی بات کے قایل ہوئے ہین اور یہی بات صحیح ہے اور امام مالک اور تمام اونکے شاگرد اور امام ابو حنیفہ اور اوزاعی اور تمام علما اسی بات کے قایل ہین اور ایک گروہ علما کا یہ قول ہے کہ وہ لونڈی وغلام نہین ہوسکتے اور یہ قول ابتدا مین امام شافعی صاحب کا تھا۔

پس ان حدیثون اور اقوال علما سے ظاہر ہے کہ قبل نزول آیت منّا و فدا کے قوم عرب کو لونڈی وغلام بنانا رائج تھا پس بعد نزول اس آیت کے جو پیغمبر خدا صلعم نے سب کو احسان رکھکر یا فدیہ لیکر چھوڑ دیا تو اوسکا سبب یہ نہ تھا کہ وہ لوگ قوم عرب سے تھے بلکہ

اسی آیت کے حکم کے مطابق چھوڑا تھا۔

تمام کام جو رسول خدا صلعم نے کیے اور تمام احکام جو رسول مقبول نے صادر فرمائے سب کا منشا غلامون کی آزادی اور غلامی کا معدوم کرنا تھا یہانتک کہ غزوہ طایف مین عام منادی کردی تھی کہ جو غلام نکلکر ہمارے پاس چلا آوے گا وہ آزاد ہے چنانچہ مواہب لدنیہ

ثم نادی منادیہ علیہ الصلوٰۃ والسلام ای عبد نزل من الحصن خرج الینا فھو حر۔

مین لکھا ہے کہ رسولخدا صلعم کے منادی کرنے والون نے منادی کی کہ جو غلام قلعہ مین سے نکلکر ہمارے پاس چلا آوے گا وہ آزاد ہے۔پس جبکہ غلامونکو ایسی عام منادی سے آزاد کرتا تھا وہ آزادون کے غلام بنانے پر کبھی راضی نہ تھا۔صلے اللہ علیہ وعلی من اتبعہ وسلک طریقہ وسلم۔مگر افسوس ہے کہ قدیم رسم ورواج کے اُنس نے جو انسان کو غفلت مین ڈالتا ہے ہمارے بزرگون کو اس طرف غور کرنے سے غافل کردیا مگر اب ہمکو اوس سے غفلت کرنی نہین چاہیے اور تفرد کا ڈر اور اوسکا خوف بالکل نکالدینا چاہیے اسلیے کہ بڑے بزرگ کا قول ہے کہ "راہ طلب مین تفرد ہی دلیل صدق طلب ہے" وتوکل علی اللہ وھو نعم الوکیل۔

باب ہفتم

اون حدیثون اور روایتون کے بیانمین جنسے لونڈی وغلام بنانیکا فعل رسولخدا صلعم کی نسبت منسوب کیا جاتا ہے

تمام علماء اسلام کوئی حکم رسول خدا صلعم کا نسبت جواز استرقاق کے بیان نہین کرسکتے

اور جب اوسکے بیان سے عاجز ہوتے ہین تو کہتے ہین کہ فعل رسولخدا صلعم ہمارے لیے حجت ہے۔ اسبات کو ہم بھی تسلیم کرتے ہین اور فعل رسولخدا صلعم کو مثل آپکے قول کے سر اور آنکھون پر رکھتے ہین مگر فعل کی تفتیش پر اوسوقت متوجہ ہوتے ہین جبکہ قول یا حکم موجود نہو اور اس باب مین حکم قرآنی فاما منا بعد واما فداء موجود ہے جسمین کچھہ شبہہ نہین علاوہ اسکے جو کام رسولخدا صلعم نے کیے یا آپ کے سامنے ہوئے اور اخیر زمانہ نبوی تک نہ اوسکے مخالف کوئی حکم آیا اور نہ اوسکے برخلاف کوئی کام ہوا وہی کام کسی مسئلہ شرعی کی بنیاد ہو سکتے ہین اس معاملہ مین جسمین ہم بحث کر رہے ہین ہمنے نص صریح قرآنی کو سند پکڑا ہے اور یہ ثابت کیا ہے کہ اوسکے بعد فعل رسول خدا صلعم ہمیشہ اوسی آیت کے مطابق رہا ہے اور کبھی اوسکے برخلاف نہین ہوا تو ہمکو اوس حکم کے ماقبل کے فعل رسولخدا صلعم کی تفتیش کرنے کی ضرورت نہین ہے کیونکہ اوس حکم سے ماقبل کا فعل کیسا ہی ہو ہر مسئلہ شرعی کی بنیاد اوسی حکم صریح پر یا اوس فعل پر جو مابعد اوسکے ہوا ہے قایم ہوگی اور یہ اصول کچھہ ہمارا مقرر کیا ہوا نہین ہے بلکہ تمام اہل اسلام اور علماء دین اور آئمہ مجتہدین کا اصول ہے لیکن با این ہمہ ہم اون حدیثون اور روایتون کا بھی ذکر کرینگے جنسے لونڈی و غلام بنانے کا فعل جناب رسولخدا صلعم کی نسبت قبل نزول آیت اما منا بعد و اما فداء کے منسوب کیا جاتا ہے اور جو لطیف لطیف نکتے اونمین ہین اونکو بھی بغیر بیان کیے نہین چھوڑینگے۔

روایات متعلق غزوہ یہود بنی قریظہ

سب سے بڑا واقعہ جس سے اساری کو لونڈی و غلام بنانا فعل رسولخدا صلعم کا کہا جاتا ہے

وہ غزوہ بنی قریظہ سے ہے مگر یہ غزوہ قبل فتح مکہ و قبل نزول آیت حریت واقع ہوا ہے۔
بلاشبہہ یہ حدیث جو بخاری و مسلم مین ہے کہ ابن عمر نے کہا کہ بنی نضیر اور بنی قریظہ دونون سے لڑائی ہوئی بنی نضیر کو رسولخدا صلعم نے جلاوطن کردیا اور بنی قریظہ کو احسان کر کے

عن ابن عمر قال حاربت النضير و قريظة فاجلا بني النضير واقر قريظة و من عليهم حتى حاربت قريظة فقتل رجالهم وقسم نساءهم واولادهم واموالهم بين المسلمين الا بعضهم لحقوا بالنبي صلى الله عليه وسلم فامنهم واسلموا واجلا يهود المدينة كلهم بني قينقاع وهم رهط عبدالله بن سلام ويهود بني حارثة و كل يهود بالمدينة۔

بسا رکھا یہانتک کہ بنی قریظہ نے پھر لڑائی کی تب اونکے مردون کو مارڈالا اور اونکی عورتین اور بچے اور مال مسلمانون مین بانٹ دیا مگر بعض لوگ جو رسولخدا صلعم پاس چلے آئے تھے وہ امن سے رہے اور مسلمان ہو گئے اور مدینہ کے تمام یہودی بنی قینقاع جو عبداللہ ابن سلام کی قوم سے تھے اور یہود بنی حارثہ اور تمام مدینہ کے یہودیون کو جلاوطن کردیا۔

اس حدیث سے البتہ اساری کا لونڈی و غلام بنانا پایا جاتا ہے اور سیرت ہشامی مین جو اسقدر روایت اوس سے زاید لکھی ہے کہ رسولخدا صلعم نے سعد بن زید انصاری اخا بنی عبدالاشہل

ثم بعث رسول الله صلعم سعد بن زيد الانصاري اخا بني عبد الاشهل

کو بنی قریظہ کے قیدیون مین سے کچھ قیدیون کے ساتھ نجد کو بھیجا اور اون

بسبایا منسبایا بنو قریظه الی النجد فابتاع لهم بهم خیلاً وسلاحاً۔	قیدیون کے بدلے گہوڑے اور ہتیار خریدے گئے اگر صحیح ہو تو اون قیدیون کو

لونڈی وغلام تصور کرنے کی اور بہی زیادہ وضاحت ہوجاتی ہے مگر اس روایت سے ہمارا کچھہ ہرج نہین ہے اسلیے کہ آیت مذکور ۱ کے نازل ہونے سے قبل کا یہ واقعہ ہی اور نکتہ باریک اسمین یہ ہے کہ جو کچھہ معاملہ اساری بنی قریظہ کے ساتہہ کیا گیا وہ خدا کے حکم بموجب نہین کیا گیا تہا بلکہ موافق رسم وعادت عرب کے جو اوس زمانہ مین تہی سعد ابن معاذ حکم قرار دیے گئے تھے اور یہ ٹھہرا تہا کہ نسبت بنی قریظہ کے جو لڑائی مین قید نہین ہوئے تھے بلکہ خود اونہون نے اپنے تئین سپرد کر دیا تہا جو فیصلہ سعد ابن معاذ کردین اور جو حکم وہ دین وہ کیا جاوے پس جو کچھہ اونکے ساتہہ ہوا وہ حکم سعد ابن معاذ کا تہا نہ حکم خدا کا چنانچہ اس حدیث کو معہ بحث متعلق اوسکے ہم اوپر بیان کر چکے ہین۔

روایات متعلق غزوہ بنی فرازہ

صحیح مسلم مین یہ حدیث ہے کہ ایاس ابن سلمہ نے کہا کہ میرے باپ نے مجھسے یہ بات

قال (ای ایاس ابن سلمة) حدثنی ابی قال غزونا فزارة وعلینا ابوبکر امرہ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم علینا فلما کان بیننا وبین الماء ساعة امرنا ابوبکر فعرسنا ثم شن الغارة	کہی کہ ہم بنی فرازہ سے لڑنے کو چلے اور رسولخدا صلعم نے ابوبکر کو ہمپر سردار کیا تہا پس جبکہ رہا ہمسے اور پانی سے تہوڑا فاصلہ حکم دیا ہمکو ابوبکر نے ٹھہر جانے کا پس ٹھہرے رہے ہم رات کو اور پہر متفرق

نورد الماء فقتل من قتل عليه وسبا وانظر
الى عنق من الناس فيهم الذراري
فخشيت ان يسبقوني الى الجبل فرميت
بسهم بينهم وبين الجبل فلما راوا السهم
وقفوا فجئت بهم اسوقهم وفيهم امراة
من بني فزارة عليها قشع من ادم
قال القشع النطع معها ابنة لها من
احسن العرب فسقتهم حتى اتيت بهم
ابابكر فنفلني ابوبكر ابنتها فقدمنا المدينة
وما كشفت لها ثوبا فلقيني رسول الله
صلى الله عليه وسلم في السوق فقال
يا سلمة هب لي المراة فقلت يا رسول
الله لقد اعجبتني وما كشفت لها ثوبا
ثم لقيني رسول الله صلى الله عليه
وسلم من الغد في السوق فقال يا سلمة
هب لي المراة لله ابوك فقلت هي لك
يا رسول الله فوالله ما كشفت لها

کیا جا طرف سے اور پانی پر آ گئے پس جو
مقابل ہوا اوسکو قتل کر ڈالا اور کچھ
لوگون کو قید کیا اور ایک جماعت مین نے
دیکھی کہ اسمین بچے اور عورتین تھین پس
مجھکو اندیشہ ہوا کہ یہ بچکر پہاڑ پر نہ چڑہ جاوین
چنانچہ مین نے ایک تیر پھینکا کہ وہ اونکے
اور پہاڑ کے درمیان مین گرا جب اونہون
نے تیر دیکھا تو وہ کھڑے ہو گئے اسی
عرصہ مین مین نے اون کو جا لیا اور اون کو
اس طرف پھیرا اور اوس جماعت مین
ایک عورت قوم بنی فزارہ سے تھی اور وہ
ایک چادر چمڑے کی اوڑہے تھی اور
اوسکے ساتھ ایک اوسکی بیٹی تھی نہایت
خوبصورت پس سب کو گھیر کر مین حضرت
ابوبکر کے پاس لے آیا حضرت ابوبکر نے
اوس لڑکی کو مجھے دیدیا اوسکے بعد ہم سب
مدینہ منورہ کو چلے آئے اور مین نے اوس

ثوبا فبعث بها رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الی اھل مکۃ ففدا بہا ناسا من المسلمین۔

لڑکی کا کپڑا تک نہین کہولا تہا (کپڑا نہ کہولنا اشارہ ہے جماع نکرنے کی طرف) اتفاقاً مدینہ کے بازار مین مجہکو حضرت رسولخدا

صلعم سے ملے اور ارشاد فرمایا کہ اے سلمہ وہ عورت تو مجہکو بخشدے پس مین نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ عورت تو مجہکو نہایت پیاری لگتی ہے حالانکہ مین نے ابہی تک اُسکا کپڑا ابہی نہین کہولا پہر دوبارہ ملے مجہکو رسولخدا صلعم دوسرے دن بازار ہی مین اور پہر فرمایا کہ اے سلمہ بخشدے تو مجہکو وہ عورت تو مین نے جواب دیا کہ لے لین آپ یا رسول اللہ اور قسم ہے خدا کی کہ مین نے ابہی تک اوسکا کپڑا ابہی نہین کہولا پس آنحضرت نے اوسے لیکر مکہ کو بہیجدیا اور اہل مکہ نے اوسکے عوض مین بہت سے مسلمانون کو جو کفار کی قید مین تہے چہوڑدیا۔

اِس حدیث سے بہی بلا شبہہ مطلع ہونا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا اسبات سے کہ اسارئ بنی فرازہ لونڈی و غلام بنائے گئے ثابت ہوتا ہے مگر خود اس حدیث سے ظاہر ہے کہ یہ واقعہ فتح مکہ و قبل نزول آیت حریت واقع ہوا تہا اور اسلیے ہمارے استنباط مین کچہہ نقصان نہین ڈالتا۔

روایات متعلق غزوہ بنی المصطلق

یہ غزوہ بہی ۵ سنہ یا ۶ سنہ ہجری مین قبل فتح مکہ و قبل نزول آیت منا و فدا ہوا تہا اور اسلیے جو کچہہ کہ اس غزوہ مین ہوا ہو ہمارے استدلال کا ناقص نہین ہو سکتا معہذا زیادہ

تفصیل اس غزوہ کے اساری کی ہمکو نہین ملی اور جسقدر ملی ہے اوسکو ہم جویریہ کے حال کے ساتھہ بیان کرینگے جو منجملہ سبایا ے غزوہ ہذا سے تصور ہوئی ہین اور اوسی کے ساتھہ اون تمام اختلافات روایات کو بھی جو اس معاملہ مین ہین اور نہایت تعجب انگیز ہین بیان کرینگے

ذکر آنحضرت صلعم کی سراری کا

مواہب لدنیہ مین لکھا ہے کہ کہتے ہین کہ آنحضرت صلعم کی چار حرمین تھین ماریہ قبطیہ بیٹی شمعون کی اوسکو مقوقس مصر اور اسکندریہ کے بادشاہ نے بطور تحفہ کے آنحضرت صلعم کو بہیجا تہا اور اوسکے ساتھہ سیرین اوسکی بہن بہی بہیجی تہی آنحضرت صلعم نے سیرین کو حسان ابن ثابت کو دیدیا تہا اور اوسی سے عبد الرحمن ابن حسان پیدا ہوئے تہے اور ماریہ حضرت ابراہیم بیٹے پیغمبر خدا صلعم کی مان ہین حضرت عمر کی خلافت مین ۱۶ سنہ ہجری مین اون کا انتقال ہوا اور بقیع مین مدفون ہوئین - اور ریحانہ بنت شمعون تہین بنی قریظہ مین کی اور بعضون نے کہا کہ بنی نضیر مین کی

قال صاحب المواهب - واما سراریه فقیل انهن اربعة ماریة القبطیة بنت شمعون بفتح الشین المهملة اهداها له المقوقس القبطی صاحب مصر والاسکندریة واهدی معها اختها سیرین بکسر السین المهملة وسکون المثناة التحتانیة وکسر الراء ویا لنون اخرها ++ ووهب صلعم سیرین لحسان بن ثابت وهی ام عبد الرحمن ابن حسان --- وماریة هی ام ابراهیم ابن النبی صلعم وماتت ماریة فی خلافة عمر رضی الله عنه سنة ست عشر ودفنت بالبقیع -

وريحانة بنت شمعون من بني قريظة
وقيل من بني النضير والاول اظهر
وماتت قبل وفاته عليه السلام مرجعه
من حجة الوداع سنة عشر ودفنت
بالبقيع وكان عليها السلام وطيها
بملك اليمين وقيل اعتقها وتزوجها
ولم يذكر ابن الاثير غيره — والاخرى
وهبتها زينب بنت جحش — الرابعة
اصابها في بعض السبي —

اور پہلی بات ٹھیک ہے اونکا انتقال قبل
وفات پیغمبر خدا صلعم کے ہوگیا جبکہ آپ
سنہ ۱۰ ہجری مین حجۃ الوداع سے واپس
تشریف لائے اور پیغمبر خدا صلعم بطور حرم
کے اونکو تصرف مین لائے تھے اور بعضے
کہتے ہین کہ اونکو آزاد کر دیا تہا اور پہر اون سے
نکاح کیا تہا اور ابن اثیر نے اسکے سوا اور
کوئی روایت نہین لکہی — اور ایک اوتہین
جنکو زینب بنت جحش نے ہبہ کیا تہا

اور چوتھی بہی تہین جو کسی لڑائی کے قیدیون مین سے آپ کے ہاتھ آئی تہین —

اب ہم ان چارون کا جنکو رسولخدا صلعم کی حرمین بیان کیا گیا ہے جدا جدا حال لکھتے ہین — ماریہ قبطیہ کے بطور تحفہ آنے مین اور نیز رسولخدا صلعم کے تصرف مین آنے مین اور اون سے حضرت ابراہیم کے پیدا ہونے مین کچہہ شبہہ نہین ہے مگر شبہہ اس بات مین ہے کہ آنحضرت صلعم کا اونکو تصرف مین لانا جواز استرقاق کی دلیل ہوسکتی ہے یا نہین ہم کہتے ہین کہ نہین ہوسکتی اسلیے کہ قرآن مجید یا حدیث نبوی مین تو حکم وعلت اور سبب طاری ہونے رقیت کا کسی جگہہ مذکور نہین ہے اور ہمکو قرآن مجید سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ بعد شروع زمانہ اسلام بہی جب تک احکام ازدواج نازل نہین ہوئے تھے تمام ازدواج موافق رسم

عرب کے جو اوس زمانہ مین جاری تھے ہوتے تھے نہ اون رشتون کا جو بعد کو حرام ہوئے خیال تھا اور نہ اوس تعداد کا جو بعد کو قرار پائی اور نہ اوس شرط اہم عدل کا جو تعدد ازواج کے لیے مقرر ہوئی جس سے حقیقتاً معدومیت تعدد ازواج لازم آتی ہے معلوم ہوتا ہے کہ جناب رسول خدا صلعم کی نسبت بھی کوئی احکام خاص اسباب مین نہ تھے اسلیے ازدواج اور نیز سراری کا تصرف موافق اُسی رسم عرب کے ہوا تھا جو محض بے عیب و بے گناہ تھا بعد اسکے رسول خدا صلعم کی نسبت درباب ازدواج احکام صادر ہوئے اور وہ حکم یہ تھے کہ جسقدر ازواج و سراری تمہارے تصرف مین آچکین اونکو تو ہم حلال رکھتے ہین مگر اب کوئی عورت مت کرو پس اس حکم سے صاف پایا جاتا ہے کہ واقعات سابق سب بموجب رسم مروجہ عرب ہوئے تھے چنانچہ وہ آیتین جن پر ہمنے استدلال کیا یہ ہین -

اللہ تعالی سورہ احزاب مین فرماتا ہے کہ اے نبی ہمنے حلال کین تیرے لیے تیری

قولہ تعالی یا ایہا النبی انا احللنا لک ازواجک اللاتی اتیت اجورھن وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک -	جورویین جنکا مہر تو دے چکا ہے اور جو تیرے ہاتھون کی ملک ہو چکی ہین اون مین سے جنکو اللہ تعالی نے تجھکو دیا ہے - اور یہ

بی بی جنکی نسبت خدا نے فرمایا وما ملکت یمینک مما افاء اللہ علیک - صرف حضرت ماریہ قبطیہ ہین -

اللہ تعالی نے اسی سورہ مین اوس پہلی آیت کے بعد اپنے نبی کو یہ حکم دیا کہ نہین حلال

قولہ تعالی - ولا یحل لک النساء من بعد	ہین تجھکو عورتین اسکے بعد اور نہ یہ کہ ان جوروؤن

ولا ان تبدل بہن من ازواج ولو اعجبک حسنہن الا ما ملکت یمینک ۔	کے بدلے اور جورو ئین کرے اگرچہ اون کا حسن تجھکو اچھا لگتا ہو ۔

اس آیت مین جو لفظ نسا رکا تھا جسکے معنی عورتون کے ہین ایسا عام تھا جس سے ما ملکت یمینک سے ہی حکم امتناعی متعلق ہوتا تھا اسلیے خداتعالی نے اوسکو مستثنی فرمایا اور وہ جو مستثنی ہوئین صرف حضرت ماریہ قبطیہ تھین ۔

اب کہ ان آیتون سے یہ بات ثابت ہوئی کہ یہ واقعات موافق رسم زمانہ عرب ہوئے تھے اور بعد وقوع بالتخصیص جایز رکھے گئے تھے اسلیے آیندہ کے استرقاق کی دلیل نہین ہو سکتے خصوصاً جب کہ غلبہ و استیلا جو ندرو ہدیہ مین بھی محقق ہوتا ہے باعث رقیت نہین رہا ریحانہ کا یہ حال ہے کہ وہ یہود بنی قریظہ مین کی ایک عورت تھین اور قبل نزول آیت منّا و فدا کے تمام سبایا ئے بنی قریظہ لونڈی و غلام بنا لیے گئے تھے جسکا حال ہم اوپر بیان کر چکے اور یہ بھی بیان کر چکے کہ دلیل استرقاق نہین ہوسکتا اور نیز قبل نزول آیت حریت تھا معہذا ہمکو اسبات سے کہ وہ بطور حرم تصرف رسول خدا صلعم مین آئی تہین یا آزاد کرنے کے بعد اون سے نکاح کیا تھا بالکل انکار ہے ۔ کسی معتبر حدیث مین انمین سے کسی بات کا ذکر نہین ہے بلکہ سیرت ہشامی مین جو روایت مندرج ہے اُس سے ان دونون باتون کا غلط ہونا پایا جاتا ہے

قال وکان رسول اللہ صلعم قد اصطفی لنفسہ ریحانۃ بنت عمرو بن جنافۃ احدی نساء بنی عمرو بن قریظۃ فکانت عند	چنانچہ اسمین لکھا ہے کہ رسولخدا صلعم نے اسارے بنی قریظہ سے ریحانہ بنت عمرو ابن جنافہ کو جو ایک عورت بنی عمرو بن قریظہ مین

رسول اللہ صلعم حتی توفی عنہا وھی فی ملکہ و
قد کان رسول اللہ صلعم عرض علیہا ان یتزوجہا
ویضرب علیہا الحجاب فقالت یا رسول اللہ بل تترکنی
فی ملکک فہو اخف علی وعلیک فترکہا

سے تہین اپنے لیے چن لیا تہا (قیدی
اوس لڑائی کے تقسیم ہوئے تہے شاید
آپ نے اونکو چن لیا ہو) پس وہ رسول خدا
صلعم کے پاس رہین یہانتک کہ حضرت
نے اونکو چہوڑ کر انتقال فرمایا اور وہ حضرت ہی کی ملک مین تہین اور رسول خدا صلعم نے ریحانہ سے یہ بات کہی تہی کہ مین تم سے نکاح کراون اور پردے مین بٹھاؤن ریحانہ نے کہا کہ نہین یا رسول اللہ مجھکو یون ہی اپنی لونڈی رہنے دو کہ یہ بات مجھہ پر بھی آسان ہے اور آپ پر بھی آسان ہے پس رسول خدا صلعم نے اونکو اوسی طرح چہوڑ دیا۔

اب ہم پوچھتے ہین کہ اگر رسول خدا صلعم اونکو اپنے تصرف مین لا ہی چکے تہے تو اون سے پیغام نکاح کرنے اور اونکے انکار کرنے کی کچھہ وجہ معقول نہ تہی پس اسی روایت سے ظاہر ہوتا ہے کہ اون پر رسول خدا صلعم نے کچھہ تصرف نہین کیا تہا مورخین نے اپنی بدطینتی پر قیاس کر کر صرف اس بدگمانی سے کہ جب رسول خدا صلعم نے اونکو بطور لونڈی کے رکھا تہا تو ضرور تصرف بہی کیا ہوگا یہ بات لکھدی "وطیہا بملک الیمین" حالانکہ اسکا کچھہ ثبوت نہین۔ واہ کیا معتقدین رسول کے ہین کہ جو برائیان اونمین ہین وہ سب پیغمبر کی نسبت بہی قیاس کرتے ہین اور جب ہم اون سے مخالفت کرتے ہین اور کہتے ہین کہ ایسی بدگمانی پیغمبر سے مت کرو تو ہمارے زمانہ کی لنبی ڈارہی اور اونچے پیجامہ والے ہمکو غیر مقلد ایمہ اربع اور کافر اور ملحد بتاتے ہین اور ہم اپنی اس تکفیر کو اونکے ایمان سے بہت اچھا

سمجھتے ہین - لو کان الکفر حب النبی محمد فانی اشہد باللہ انی کافر -

تیسری بے نام حرم جسکی نسبت لکھا ہے کہ وہبت زینب بنت جحش اسکا کچھہ پتہ نہین ہے نہ نام ونشان ہے نہ کچھہ ثبوت ہے اور یہ عام قاعدہ مقلدین کا ہے کہ بے دہڑک اور بلا سند جو بات چاہتے ہین رسول کی طرف منسوب کر دیتے ہین اور جو اتہام چاہتے ہین آنحضرت صلعم پر لگا دیتے ہین گو یہ اتہام عمداً ہو اور اسلیے جہنم مین جائین مگر اسمین کچھہ ثواب بھی نہین پانے کے -

چوتھی بے نام حرم کا بھی یہی حال ہے جسکی نسبت لکھا ہے کہ "اصابھا فی بعض السبی" اگرچہ اس فرضی حرم کا بھی کہین پتہ نہ ملتا تہا مگر ہمنے اس بات کا کھوج لگایا کہ رسول خدا صلعم کی جناب پر ان اتہام کرنے والون کو موقع اتہام کیونکر ہاتھہ آیا بہت غور کرنے کے بعد غزوہ بنی فزارہ کا حال ہمکو ملا جسمین ایک خوبصورت لڑکی بنی فزارہ کی قبل نزول آیت حریت سلمہ کے ہاتھہ آئی تہی اور جناب رسول خدا صلعم نے باصرار اوسکو سلمہ سے مانگ لیا تھا - ان بے ادب مقلدین نے اوس کو بھی حرم آنحضرت صلعم مین خیال کرلیا حالانکہ آنحضرت صلعم نے اوسکو لیکر مکہ مین اوسکے کنبہ کے پاس بھیجدیا تہا اور اوسکے بدلے مسلمان قیدی چھوڑا لیے تھے چنانچہ اس واقعہ کی حدیث صحیح مسلم سے ہم ابھی لکھہ چکے ہین -

ذکر آنحضرت صلعم کی بعض ازواج مطہرات کا

حضرت جویریہ بنت الحارث آنحضرت صلعم کی ازواج مطہرات مین سے ہین اونکا بھی

کچھہ ذکر اس مقام پر لکھنا ضرور ہے۔ اونکے ازدواج کی نسبت اسقدر مختلف روایتین ہین
کہ اونکو دیکھکر تعجب معلوم ہوتا ہے صحیح مسلم کی حدیث مین ہے کہ اونکو بنی مصطلق کے غزوہ
مین جناب رسولخدا صلعم نے بطور لونڈی کے قیدی کیا۔ پھر ایک روایت مین آیا ہے کہ رسولخدا
صلعم نے فدیہ لیکر اونکو چھوڑدیا پھر وہ مسلمان ہوگئین اور رسول خدا صلعم نے اون سے نکاح کیا
ایک روایت مین ہے کہ ثابت ابن قیس کی قید مین پڑین اور اونھون نے لونڈی بنایا پھر
رسول خدا صلعم نے اونکو ثابت سے مول لیا پھر آزاد کیا پھر نکاح کیا۔ ایک روایت مین ہے
کہ ثابتؓ نے اونکو مکاتب کیا وہ رسولخدا صلعم پاس گئین اور مدد چاہی آنحضرت نے کتابت
کو ادا کیا اور نکاح کر لیا چنانچہ یہ سب پریشان روایتین اس مقام پر لکھی جاتی ہین۔

یہ حدیث بھی صحیح مسلم مین ہے کہ حملہ کیا رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اوپر قوم بنی مصطلق

قد اغار رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علی بنی المصطلق وھم غارون وانعامھم تسقی علی الماء فقتل مقاتلتھم وسبا سبیھم واصاب یومئذ قال احسبہ جویریۃ او البتۃ ابنت الحارث وفی روایۃ جویریۃ بنت الحارث ولم یشک۔

کے اوس حالت مین کہ وہ متفرق تھے اور اونکے جانور وغیرہ پانی پیتے تھے پس قتل کیا آپ نے مقاتلہ کرنے والون کو اور قید کیا قیدیون کو اور اوسی روز ہاتھہ آئی کہا راوی نے گمان کرتا ہون مین کہ کہا جویریہ یا کہا یقیناً بنت حارث اور ایک روایت مین کہا جویریہ بیٹی بنت حارث اور اسمین کچھہ شبہہ نہین کیا۔

اور سیرت ہشامی مین یہ روایت لکھی ہے کہ ابن ہشام سے روایت ہے کہ جب آنحضرت

قال ابن هشام ويقال لما انصرف
رسول الله صلعم من غزوة بني المصطلق
ومعه جويرية بنت الحارث فكان
بذات الجيش دفع جويرية الى رجل
من الانصار وديعة وامره بالاحتفاظ بها
وقدم رسول الله صلعم المدينة فاقبل
ابوها الحارث بن ابي ضرار بفداء
ابنته فلما كان بالعقيق نظر الى
الابل الذي جاء بها للفداء فرغب
في بعيرين منها فغيبهما في شعب من
شعاب العقيق ثم اتى النبي صلعم فقال
يا محمد اصبتم ابنتي وهذا فداءها
فقال رسول الله صلعم فاين البعيران
اللذان غيبت بالعقيق في شعب
كذا وكذا فقال الحارث اشهد ان لا اله
الا الله وانك رسول الله فوالله ما

بنی المصطلق کے غزوہ سے لوٹے تو
آپ کے ساتھ جویریہ بنت الحارث بھی
تھین پس لشکر مین ایک انصاری شخص
کے پاس بطور امانت اوس جویریہ کو بھیجدیا
اور اوسکی حفاظت کی تاکید کی اور آنحضرت
مدینہ منورہ کو تشریف لے آئے پس اُس
جویریہ کا باپ حارث بن ضرار اپنی بیٹی
کا فدیہ لیکر آیا پس جبکہ عقیق کے قریب
آیا تو جو اونٹ فدیہ کے لیے لایا تھا اون
مین سے دو اونٹون کو لالچ سے چھپا آیا
اور آنحضرت کے پاس آکر کہا کہ اے محمد
صلی اللہ علیہ وسلم آپ کے ہاتھ میری بیٹی
لگ گئی پس یہ اونٹ اوسکے بدلے
کے ہین آنحضرت نے فرمایا کہ وہ دونون
اونٹ کہان ہین جنکو تو عقیق کی گھاٹی مین
چھپا آیا ہے اور آنحضرت نے ٹھیک ٹھیک

اطلع علی ذلک الا اللہ فاسلم الحارث
واسلم معه ابنان له وناس من قومه و
ارسل الی البعیرین فجاء بهما فدفع الابل
الی النبی صلعم ودفعت الیه ابنته جویریة
فاسلمت وحسن اسلامها وخطبها رسول
اللہ صلعم الی ابیها فزوجه ایاها و
اصدقها اربعمائة درهم وکانت قبل
رسول اللہ صلعم عند ابن عم لها یقال
له عبداللہ۔

اون کا پتا دیا اوسوقت حارث نے کہا
اشهد ان لا اله الا اللہ وانک رسول
اللہ قسم اللہ کی نہین اطلاع دی تجهکو اونٹون
کے حال کی مگر خدای پاک نے پس حارث مسلمان
ہوا اور اوسکے ساتهہ اوسکے دو بیٹے مسلمان ہوئے
اور بہت سے آدمی اوسکی قوم کے مسلمان ہوئے اور ایک آدمی
کو بہیجکر اوسنے وہ دونون اونٹ منگالیے
اور آنحضرت کو دیدیے آنحضرت نے اوسکی
بیٹی اوسکے حوالہ کی جسکا نام جویریہ تہا پس

وہ مسلمان ہوگئی اور بہت یکی مسلمان ہوئی پس آنحضرت نے اوسکو نکاح کا پیام دیا پس اوسکے باپ نے اوسکا نکاح آنحضرت کے ساتهہ کردیا اور چارسو درہم اوسکا مہر ہوا اور آنحضرت کے نکاح سے پہلے بہی جویریہ اپنے چچا کے بیٹے عبداللہ کے نکاح مین تہی۔

یہی قصہ بعینہ استیعاب مین بہ تحت بیان حال حارث بن ابی ضرار پدر جویریہ کے لکہا ہے اور بہ تحت بیان حال عبداللہ بن حارث کے بہی یہی قصہ ہے مگر کچهہ خفیف سا اختلاف ہے مگر خود جویریہ کی نسبت جو روایتین ہین وہ کیسی مختلف ہین سیرت ہشامی مین لکہا ہے کہ

قال ابن هشام ویقال اشتراها رسول
اللہ من ثابت ابن قیس فاعتقها

یہ بات کہی گئی ہے کہ رسولخدا صلعم نے
اون کو ثابت بن قیس سے مول لیا پہر آزاد

وتزوجها واصدقها اربعماية درهم

کر دیا اور اون سے نکاح کیا اور چار سو درہم اونکا مہر باندہا۔

اور استیعاب مین اور ہی کچھ لکھا ہے اوسکا مختصر سیرت ہشامی مین ہی موجود ہے مگر اس

فی الاستیعاب فی ترجمة جويرية زوج النبی صلعم ۔ سباها رسول الله صلعم یوم المریسیع فی سنة خمس وقیل فی سنة ست ولم یختلفوا انها اصابها فی تلك الغزوة وكانت قبله تحت سافع بن صفوان المصطلقی وكانت قد وقعت فی سهم ثابت بن قیس بن شماس وابن عم له وكاتبه علی نفسها وكانت امرأة جمیلة قالت عایشة كانت جویریة علیها حلاوة وملاحة ولا يكاد يراها احد الا وقعت بنفسه قالت فاتت رسول الله تستعینه علی كتابتها قالت فوالله ما هو الا ان رایتها علی باب الحجرة فكرهتها وعرفت انه سیری منها مثل الذی رایت فقالت

مقام پر ہم استیعاب کی روایت جو مفصل ہے لکھتے ہین استیعاب مین یہ حال جویریہ بی بی رسول خدا کے لکھا ہے کہ آنحضرت نے اونکو یوم مریسیع ۵ سنہ ہجری مین اور بعض نے کہا ہے کہ ۶ سنہ ہجری مین قید کیا تہا مگر اسمین کسی کا اختلاف نہین ہے کہ یہ اسی غزوہ مین ہاتہہ لگی تہی اور اس سے پہلے یہ سافع ابن صفوان کے نکاح مین تہی اور ثابت بن قیس بن شماس اور اوسکے چچا کے بیٹے کے حصہ مین آئی تہی اور اوسنے اوسکو مکاتب کر دیا تہا اور یہ جویریہ ایک خوبصورت عورت تہی حضرت عائشہ نے فرمایا ہے کہ جویریہ ایسی عورت تہی کہ اسمین ایک قسم کی ملاحت اور

يا رسول الله انا جويرية بنت الحارث
بن ابي ضرار سيد قومه وقد اصابني
من الامر ما لم يخف عليك فوقعت في
السهم لثابت ولابن عم له فكاتبته
على نفسي وجئتك استعينك فقال لها
هل لك في خير من ذلك قالت وما هو
يا رسول الله قال اقضي كتابك واتزوجك
قالت نعم قال قد فعلت وخرج الخبر الى
الناس ان رسول الله صلى الله عليه وسلم
تزوج جويرية بنت الحارث فقال
الناس صهر رسول الله صلعم فارسلوا
ما في ايديهم من سبايا بني المصطلق
قالت عايشة فلا نعلم امراة كانت اعظم
بركة على قومها منها وكان اسمها برة
فغير رسول الله صلعم اسمها وسماها
جويرية وتوفيت في ربيع الاول سنة
ست وخمسين -

حلاوت دونون باتین تہین اور جو شخص اوسکو
دیکہتا تہا اوسکے دل مین وہ کہب جاتی تہی پس
وہ آنحضرت کے پاس اسلیے آئی کہ آپ
اوسکی خلاصی مین کچہہ اعانت فرماوین حضرت
عایشہ فرماتی ہین کہ وہ آنحضرت کے حجرہ
کے دروازہ پر جا کہڑی ہوئی پس مجہکو
ناگوار گذرا اور مین نے جان لیا کہ جو بات
آپ مین نے دیکہی ہے وہی وہ دیکہینگے پس اوس جویریہ
نے کہا یا رسول اللہ مین جویریہ بنت حارث ہون اور
حارث سید القوم ہے اور جو کچہہ میری نصیب مین لکہا تہا وہ
آپکو معلوم ہی ہے یعنی ثابت بن قیس اور اوسکے چچازاد
بہائی کے حصہ مین آئی ہون پس اونسے
مجہکو مکاتب کر دیا ہے اسلیے مین آپ کی
خدمت مین آئی ہون کہ آپ میری خلاصی
مین معاونت فرماوین آنحضرت نے فرمایا کہ
اگر تجہکو اس سے بہتر بات نصیب ہو تو تو
راضی ہے اوسنے کہا کہ وہ کیا ہے

آنحضرت نے کہا کہ مین تیرے بدلے کا روپیہ دیکر تجھکو چھڑا لون اور تجھہ سے نکاح کرلون اوسنے کہا کہ مجھے منظور ہے پس اسیوقت یہ خبر لوگون مین مشہور ہوگئی کہ آنحضرت نے جویریہ بنت حارث سے نکاح کرلیا پس بعض لوگون نے کہا کہ آنحضرت نے صہر کیا یعنی قبیلہ بنی المصطلق سے خویشی کی ہے پس جس کسی کے پاس قوم بنی المصطلق کے قیدی تھے سب نے چھوڑ دیے حضرت عایشہ فرماتی ہین کہ پھر ہینے کوئی عورت جویریہ سے بڑہکر بابرکت اوسکی قوم کی ندیکھی اور اسکا نام برہ تھا پس آنحضرت نے اوسکو بدلکر جویریہ رکھدیا اور اوسنے سنہ ۵۶ھ مین ربیع الاول کے مہینے مین وفات پائی۔

پس یہ تمام روایتین جو ایسی مختلف ہین اور بعض بے سند ہین اور بعض ایسی بے ادبی کی باتین آنحضرت صلعم کی نسبت منسوب کی ہین جیسے کہ خود اون راویون کی طینت تھی تو بجز اون لوگون کے جنکی آنکھین ظلمت تقلید سے کسی چیز کو نہین دیکھتین اور کون سچا مسلمان جو درحقیقت رسول صلعم کی محبت کو تمام چیزون سے اور زید و عمرو کی محبت سے زیادہ عزیز سمجھتا ہو اوسکو تسلیم کرے گا اور کیونکر ان واقعات مشتبہہ کو فعل رسول خدا صلعم قرار دیکر اوسپر ایک مسئلہ عظیم الشان معرکۃ الآرا کی بنیاد قایم کرے گا باین ہمہ ہم کہتے ہین کہ وہ جو کچھہ ہوا قبل نزول آیت منزو فلا ہوا اور اسلیے وہ واقعات کسی طرح پر ہوئے ہون بنیاد مسئلہ استرقاق نہین ہو سکتے۔

حضرت صفیہ بنت حی ابن اخطب الیہودی اکثر روایتون مین ہے کہ حضرت صفیہ خیبر کی لڑائی مین پکڑی گیئن اور بطور لونڈی کے دحیہ کلبی کے حصہ مین آئین اون سے

مول لیکر رسول خدا صلعم نے اون سے نکاح کیا چنانچہ مواہب اور اور کتابون مین بہی اسیطرح لکھا

صفیة بنت حی ابن اخطب الیهودی
وقعت فی سهم دحیة بن خلیفة الکلبی
فاشتراها رسول الله صلعم بارءوس
اختلف فی عددها فاعتقها و تزوجها
وذلك سنة سبع۔

ہے اور مواہب کی عبارت یہ ہے کہ صفیہ بنت
حی ابن اخطب یہودی دحیہ بن خلیفۃ الکلبی
کے حصہ مین آئی تہین مگر اونکو آنحضرت
نے بدلے باروس کے جسکے عدد مین
اختلاف ہے خرید لیا اور آزاد کر کے نکاح کر لیا
اور یہ سنہ ۷ مین ہوا۔

اور سیرہ شامی مین جو روایت ہے اوسمین اختلاف ہے اوس سے دحیہ سے خرید کرنا

وتزوج رسول الله صلعم صفیة بنت
حی بن اخطب سباها من خیبر فاصطفاها
لنفسه واولم رسول الله صلعم ولیمة
ما فیها شحم ولا لحم وکان سویقا
وتمرا۔

نہین معلوم ہوتا چنانچہ اوسکی عبارت یہ ہے
کہ اور نکاح کیا آنحضرت نے صفیہ بنت حی بن
اخطب سے اسکو آپ نے قید مین پکڑا تہا
جنگ خیبر مین پس آنحضرت نے انکو خاص
اپنے واسطے پسند کر لیا تہا اور آپ نے اسکا

ولیمہ کیا تہا جسمین نہ گوشت تہا نہ شحم تہی صرف ستو اور چہوہارے تہے۔

اور ابن شہاب کی روایت مین ہے کہ کانت مما افاء الله علیه اور یہ روایت بالکل مخالف روایت خرید کی ہے مگر اس سب سے زیادہ بخاری کی حدیث ہے جس سے یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ حضرت صفیہ کو کسی نے لونڈی یا ما ملکت ایمانکم مین سمجہا ہے نہین در اصل

واقعہ اتنا معلوم ہوتا ہے کہ اونکا شوہر کنانہ ابن الحقیق خیبر کی لڑائی مین مارا گیا وہ رانڈ ہوگئین اون سے حضرت نے نکاح کرلیا راویون نے اونکو سبایا مین سمجھا اور اوسپر قیاساً قصے بنا دیے چنانچہ وہ حدیث بخاری کی یہ ہے۔

حمید سے روایت ہے، اونہون نے انس سے سُنا ہے کہ آنحضرت نے تین شب درمیان

عن حمید انہ سمع انسا یقول اقام النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین خیبر والمدینۃ ثلثۃ لیال یبنی علیہ بصفیۃ فدعوت المسلمین الی ولیمتہ وماکان فیہا من خبز ولا لحم وماکان فیہا الا ان امر بلالا بالانطاع فبسطت فالقی علیہا التمر والاقط والسمن فقال المسلمون احدی امہات المومنین او ما ملکت یمینہ قالوا ان حجبہا فہی احدی امہات المومنین فان لم یحجبہا فہی مما ملکت یمینہ فلما ارتحل وطاء خلفہ ومد الحجاب۔

خیبر اور مدینہ کے قیام فرمایا اور وہین حضرت صفیہ سے صحبت کی اور اونکے ولیمہ کے واسطے خود مین نے ہی مسلمانون کو بلایا مگر اس ولیمہ مین روٹی یا گوشت کچھہ نہ تھا صرف یہ تھا کہ آنحضرت نے حضرت بلال کو حکم دیا کہ تم دسترخوان بچھادو اونہون نے دسترخوان بچھا دیا پس آپ نے اوس پر چھوہارے اور اقط (یہ ایک کھانا دہی سے عرب مین بنتا ہے) اور مسکہ رکھدیا پس مسلمانون نے کہا کہ آیا یہ آنحضرت کی بیوی ہین یا کوئی لونڈی ہین لوگون نے جواب دیا کہ اگر آنحضرت اونکو پردہ مین لیجاوین تو بیوی ہین نہین تو لونڈی ہین پس جب آپ نے

کوچ کیا تو صفیہ کو پس پشت بیٹھا کر پردہ روک دیا۔

پس ان مختلف روایتون سے یہ بات کہ درحقیقت کیا واقعہ پیش آیا اور فعل جناب رسول خدا صلعم کا کسطرح اور کس سبب سے واقع ہوا بخوبی ثابت و متحقق نہین ہوتا اور اسی لیے یہ واقعات کسی مسئلہ عظیمہ شرعیہ کی بنیاد نہین ہو سکتے معہذا اگر فرض کیا جاوے کہ یہ سب واقعات اسیطرح پر واقع ہوئے تھے اور استرقاق اساری عمل مین آیا تو بھی یہ سب واقعات ماقبل نزول آیت منّ و فدا کے ہین اور اسلیے بنیاد مسئلہ استرقاق اساری نہین ہو سکتے۔

روایات متفرقہ

بخاری و مسلم مین ابو ہریرہ سے یہ روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول خدا صلعم کیواسطے

قال اهدی رجل لرسول الله صلعم غلاما یقال له مدعم یحط رحلا لرسول الله صلی الله علیه وسلم اذ اصابه سهم عایر فقتله الخ	ایک غلام بطور ہدیہ بھیجا جسکا نام مدعم تھا پس ایک مرتبہ وہ آنحضرت کا اسباب اتارتا تھا کہ ناگاہ اسکو ایک مقام پر ایک تیر آ لگا اور اس سے وہ مرگیا۔

یہ حدیث ہمارے مدعا کے مخالف نہین ہے اسلیے کہ ابتداے اسلام مین جو لوگ غلام تھے وہ سب بطور غلام تسلیم کیے گئے تھے۔

خاتمہ

بعض شبہات کے جواب مین

اگرچہ ہماری اس تحریر سے بخوبی تشفی ہوتی ہے کہ جناب رسول خدا صلعم نے غلامی کو

مذہب اسلام سے معدوم کر دیا تب بھی بلا شبہہ مسلمانونکے دل مین دو شبہے پیدا ہونگے
اول - یہ کہ بعد رسول خدا صلعم کے خلفاے راشدین رضی اللہ تعالے عنہم اجمعین کے عہد
خلافت مین نسبت قیدیون کے کیا عملدرآمد رہا اور صحابہ اور تابعین کے زمانہ مین جسکی نسبت
رسول مقبول صلعم نے فرمایا ہے کہ خیر القرون قرنی ثم الذین یلونھم ثم الذین یلونھم
کیا ہوا - دوم - یہ کہ تیرہوین صدی مین تمام اہل قبلہ اور اجماع امت کے برخلاف یہ مسئلہ
کیونکر تسلیم ہوسکتا ہے -

پہلے شبہہ کی تحقیق نہایت سچ اور بالکل صحیح اور مطابق واقع کے یہ ہے کہ خلفاے
راشدین کا انحصار صرف پانچ مین ہے - ابوبکر صدیق - عمر فاروق - عثمان غنی -
علی مرتضے - حسن مجتبے - خاتم الخلفا رضی اللہ تعالی عنہم اجمعین - اور انکا زمانہ
خلافت صرف تیس برس ہے اوسکے بعد زمانہ خلافت نہین ہے بلکہ عہد دولت ملوک
عضوض ہے الا ماشاء اللہ غرضکہ اوس زمانہ کے بعد کسی شخص پر خلیفہ نبی اور جانشین پیغمبر
کا اطلاق نہین ہوسکتا البتہ بادشاہان اسلام تھے جنمین سے بہت سون نے ہزارون ظلم
اور ہزارون کام خلاف مذہب اسلام کیے اور بعضون نے کچھ کم اور کسی نے بہت زیادہ انصاف
کیا اور احکام مذہب اسلام کی پیروی کی اور حتی المقدور اونکو بجا لایا پس جسقدر ہمکو تفتیش ہے
وہ صرف اون ہی پانچ خلیفون کے زمانہ کی ہے نہ اور کسی عہد کی -

مگر اوّلاً نہایت ٹھنڈے دل سے اور انصاف سے اور بیہودہ اور غلط مذہبی غلو کو ایک
لمحہ کے لیے چھوڑ کر یہ بات سمجھنی چاہیئے کہ جناب رسول خدا صلعم کے یہ فرمانے سے کہ

خیر القرون قرنی ثم الذین یلونهم ثم الذین یلونهم یہ لازم نہین آتا کہ اوس زمانہ کے لوگ معصوم اور بشریت سے مبرا ہین بلکہ وہ سب انسان مگر ہمارے سردار اور پیشوا اور ہمارے سرتاج تھے اونکا قول و فعل ہمارے لیے ہدایت ہے مگر نہ اس وجہ سے کہ وہ خاص اونکا قول و فعل ہے بلکہ اس یقین یا حسن ظن سے کہ وہ قول و فعل رسول خدا صلعم کا قول و فعل ہے یا ہوگا پس تمام اقوال اور افعال صحابہ کو واجب العمل سمجھنے کے لیے یا ہمکو یقین کامل ہونا چاہیے کہ بلاشبہہ یہ قول و فعل رسول مقبول کا ہے یا اوسکے ایسا ہونے کا ہمکو حسن ظن ہونا چاہیے اور حسن ظن اوسیوقت تک باقی رہتا ہے جبکہ برخلاف اوسکے کوئی ثبوت موجود نہین ہوتا الا جب خلاف اوسکے ثبوت موجود ہوا تو اوسیدم حسن ظن ساقط ہوگیا۔ اور یہ خیال کرنا کہ اگر ہم کسی صحابی کے قول و فعل کی نسبت یہ گمان کرین کہ مطابق قول و فعل رسول مقبول کے نہ تھا تو اون کی شان کے منقصت اور کمال بے ادبی اور ہمارے ایمان کے نقصان کی بات ہے ایک غلط اور بیجا غلو مذہبی ہے صحابہ ہزارون کام اپنی سمجھہ اور اپنے اجتہاد سے کرتے تھے اور جب اوسکی غلطی ظاہر ہوتی تھی یا کسی دوسرے صحابی سے اوسکے بخلاف قول یا فعل رسول مقبول کا دریافت ہوتا تھا فی الفور اوس سے رجوع کرتے تھے بہت کثرت سے مسائل ہین کہ جنمین باہم صحابہ کے اختلاف رہے ہے اور اون دونون کا صحیح ہونا محال ہے کبھی کسی صحابی نے اپنے معصوم ہونے کا دعوی نہین کیا پس یہ تمام اوہام بیجا اور غلو مذہبی سے ہے جو خود ہمنے اپنے دل سے پیدا کیا ہے۔

صحابہ کی پیروی امور مذہبی مین ہم اپنی نجات کا باعث سمجھتے ہین مگر ہمارا فرض ہے کہ

اول ہم یہ بات دیکھین کہ رسول مقبول صلعم نے کیا فرمایا ہے جب آنحضرت کا قول نہ ملے تو دیکھین کہ صحابہ کیا فرماتے ہین جب وہ نہ معلوم ہو تو دیکھین کہ تابعین کیا کہتے ہین پہر اوسکی صحت و غلطی کا امتحان کر کر اوسکو تسلیم کرین۔

بعینہ اسکی ایسی مثال ہے کہ ہمکو احکام مذہبی بجا لانے مین اول قرآن مجید کی پیروی کرنا چاہیئے پہر حدیث پر پہر قیاس منصوص العلت اور اجتہاد پر پہر جبکہ ہم اساری کی نسبت نص صریح قرآن مجید مین پاتے ہین اور مزید برآن ثابت ہوتا ہے کہ روز وفات تک اوسی پر رسول خدا صلعم کا عمل رہا ہے تو اب ہمکو اس بات کی تفتیش کی کہ خلفاے راشدین کے زمانہ مین کیا ہوا کچھہ حاجت نہین رہی کیونکہ اوس زمانہ مین کچھہ ہی ہوا اور کچھہ ہی اوسکا سبب قرار دیا جاوے ہمکو تو اپنے محبوب رسول صلعم کی پیروی ضرور ہوگی اور مسئلہ اسلام کا تو وہی قرار پاوےگا جو قرآن مجید مین ہے نہ اور کوئی۔

با این ہمہ ہم صحابہ کرام اور خلفاے خمسہ راشدین کے زمانہ کے حالات دریافت کرنے کے نہایت آرزومند ہین اون حالات و واقعات سے ہمکو بڑی ہدایت ہوتی ہے اور جو مسئلہ کہ ہمنے قرآن سے یا حدیث سے نکالا ہے اوسکے صحیح ہونے اور اوس استنباط کے درست ہونے کے لیے کسوٹی ہوتے ہین جن سے ہماری سمجھہ کا کہوٹا کھرا ہونا پرکھا جاتا ہے مگر مشکل ہے کہ جو محاربات کہ خلفاے خمسہ راشدین کے وقت مین ہوئے اون پر لایق اعتماد اور طمانیت کے اطلاع حاصل ہونے کو ہمارے پاس کوئی ذریعہ موجود نہین ہے کتب احادیث مین وہ واقعات بہت کم ہین کتب سیر و تواریخ مین وہ پائے جاتے ہین مگر وہ اللہ

وقصہ حاتم طائی سے کچہہ زیادہ رتبہ نہین رکھتین اس لیے کہ اپنے ثبوت کے لیے بالکل محتاج دوسری سند یا دلیل یا کسی اور وجہ قابل اعتماد کی ہین پس اگر وہ روایتین اور کتابین ہمارے مذہب کی بنیاد قرار پاوین اور اون پر مسائل مذاہب کا مدار ٹھہرے تو مسلمانی مذہب تو لونڈون کا کھیل اور دیو پری کا قصہ ہوجاویگا نعوذ باللہ منہا -

علما رمحدثین رحمہم اللہ اجمعین سے نے احادیث کے جمع کرنے اور اون کی صحت کی تنقیح مین نہایت کوشش کی ہے اور پہر بہی حدیث کی کتابون کا یہ حال تہا کہ بخاری و مسلم کا بہی یہ حال ہے کہ بعد تنقیح کے بہی اونکی احادیث مندرجہ مفید ظن یا ظن غالب کی ہین تو واسے برحال کتب سیر و تواریخ کے کہ اون سے تو بجز چند واقعات ناقابل الاشتباہ کے وقوع کی اطلاع کے اور کوئی نتیجہ نہین نکلتا اگر اون کتابون کو ہم استنباط مسایل مذہبی مین دخل دین تو ہم صاف صاف ہندوون کے مقلد ہونگے جنہون نے مہا بہارت کو اپنے ہان کتب مقدسہ مین داخل کرلیا ہے -

دوسرا شبہہ تو نہایت ہی لغو اور نالائق التفات ہے یہ مسئلہ ہے کہ اجماع امت سے کوئی حکم شرعی قایم مثل حکم منزل من اللہ قایم ہوجاتا ہے غلط محض ہے لا تجتمع امتی علی الضلالہ اور من شذ شذ فی النار کی صحت تسلیم کرنے کے بعد بہی کبہی انکا یہ مطلب کہ خدا یا رسول اللہ صلعم نے جماعت کو دوسرا شارع یا موجد احکام مذہب بنایا تہا یا اوسکو معصوم یا ناقابل سہو و خطا ٹھہرایا تہا نہ تہا اسکی بحث کے لیے ایک دوسرا سامان چاہئیے مگر اس مقام پر اسقدر لکہنا چاہیئے کہ صحیح مسئلہ اسلام کا یہ ہے کہ جسطرح ایک

آدمی کا خطا مین پڑنا ممکن ہے اسی طرح ایک گروہ کا بلکہ ایک زمانہ کے لوگون کا خطا مین پڑنا ممکن ہے لیس اجماع امت ہر ایک شخص پر جو اوس اجماع کو غلط یا غلط بینا دپر سمجھتا ہو واجب العمل نہین ہے۔

غلامی پر جو اجماع امت ہوا ہے اب اوسکی غلطی علانیہ ظاہر ہوتی ہے اول تو نص صریح قرآنی کے برخلاف ہے دوسرے اوس اجماع کا سبب کوئی حکم احکام مذہبی سے نہ تہا بلکہ ایک اتفاقیہ طبعی ایسا سبب تہا کہ نادانستہ اوس آیت سے غفلت ہوگئی چند روز اتفاقیہ غفلت رہی اوس زمانہ کے بعد کے لوگون نے اوس ذہول کو امر تعبدی اور ارادی سمجھا اور اوس سے استنباط مسائل کیا اوسکے بعد ظلمت تقلید نے دنیا مین اندہیرا کردیا اور سب اوسکی پیروی کرتے رہے اور از خود بلا قصد اجماع اوسپر اجتماع ہوگیا

تفصیل اسکی یہ ہے کہ عرب مین رواج لونڈی و غلام کا اور لڑائی کے قیدیون کو لونڈی و غلام بنانے کا ایسا قدیم چلا آتا تہا اور ایسا بے عیب سمجہا جاتا تہا کہ کسی کے دل مین اسکا خیال بہی نہ تہا کہ اوسکی موقوفی ہوگی اس خیال کو بعض واقعات ابتدائی زمانہ اسلام نے جسمین لڑائی کے قیدیون کو بطور رسم زمانہ قدیم لونڈی و غلام سمجہا اور نیز مذہب اسلام کے ان احکام نے جن سے وہ لونڈی و غلام جو قبل نزول آیت حریت لونڈی و غلام ہو چکے تھے بطور لونڈی و غلام کے تسلیم کیے گیے تھے اور متعدد احکام اونکی نسبت قرآن و حدیث مین موجود تھے اور بہی زیادہ مستحکم اور پختہ کردیا تہا اخیر غزوات مین آیت منِ وفدا نازل ہوئی اوس آیت مین بہی قیدیون کی نسبت احکام محصورہ صادر ہوئے اور اونکا لونڈی و غلام

بنانا الفاظ صریح سے نہین بلکہ بوجہ حصر باطل کیا گیا بعد نزول اوس آیت کے جناب رسولخدا صلعم نے اگرچہ تمام اساری پر منّ و فدا کیا الا جو کہ قبل نزول اس آیت کے بھی ایسا ہوتا تھا اس سبب سے خیال حصر موجودہ آیت پر نہوا اور اوسکے بعد قلیل زمانہ مین رسول خدا صلعم نے رحلت فرمائی صحابہ کے زمانہ مین اوسپر خیال نہونا بوجوہات مذکورہ بالا کچھ تعجب کی بات نہین ہے شراب کی حرمت نازل ہونے سے کے بعد کوئی نہین سمجھا تھا کہ شراب حرام ہوگئی ہے یہانتک کہ تین دفعہ اوسکی حرمت نازل ہوئی بیع امہات اولاد ممنوع ہونے پر ابتدا عہد خلافت حضرت عمر تک بیع ہوتی رہی متعہ کے غیر ممنوع ہونے پر متعدد صحابہ بلکہ حضرت علی مرتضے کو بھی خیال نہ تھا علاوہ اسکے خلفاے راشدین کے زمانہ مین آیہ خیال نہونے کا یہ بھی سبب ہوا کہ اونکے وقت مین اس مسئلہ پر بحث ہونے کا بہت کم موقع ملا حضرت ابو بکر صدیق کی خلافت مرتدین کے مطیع کرنے مین ختم ہوگئی اور حضرت عمر اور حضرت عثمان کے زمانہ مین دار الخلافتہ سے بہت دور دور کے فاصلہ پر لڑائیان ہوئین اور حضرت علی مرتضے کی خلافت آپس کے جھگڑے مین انجام ہوئی اور حضرت امام حسن علیہ السلام کی خلافت تو آفتاب یوم باران کی مانند تھی اور یہ بڑے قوی اسباب تھے جنکے سبب سے آیت منّ و فدا کا حصر خیال سے خارج رہا۔

اوس زمانہ کے بعد لوگون کی توجہ اسباب پر زیادہ تر تھی کہ اوس زمانہ کے واقعات کو جہانتک ہو سکے دلایل سے قوی کرین اس لیے غلامی کی نسبت آیات تلاش ہونے لگین اور مجبوری آیت منّ و فدا کو منسوخ بتانے لگے بہرحال یہ جو کچھ ہوا اوس کی نسبت

یہ بات تسلیم ہوسکتی ہے کہ اوس زمانہ کے لوگونکی غلامی کی نسبت یہ رای تہی مگر وہ راے مذہب اسلام کا مسئلہ اور حکم منزل من اللہ نہین قرار پاسکتا اور نہ اسلام پر اون لوگون کی راے سے کچھہ داغ لگ سکتا ہے۔

مگر یہ بات ظاہر ہے کہ یہ بحث جو ہمنے شروع کی ایک ایسی بحث ہے کہ ساڑھے بارہ سو برس کے درمیان مین شاید کسی نے نہین کی اور بلاشبہہ اسوقت ہمپر خرق اجماع اور تخلف اجماع امت کا الزام لگایا جاتا ہے مگر چونکہ مسلمانون کا مقرر کیا ہوا یہ ایک مسئلہ ہے کہ اجماع ثانی اجماع اول کو منسوخ کردیتا ہے اور اجماع ثانی شروع ہونے کے لیے ضرور ہے کہ کوئی نہ کوئی شخص اجماع اول سے اختلاف کرے پس وہ شخص مین ہون اور کیا عجب ہے کہ اسپر اجماع ہوجاوے اور اجماع ثانی اجماع اول کو منسوخ کردے اور یہ چہوٹا داغ جو ہمنے اپنی غلطی سے اسلام کے خوبصورت چہرہ پر لگایا ہے ہمیشہ کے لیے مٹ جاوے۔

اے میرے بہائی مسلمانون یہ سب باتین جو اسوقت تمہارے دل مین ہین بسبب خیالات کے محدود ہونے کے ہین جو ہر ایک قوم اور ہر ایک مذہب مین بسبب محدود ہونے علم کے تہے مگر اب وہ زمانہ نہین رہا اور انسانکی ہر ایک چیز کو ترقی اور اوسکے خیالات کو وسعت ہوتی جاتی ہے پس وہ زمانہ کچھہ دور نہین ہے کہ جسطرح اب تم میری بات سے نفرت کرتے ہو اوسیطرح ان سب باتون کی دل سے تصدیق کروا اور اوس وقت تم کو اسلام کی حقیقت معلوم ہوگی اور جسقدر کہ اس وقت اوس کے بن سمجھے خوبی تمہارے دل مین ہے اوس سے ہزار درجہ زیادہ سچی اور دل کی تصدیق کی ہوئی خوبی تمہارے دل مین سماے گی اور اوسوقت

سے پکّے مسلمان ہو گے۔

اللھم ارزقنا حقیقة الاسلام وامتنا علیه آمین

تمّت بالخیر

۱-۱۳ س ۲۹۷۶

آخری درج شدہ تاریخ پر یہ کتاب مستعار
لی گئی تھی مقررہ مدت سے زیادہ رکھنے کی
صورت میں ایک آنہ یومیہ دیرانہ لیا جائے گا۔

۲۹/۱۱/۳۹
۴-۲-۵۵

۲۳۲۸

۲۹۷۶۷۵

ابطال غلامی

کتب خانہ جامعہ عثمانیہ